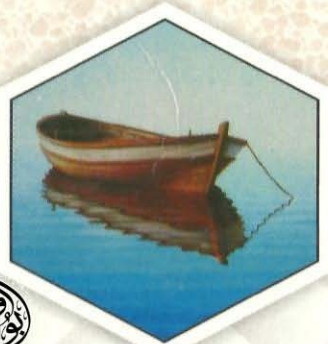


کیا خضر علیہ السلام ابھی زندہ ہیں؟

تالیف

حافظ ابو الفضل حمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ



مكتبة الفهم
منازلہ، لاہور، یو پی

ترجمہ تیس

مولانا عبداللطیف اثری

ترجمہ، تحقیق و تفسیر

شیخ صلاح الدین مقبول حمد (کویت)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ الفہم
سواتیہ، پشاور

الزهر النضر في حال الخضر

کیا خضر علیہ السلام ابھی زندہ ہیں؟

تالیف

حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ

ترجمہ و تلخیص

مولانا عبداللطیف اثری
استاذ جامعہ عالیہ عربیہ ہونو

تخریج، تحقیق و تحشیہ

اساتذہ کرام، شیخ صلاح الدین مقبول احمد (کویت)

مکتبہ الفہم
سواتیہ، پشاور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	کیا خضر علیہ السلام ابھی زندہ ہیں؟
تالیف	:	حافظ ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمہ اللہ
ترجمہ	:	مولانا عبداللطیف اثری
تخریج، تحقیق و تحشیہ	:	شیخ صلاح الدین مقبول احمد (کویت)
طابع و ناشر	:	مکتبہ الفہیم مٹوانا پبلیشنگ ہاؤس یو پی
سال اشاعت	:	مئی ۲۰۱۴ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	150

باہتمام

شفیق الرحمن، عزیز الرحمن

مکتبہ الفہیم
مٹوانا پبلیشنگ ہاؤس یو پی

MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road

Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101

Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224

Email: faheembooks@gmail.com

WWW.fatheembooks.com

فہرست مضامین

5	تقدیم و تبریک: شیخ مظہر احسن ازہری حفظہ اللہ
7	کلمۃ المترجم
11	ترجمہ المؤلف
17	قرآن مجید میں خضر کا قصہ
21	حدیث میں خضر کا قصہ
31	خضر کے بارے میں خلاصہ بحث
31	خضر سے کون مراد ہیں؟
33	خضر فرشتہ ہیں یا اولیٰ یا نبی۔
34	نبوت و رسالت پر ولایت کی برتری کی تردید
37	شراح العقیدۃ الطحاویۃ کی ایک نفیس بات
38	نبوت خضر پر دلائل
38	قرآن کے دلائل
41	حدیث سے دلائل
43	استمرار حیات کا سبب اس کے قائلین کی نظر میں
44	استمرار حیات خضر کے قائلین کی آراء
46	قابل غور بات
46	منقولات سے ناواقفیت
46	کچھ نیک لوگوں کی بے توجہی
47	شہرت و ناموری کی چاہت و طلب

47	خضر کے زندہ رہنے اور ان سے ملاقات کے بارے میں.....
50	استمرار حیات کے منکرین کی آراء
50	حیات خضر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ
52	شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا ایک اہم فتویٰ
56	اس فتویٰ کے آخری حصہ پر نقد و تبصرہ
58	ابن الجوزی کا انکار
58	قرآن کی دلیل
59	سنت کی دلیل
59	علماء محققین کا اجماع
61	عقلی دلائل
65	الزہر النضر فی حال الخضر (اصل کتاب)
66	نسب کا بیان
69	خضر کے نبی ہونے کے دلائل
75	خضر کی درازی عمر کا بیان اور اس کا سبب
84	بعثت نبوی سے پہلے خضر کے کچھ حالات
85	موسیٰ کے علاوہ کے ساتھ خضر کے حالات
87	ان کا بیان جن کا خیال ہے کہ خضر کی موت ہو چکی ہے۔
96	ان احادیث کا بیان جس میں ہے کہ خضر نبی ﷺ کے زمانے میں تھے پھر آپ کے بعد بھی اب تک زندہ ہیں۔
113	ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خضر نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ ہیں اور ان کا بیان جنہوں نے خضر کو دیکھا ہے۔

تقدیم و تبریک

حضرت مولانا مظہر احسن ازہری حفظہ اللہ
ناظم اعلیٰ جامعہ عالیہ عربیہ مئو

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على أشرف الانبياء
والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى
يوم الدين - وبعد

شہاب الدین ابوالفضل الحافظ احمد بن علی بن محمد حجر الکنانی العسقلانی المعروف
بابن حجر العسقلانی، ان علماء جہادہ میں سے ہیں جن کی ذات بذات خود حجت اور ان کی
تصانیف (جن کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہے) کو سند اعتبار حاصل ہے۔ آپ کی مشہور
کتاب ”فتح الباری شرح صحیح البخاری“ کو تو ”لاہجرۃ بعد الفتح“ کہا جاتا
ہے۔ اس کے علاوہ ”التلخیص الحبیر“، ”تہذیب التہذیب“ اور ”الإصابة فی
تمییز الصحابة“ کا علمی مرتبہ بھی مسلم ہے، آپ نے الإصابة میں جہاں تمام صحابہ کے
حالات قلمبند کئے ہیں، وہیں خضر کے حالات بھی تفصیل سے لکھے ہیں، خضر کے بارے
میں ان کے اسی مضمون کو بعد میں ”الزهر النضر فی نبأ الخضر“ یا ”الزهر النضر فی
حال الخضر“ کے نام سے رسالہ کی شکل میں طبع کیا گیا، کچھ عرصہ پہلے اس کتاب کی
تحقیق جماعت اہل حدیث کے مشہور عالم دین، محقق و صاحب قلم اور انشاء پرداز، شیخ
صلاح الدین مقبول احمد مدنی حفظہ اللہ کی ہے، اور مرکز ابوالکلام آزاد للتوعیۃ الاسلامیۃ
دہلی نے شائع کیا ہے، اس کتاب کی تحقیق کے ساتھ ساتھ شیخ موصوف نے ایک جامع
مقدمہ بھی لکھا ہے، اور حدیث و آثار، اخبار و حکایات کی تخریج کر کے اس کے اصل مصدر

کی جانب رہنمائی کی ہے، بعض غلطیوں کی تصحیح اور اضافہ کی جانب بھی اشارہ کیا ہے، اس طرح بعض غلط افکار و نظریات کی قرآن و حدیث کی روشنی میں تردید کی ہے، حیات خضر کے سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ایک فتویٰ پر مناسب نقد کر کے یہ بتایا ہے کہ شیخ الاسلام کا یہ فتویٰ کتاب و سنت اور آپ کی سابقہ بیشتر تحریروں کے منافی ہے، اور اس طرح شیخ الاسلام کی پوزیشن بھی صاف کی ہے۔

چونکہ خضر کے نبی اور ولی ہونے اور ان کے اب تک زندہ رہنے نیز بعض لوگوں کے خضر سے ملاقات کرنے اور خضر کے ان کی رہنمائی کرنے کا مسئلہ عرصہ دراز سے موضوع بحث بنا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں عربی زبان میں گرچہ کچھ کتابیں موجود ہیں، لیکن اردو زبان کا دامن اب تک اس سے خالی ہے۔ مقام مسرت ہے کہ جامعہ عالیہ عربیہ منو کے ایک کامیاب، باصلاحیت مدرس، تحریر و تقریر میں ماہر اور بحث و تحقیق میں یدِ طولیٰ رکھنے والے استاذ مولانا حافظ عبداللطیف اثری حفظہ اللہ نے ضرورت محسوس کی کہ اس تحقیق شدہ کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا جائے تاکہ عربی داں لوگوں کے ساتھ ساتھ اردو داں طبقہ بھی زیادہ سے زیادہ استفادہ کر سکے۔ اب یہ مترجم کتاب آپ کے سامنے ہے۔ امید ہے کہ خضر سے متعلق پیدا ہونے والے تمام سوالوں کے جواب اس کتاب میں مل جائیں گے۔ اور خضر کی ولایت اور ان کے ہر جگہ موجود ہونے کے بارے میں جو خلاف حقیقت باتیں بعض قصہ گو حضرات کے ذریعہ پھیل گئی ہیں اور جن روایات کو انہوں نے اپنے مزعومہ نظریات کا سہارا بنایا ہے اس کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مولف، محقق، مترجم اور طابع و ناشر ہر ایک کو پورا

پورا بدلہ دے۔ آمین

مظہر احسن ازہری



کلمۃ المترجم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين محمد وعلى آله وصحبه أجمعين - وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله. وبعد:

ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہماری ہدایت و رہنمائی کے لئے ترحکرت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ و سنتی کی صورت میں ایک نسخہ کی میا عطا کر گئے ہیں۔ مسلمان ایک عرصہ تک اس نسخہ کی میا پر عمل پیرا رہے اور اس وقت تک نہ تو ان کے عقائد میں کوئی خرابی آئی تھی اور نہ ہی شرک و بدعت میں ملوث ہوئے تھے۔ لیکن جیسے ہی کتاب و سنت سے رشتہ کمزور ہوا، عقائد میں بگاڑ شروع ہو گیا۔ پھر کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے جو شہرت پسند تھے انھوں نے اپنے آپ کو عوام الناس کی نظر میں معتبر بنانے کے لئے من گھڑت اور موضوع احادیث کا سہارا لیا، اس طرح عوام الناس کے درمیان بہت ساری وہ چیزیں دین کے نام پر پھیل گئیں جن کا دین سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ اس سلسلے میں صوفیاء اور واعظین کا کردار سب سے زیادہ مشکوک رہا۔ انہوں نے اپنی من پسند باتوں کو اس طرح کہنا شروع کیا کہ لوگوں نے اسے قرآن و سنت ہی سمجھا اور پھر جب دوسروں نے ان سے سن کر بیان کیا تو اس کے اندر اصل پر کچھ اضافہ ہی ہوتا گیا۔

ان صوفیاء اور نام نہاد واعظین کے ذریعہ جہاں بہت سی باتیں بنیادی عقیدہ بن گئیں وہیں ایک غلط عقیدہ یہ بھی پھیل گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام جن کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے، اب تک زندہ ہیں۔ وہ صحراء میں رہتے ہیں۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ بتاتے ہیں پریشان حال کی مدد کرتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں۔ جس کو جہاں چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں سال میں صرف ایک بار پانی پیتے ہیں، جنت سے ان کے لئے کھانا آتا ہے حتیٰ کہ بادل بھی ان کے تابع ہیں اور جب وہ چاہتے ہیں بادل سے

دریافت کر لیتے ہیں کہ تم کو کہاں جانا ہے اور وہ قیامت تک زندہ رہیں گے۔ وہ مصائب کے خاتمہ کے لئے مخصوص دعائیں بھی سکھاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ظاہر ہے کہ ان سب پر قرآن و حدیث سے دلیل نہ ہونے کی بنا پر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث کے بیانات کے مخالف ہونے کی بنا پر اکاذیب و خرافات ہیں۔

اللہ جزائے خیر دے ان علماء سلف کو جنہوں نے ہر معاملے میں احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ انجام دیا ہے چنانچہ اس سلسلے میں بھی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، علامہ ابن الجوزی، حافظ ابن حجر عسقلانی، ابن کثیر رحمہم اللہ نے اپنی کتابوں میں خضر کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں عمدہ بحث کی ہے اور ان خرافات کا ابطال کیا ہے جو نام نہاد صوفیاء و علماء نے عوام میں پھیلا دیا ہے۔

چونکہ خضر کے بارے میں بہت ساری باتیں رواج پا گئی ہیں اس لئے علماء نے اس سلسلے میں مستقل کتابیں تصنیف کی ہے جن میں بعض یہ ہیں:

- ۱۔ جزء فی أخبار الخضر لأبی الحسین أحمد بن جعفر بن المنادی البغدادی۔
- ۲۔ جزء فی أخبار الخضر لعبد المغیث بن زہیر الحرابی الحنبلی البغدادی
- ۳۔ عجالۃ المنتظر فی شرح حال الخضر لعبد الرحمن بن علی بن الجوزی
- ۴۔ مجلد فی موت الخضر له ایضا
- ۵۔ مختصره ایضا
- ۶۔ إرشاد أهل الإخلاص لحیة الخضر والیاس لمحمد بن أبی الخیر أحمد القزوینی
- ۷۔ رسالة فی الخضر هل مات أم هو حی لعبد الحلیم أحمد بن تیمیة الحرانی
- ۸۔ جزء فی وفاة الخضر لمحمد بن علی بن عبد الواحد المعروف بابن النقاش
- ۹۔ جزء فی حیاة الخضر لعبد اللہ بن أسعد الیافعی
- ۱۰۔ الروض النضر فی أنباء الخضر لأبی الفضل العراقي
- ۱۱۔ جزء فی الخضر للقاضی علیم الدین البساطی
- ۱۲۔ الزهر النضر فی نبأ الخضر لأحمد بن علی بن حجر العسقلانی

۱۳۔ القول المنتصر علی المقالات الفارغة بدعوى حياة الخضر للحسين بن عبد الرحمن الأهدل۔

۱۴۔ رسالة فی الخضر لجلال الدین السیوطی۔

۱۵۔ یہ کشف الحذر عن أمر الخضر لملا علی القاری الہرزی۔

۱۶۔ القول المقبول فی الخضر هل بنی أم ملک أم رسول لأحمد بن محمد بن علی المعروف بالغنمی۔

۱۷۔ القول الدال علی حياة الخضر ووجود الأبدال لنوح بن مصطفى الحنفی

۱۸۔ علامہ ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، علامہ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ کی اپنی اپنی کتابوں (فتاویٰ ابن تیمیہ) المنار المنیف۔ البداية والنهاية۔ الإصابة میں خضر سے متعلق لکھی ہوئی تحریریں جو مستقل رسالہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

عربی زبان میں تو یہ کتابیں موجود ہیں لیکن اردو زبان میں اب تک میری نظر

سے کوئی جامع کتاب نہیں گزری ہے۔ اتفاق سے حافظ ابن حجر کی تالیف الزہر النضر فی

نبأ الخضر جس کی تحقیق، نصوص کی تخریج اور قیمتی نفس اور علمی تعلیق مشہور عالم و محقق اور

علمی دنیا کی جانی پہچانی شخصیت بیسیویں کتابوں کے مصنف، ادیب و شاعر شیخ صلاح

الدین مقبول احمد صاحب نے کی ہے اور بیش قیمت علمی مقدمہ بھی لکھا ہے، نظر سے گزری

جس میں خضر علیہ السلام سے متعلق عوام میں رائج غلط عقائد کی کتاب و سنت کی روشنی میں

تردید کی گئی ہے اور خضر کے اب تک زندہ و موجود رہنے اور قیامت تک موجود رہنے کے

بارے میں قائلین و منکرین کے دلائل پر زبردست علمی مناقشہ کر کے صحیح صورت حال کو پیش

کیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے یہ کہا کہ ان کی خضر سے ملاقات ہوئی ہے ان کو یہ غلط فہمی کیسے

پیدا ہوئی اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ کتاب کے محقق شیخ صلاح

الدین صاحب نے بحث کا خلاصہ اور دیگر معلومات فراہم کی ہیں۔

کتاب کی اہمیت کے پیش نظر طبیعت مائل ہوئی کہ اس کتاب کا اردو ترجمہ کر دیا

جائے، ترجمہ شروع بھی ہو گیا لیکن پتہ چلا کہ ایک دوسرے عالم دین کتاب کا ترجمہ کر

رہے ہیں اس لئے میں نے کام روک دیا اور دوسرے کام میں لگ گیا۔ جب سالوں سال انتظار کے بعد ترجمہ نہیں آیا تو پھر ترجمہ کو مکمل کر لیا اور اب پیش خدمت ہے۔

میرا کام اس میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ اسے اردو کا جامہ پہنا دیا ہے۔ جگہ جگہ جو حواشی ہیں وہ سب چند مقامات کے علاوہ شیخ صلاح الدین صاحب کے ہیں، میں نے صرف ترجمہ و تلخیص کیا ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ پیش کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب میں نے اس کتاب کو اپنے بعض عرب دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیا تو انہوں نے بیحد پسندیدگی کا اظہار کیا اور ہندوستانی علماء کی خدمات کو اچھے الفاظ میں سراہا اور تعریف کی، اس سے کتاب کی وقعت میری نظر میں بڑھ گئی اور آج ترجمہ کی شکل میں میری ایک دیرینہ تمنا پوری ہو رہی ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں استاذ الاساتذہ، عربی ادیب، خطیب و مقرر جناب مولانا مظہر احسن ازہری حفظہ اللہ و معنا اللہ بطول حیاتہ کا شکر یہ نہ ادا کروں جیسے ہی میں نے اس کتاب کے ترجمہ و اشاعت کی خبر انہیں سنائی تو وہ بے حد خوش ہوئے اور پھر تقدیم و تبریک کے نام سے تجھی کلمات لکھ کر مزید مسرت کا اظہار کیا جو کتاب کی زینت ہے۔

کتاب کی اشاعت ہندوستان کے مشہور سلفی اشاعتی ادارہ مکتبہ الفہیم منو سے ہو رہی ہے۔ اس مکتبہ نے احیاء التراث الاسلامی کے سلسلہ میں جو کوشش کی ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذمہ داران کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور انہیں مزید ہمت و حوصلہ اور اس سلسلے میں مزید تیز کام ہونے کا حوصلہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میرے، میرے والدین اور اساتذہ کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

عبد اللطیف اثری

استاذ جامعہ عالیہ عربیہ، منو



ترجمہ المؤلف

نام و نسب:

نام احمد بن علی بن محمد بن علی بن محمود بن حجر الکتانی کنیت ابو الفضل اور لقب شہاب الدین ہے۔ قدیم مصر میں دریائے نیل کے کنارے شعبان ۷۳۷ھ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت کے بارے میں اختلاف ہے کسی نے ۱۲ کسی نے ۱۳ کسی نے ۲۲ اور کسی نے ۲۳ شعبان لکھا ہے۔ آپ کا مولد و منشاء اور جائے وفات مصر ہے اس لئے آپ کو مصری کہا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش مصر کے شہر عسقلان میں ہوئی ہے اس لیے آپ کو عسقلانی کہا جاتا ہے۔ آپ اپنے جد امجد کی جانب نسبت سے ابن حجر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی کیوں کہ ابھی آپ کی عمر چار برس کی ہوئی تھی کہ آپ کے والد محترم کا رجب ۷۷۷ھ میں انتقال ہو گیا والدہ کا انتقال والد سے پہلے ہی ہو چکا تھا۔ والد محترم نے اپنی وفات سے قبل آپ کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری اپنے دو مخلص دوستوں زکی الدین ابو بکر بن نور الدین علی الخروبی اور شمس الدین محمد بن القطان مصری کے حوالے کی تھی۔ زکی الدین نے آپ کی تعلیم و تربیت میں پوری ذمہ داری کا ثبوت دیا جن دنوں یہ مکہ میں تھے وہاں بھی آپ کو اپنے ساتھ رکھا۔ ان کے انتقال کے بعد آپ اپنے دوسرے مربی کے ساتھ رہے اور ان سے فقہ، عربی ادب اور حساب میں مہارت حاصل کی۔ آپ بڑے ہی ذہین و فطین تھے اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ آپ نے بچپن ہی میں قرآن کریم یاد کر لیا تھا اور ۸۵ھ میں حرم مکی میں تراویح کی امامت کی۔ اس وقت آپ شیخ زکی الدین کے ساتھ مکہ میں مقیم تھے۔ آپ دوسرے علوم کی تحصیل میں بھی بہت حریص تھے یہاں تک کہ بعض اوقات کتابیں معاوضہ پر حاصل کرتے تھے آپ کے اس حرص کا نتیجہ تھا کہ سترہ برس کی عمر تک

پہونچتے پہونچتے ادب و تاریخ سے متعلق کافی علم حاصل کر لیا تھا اور بعض مشائخ سے صحیح بخاری کا سماع بھی کر لیا تھا۔ انیس برس کی عمر میں آپ اپنے ہم عصروں سے ادب، لغت، قرأت اور فقہ میں فائق ہو گئے۔ ان تمام علوم کے حصول کے بعد حدیث کی جانب متوجہ ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کے اندر اس قدر کمال حاصل کر لیا کہ حافظ العصر شیخ الاسلام۔ امام الائمۃ۔ محی السنۃ۔ فرید الوقت۔ عمدۃ المحدثین۔ خاتمۃ المحدثین۔ امیر المؤمنین فی الحدیث۔ الامام المنفرد کے خطاب سے نوازے گئے اور دنیا نے اسلام کا نامور عالم تسلیم کر لیا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ مصر کے نامور علماء سے کسب فیض کیا بلکہ اس سلسلے میں مختلف ممالک کا سفر کر کے وہاں کے مشاہیر علماء سے استفادہ کیا۔ آپ نے حرمین کے علاوہ اسکندریہ، نائلس، رملہ، غزہ، یمن، قبرص شام اور حلب کا سفر کیا۔

مشہور اساتذہ

آپ نے جن اساتذہ و شیوخ سے سماع و استفادہ کیا یا اجازہ حاصل کیا ان کی تعداد تقریباً ۴۵۰ ہے ان میں فقہ وحدیث کے اہم اساتذہ یہ ہیں۔

شیخ عقیف الدین عبداللہ بن محمد نیشاپوری المعروف بہ نشاوری

شیخ محمد بن عبداللہ ظہیرۃ جمال الدین مکی

شیخ نجم الدین ابو محمد عبدالرحیم بن رزین بن غالب المسند

شیخ علی بن ابی بکر ابوالحسن ایشی

شیخ عمر بن علی بن احمد الملقن

شیخ ابو حفص عمر بن رسلان البلقینی

شیخ ابو الفضل عبدالرحیم بن حسین العراقی

اخیر کے تین اساتذہ احمد الملقن، بلقینی، اور العراقی سے آپ حد درجہ متاثر اور ان کے علم و فن کے قدردان تھے۔ احمد الملقن کی تصنیفات اس زمانے میں سب سے زیادہ تھیں۔ بلقینی آپ کے فقہ کے استاذ ہیں، فقہ شافعی میں ان کو درک حاصل تھا۔ آپ ان

کے ساتھ ایک مدت تک رہے انہوں نے ہی سب سے پہلے آپ کو تدریس و افتاء کی اجازت دی ہے۔ العراقی حافظ کبیر تھے آپ ان کے ساتھ دس سال رہے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے آپ کو علم المصطلح کی تدریس کی اجازت دی اور آپ کو حافظ کالقب عطا کیا اور اس بات کی شہادت دی کہ آپ اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ حدیث کا علم رکھنے والے ہیں۔

ان تینوں نامور اساتذہ کے بارے میں ایک دل چسپ بات یہ ہے کہ ان تینوں میں سے ہر ایک دوسرے سے ایک سال قبل پیدا ہوا اور ایک سال پہلے دنیا سے چلا گیا جیسا کہ ان کی سن ولادت و وفات اس پر دال ہے۔ احمد الملقن کی سن ولادت ۷۲۳ھ ہے۔ بلقینی کی ۷۴۲ھ اور العراقی کی ۷۵۵ھ۔ اسی طرح احمد الملقن کی سن وفات ۸۰۴ھ ہے بلقینی کی ۸۰۵ھ اور عراقی کی ۸۰۶ھ۔ اسی طرح ان کے ایک استاذ ابو الحسن ایشمی کا انتقال عراقی کے ایک سال بعد یعنی ۸۰۷ھ میں ہوا اگرچہ وہ ان سے دس سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔

تلامذہ

آپ کے تلامذہ اور مستفیدین کی تعداد ابن خلیل دمشقی کے بیان کے مطابق ۳۵۰ ہے اور سخاوی نے ۵۰۰ بتایا ہے۔

مشہور تلامذہ یہ ہیں:

شیخ ابراہیم بن عمر بن حسن البقاعی صاحب ”عنوان الزمان“

شیخ زکریا بن محمد الانصاری صاحب ”شرح الفیة العراقی“

شیخ ابن تغری بردی صاحب ”النجوم الزاہرة“

شیخ ابن فہد المکی صاحب ”لحظ الالفاظ“

شیخ ابن قاضی شہبۃ الدمشقی صاحب ”الطبقات“

شیخ اسماعیل بن محمد بن ابوبکر المقرئ البیہمی صاحب ”عنوان الشرف الوافی“

شیخ یوسف بن شاہین ابوالحاجن الکرکی صاحب ”رونق الالفاظ“

شیخ محمد بن عبدالرحمن سخاوی صاحب ”الضوء اللامع“ والمصنفات الکثیر

تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے تصنیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور یہ سلسلہ وفات تک جاری رہا۔ بعض سوانح نگاروں نے آپ کی تصنیفات کی تعداد ۱۵۰ بتائی ہے لیکن سخاوی نے کہا ہے کہ آپ کی تصنیفات ۲۷۰ سے زیادہ ہیں۔ دکتور شا کر محمود عبدالمنعم نے آپ کی مطبوع مخطوط، موجود اور مفقود کتابوں کی تعداد ۲۸۰ بتائی ہے۔ اسی طرح آپ کی جانب منسوب کتابوں کی تعداد ۳۸ ہے۔

اہم مطبوعہ تصانیف

- ۱۔ الاصابة فی تمییز الصحابة
- ۲۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری
- ۳۔ تہذیب التہذیب
- ۴۔ تقریب التہذیب
- ۵۔ الدرر الکامنة فی اعیان المائة الثامنة
- ۶۔ لسان المیزان
- ۷۔ ہدی الساری مقدمة فتح الباری
- ۸۔ التلخیص الحبیر
- ۹۔ الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة
- ۱۰۔ تعجیل المنفعة برجال الائمة الاربعة
- ۱۱۔ بلوغ المرام من ادلة الاحکام
- ۱۲۔ نخبة الفکر فی مصطلح اهل الاثر
- ۱۳۔ نزہة النظر فی توضیح نخبة الفکر
- ۱۴۔ النکت علی مقدمة ابن الصلاح
- ۱۵۔ القول المسدد فی الذب عن مسند الامام احمد۔ اس کا نام ”القصد الاحمد“ بھی ہے۔

۱۶۔ الامتاع فی الاربعین المتباینة بشرط السماع

۱۷۔ تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری

۱۸۔ تحائف المہرۃ باطراف العشرۃ

۱۹۔ المطالب العالیۃ فی زوائد التسانید العثمانیۃ

۲۰۔ انباء الغمر بانباء الغمر

۲۱۔ رفع الاصر عن قضاة مصر

آپ شاعر بھی تھے۔ آپ کے اشعار کا ایک مجموعہ بھی موجود ہے جو ہر صنف کے اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ جامع ازہر اور جامع عمرو بن العاص کے خطیب بھی تھے اور قاضی القضاة کے عہدہ پر بھی ۱۱ سال تک کام کیا ہے۔ منصب افتاء پر بھی قائم رہے۔ آپ کا فتویٰ مدلل اور ایجاز و جامعیت میں مشہور تھا۔ بسا اوقات آپ نے ایک دن میں ۳۰ فتویٰ تک لکھا ہے۔

آپ شافعی مسلک تھے۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اخیر عمر میں مالکی مسلک اختیار کر لیا تھا لیکن کچھ لوگوں نے اس کی تردید کی ہے کہ صرف ایک بار دو مسئلہ میں مالکی مسلک پر عامل تھے۔ اسماء و صفات باری تعالیٰ کے بارے میں افسوس آج کے کا نظریہ سلف صالح کے نظریہ کے خلاف تھا۔

وفات:

حدیث رسول کا یہ معتبر شارح و ترجمان نصف صدی تک علم کے موتی لٹائے والا ۲۸ یا ۲۹ ذی الحجہ ۸۵۲ھ کو اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ آپ کا انتقال صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ ذمیوں کے لیے بھی ایک عظیم سانحہ تھا۔ پورا شہر قبرستان پہنچ گیا اندازہ لگانے والوں نے اندازہ لگایا کہ تقریباً ۵۰ ہزار آدمی جنازہ میں موجود تھے۔ آپ کو مصر کے مشہور قبرستان قراۃ الصغریٰ میں امام شافعی کی قبر سے صرف ۱۵۰۰ میٹر کی دوری پر دفن کیا گیا۔ اللهم اغفر له وارحمه و عافه واعف عنه و اکرم نزلہ ووسع مدخلہ۔

قرآن و حدیث میں وارد حضرت کا قصہ

قرآن مجید میں حضرت کا قصہ

وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ
حُقُبًا (60) فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنَهُمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ
سَرَبًا (61) فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا
نَصَبًا (62) قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا
أَنسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ أَذْكُرَهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ عَجَبًا (63) قَالَ
ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبِغُ فَارْتَدَّ عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا (64) فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا
آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا (65) قَالَ لَهُ مُوسَى هَلْ
اتَّبَعْتَ عَلَىٰ أَنْ تَعْلَمَ مِنْ مِمَّا عَلَّمْتُ رُشْدًا (66) قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ
مَعِيَ صَبْرًا (67) وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا (68) قَالَ
سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا (69) قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي
فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (70) فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا
رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ أَخْرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا
إِمْرًا (71) قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا (72) قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي
بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا (73) فَانطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا
فَقَتَلَهُ قَالَ أَقْتَلْتَنِي نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا (74) قَالَ أَلَمْ

أَقْلَ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا (75) قَالَ إِنْ سَأَلْتَكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا (76) فَانطَلَقَا حَتَّى إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّقُوهَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا (77) قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (78) أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَضْبًا (79) وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ أَبُوهُ مُمْسِكًا فَحَشِينَا أَنْ يُرْهَقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا (80) فَأَرَدْنَا أَنْ يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رُحْمًا (81) وَأَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا (82)

(الکہف: ۶۰-۸۲)

ترجمہ: ذرا ان کو وہ قصہ سناؤ جو موسیٰ کو پیش آیا تھا) جب کہ موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا تھا کہ میں اپنا سفر ختم نہ کروں گا جب تک کہ دونوں دریاؤں کے سنگم پر پہنچ نہ جاؤں۔ ورنہ میں ایک زمانہ دراز تک چلتا ہی رہوں گا۔ پس جب وہ ان کے سنگم پر پہنچے تو اپنی مچھلی سے غافل ہو گئے اور وہ نکل کر اس طرح دریا میں چلی گئی جیسے کہ کوئی سرنگ لگی ہو، آگے جا کر موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا: لاؤ ہمارا ناشتہ آج کے سفر میں تو ہم بری طرح تھک گئے ہیں۔ خادم نے کہا آپ نے دیکھا یہ کیا ہوا؟ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے اس وقت مجھے مچھلی کا خیال نہ رہا اور شیطان نے مجھ کو ایسا غافل کر دیا کہ میں اس کا ذکر آپ سے کرنا بھول گیا۔ مچھلی تو عجیب طریقے سے نکل کر دریا میں چلی گئی، موسیٰ نے کہا اسی

کی تو ہمیں تلاش تھی، چنانچہ وہ دونوں اپنے نقش قدم پر پھر واپس ہوئے اور وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا جسے ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا، اور اپنی طرف سے ایک خاص علم عطا کیا تھا۔ موسیٰ نے اس سے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں تاکہ آپ مجھے بھی اس دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے، اس نے جواب دیا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو آخر آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس نے کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک کہ میں خود اس کا آپ سے ذکر نہ کروں۔ اب وہ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہو گئے، اس شخص نے کشتی میں شگاف ڈال دیا، موسیٰ نے کہا آپ نے اس میں شگاف ڈال دیا تاکہ سب کشتی والوں کو ڈبو دیں، یہ تو آپ نے ایک سخت حرکت کر ڈالی۔ اس نے کہا میں نے تم سے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، موسیٰ نے کہا بھول چوک پر مجھے نہ پکڑئے، میرے معاملے میں آپ ذرا سختی سے کام نہ لیں، پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ان کو ایک لڑکا ملا اور اس شخص نے اسے قتل کر دیا، موسیٰ نے کہا آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی، حالانکہ اس نے کسی کا خون نہ کیا تھا، یہ کام تو آپ نے بہت ہی برا کیا، اس نے کہا میں نے تم سے کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ موسیٰ نے کہا اس کے بعد اگر میں آپ سے کچھ پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں، لیجئے اب تو میری طرف سے آپ کو عذر مل گیا، پھر وہ آگے چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے کھانا مانگا، مگر انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے انکار کر دیا، وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرا چاہتی تھی۔ اس شخص نے اس دیوار کو پھر قائم کر دیا، موسیٰ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام کی اجرت لے سکتے تھے۔

اس نے کہا بس میرا تمہارا ساتھ ختم ہوا، اب میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہ کر سکتے۔ اس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے، میں نے چاہا کہ اس کو عیب دار کر دوں کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔ رہا وہ لڑکا تو اس کے والدین مومن تھے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا، اس لئے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جس سے صلہ رحمی بھی زیادہ متوقع ہو۔ اور اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لئے ایک خزانہ مدفون ہے اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا، اس لئے تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ تمہارے رب کی رحمت کی بنا پر کیا گیا ہے۔ میں نے کچھ اپنے اختیار سے نہیں کر دیا ہے، یہ ہے حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکتے۔



حدیث میں خضر کا قصہ

باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام

۱. حدثنا عمرو بن محمد حدثنا يعقوب بن إبراهيم قال حدثني أبي عن صالح عن أبي شهاب أن عبيد الله بن عبد الله أخبره عن ابن عباس أنه تمارى هو والحر بن قيس الفزارى فى صاحب موسى قال ابن عباس : هو خضر فمر بهما أبى بن كعب ، فدعا ابن عباس فقال : إني تماريت أنا و صاحبي هذا فى صاحب موسى الذى سأل السبيل إلى لقيه ، هل سمعت رسول الله يذكر شانه ؟ قال : نعم ، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : بينما موسى فى ملأ من بنى إسرائيل جاءه رجل فقال : هل تعلم أحدا أعلم منك ؟ قال : لا . فأوحى الله إلى موسى بلى عبدنا خضر ، فسأل موسى السبيل إليه ، فجعل له الحوت آية ، وقيل له إذا فقدت الحوت فارجع فإنك ستلقاه . فكان يتبع الحوت فى البحر ، فقال لموسى فتاه : أرايت إذ أوتينا إلى الصخرة فإنى نسيت الحوت وما أنسانيه إلا الشيطان أن أذكره ، فقال موسى ! ذلك ما كنا نبغى فارتدا على آثارهما قصصا فوجدا خضرا فكان من شأنهما الذى قص الله فى كتابه - (صحيح البخارى ج ۱ ص ۱۷ كتاب العلم باب ما ذكر فى ذهاب موسى فى البحر إلى الخضر عليهما السلام وباب الخروج فى طلب العلم وكتاب الأنبياء ص ۴۸۱ باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام / صحيح مسلم ج ۲ ص ۲۷۱ كتاب الفضائل باب من فضائل الخضر)

ترجمہ: ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ وہ اور حر بن قیس بن حصن الفزاری نے حضرت موسیٰ کے ساتھی کے بارے میں باہم اختلاف کیا۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ وہ خضرؑ تھے، پھر ان کے پاس سے ابی بن کعب گزرے، عبد اللہ بن عباسؓ نے انہیں بلایا اور کہا کہ میں اور میرے یہ رفیق موسیٰ کے اس ساتھی کے بارے میں بحث کر رہے ہیں جس سے انہوں نے ملاقات چاہی تھی۔ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں کچھ ذکر سنا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ایک دن حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ (دنیا میں) کوئی آپ سے بھی بڑھ کر علم والا موجود ہے؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں ہمارا بندہ خضر ہے (جس کا علم تم سے زیادہ ہے) حضرت موسیٰ نے اللہ سے دریافت کیا کہ خضر سے ملنے کی کیا صورت ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو ان سے ملاقات کی علامت قرار دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب تم اس مچھلی کو گم کر دو تو (واپس) لوٹ جاؤ، تب خضر سے تمہاری ملاقات ہوگی۔ تب موسیٰ چلے اور دریا میں مچھلی کی علامت تلاش کرتے رہے، اس وقت ان کے ساتھی نے کہا جب ہم پتھر کے پاس تھے، کیا آپ نے دیکھا تھا، میں اس وقت مچھلی کا کہنا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے اس کا ذکر بھلا دیا، موسیٰ نے کہا اسی مقام کی ہمیں تلاش تھی۔ تب وہ اپنے نشانات قدم پر (پچھلے پاؤں) باتیں کرتے ہوئے لوٹے (وہاں) انہوں نے خضر کو پایا، پھر ان کا وہی قصہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں بیان کیا ہے۔

۲۔ حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا سفیان حدثنا عمرو بن دینار قال أخبرني سعيد بن جبیر قال قلت لابن عباس أن نوحا البکالی

یزعم أن موسى صاحب الخضر ليس هو موسى بنى إسرائيل إنما هو موسى آخر قال: كذب عدو الله، حدثنا أبي بن كعب عن النبي ﷺ أن موسى قام خطيبا في بنى إسرائيل فسئل أي الناس أعلم؟ فقال أنا فعتب الله عليه إذ لم يرد العلم إليه، فقال له بل لى عبد بمجمع البحرين هو أعلم منك، قال أى رب ومن لى به؟ وربما قال سفيان أى رب وكيف لى به؟ قال تاخذ حوتا فتجعله فى مكمل، حيثما فقدت الحوت فهو ثم - وربما قال فهو ثمه، وأخذ حوتا فجعله فى مكمل ثم انطلق هو وفتاه يوشع بن نون حتى إذا أتيا الصخرة وضعا رء وسهما، فرقد موسى واضطرب الحوت فخرج فسقط فى البحر، فاتخذ سبيله فى البحر سربا، فأمسك الله عن الحوت جرية الماء فصار مثل الطاق، فقال هكذا مثل الطاق - فانطلقا يمشيان بقية ليلتهما و يومهما، حتى إذا كان من الغد قال لفتاه أتنا غداء نا لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا، ولم يجد موسى النصب حتى جاوز حيث أمره الله، قال له فتاه أرأيت إذ أؤينا إلى الصخرة فإنى نسيت الحوت وما أنسانيه إلا الشيطان أن أذكره واتخذ سبيله فى البحر عجبا، فكان للحوت سربا ولهما عجبا، قال له موسى ذلك ما كنا نبغى فارتدا على آثارهما قصصا - حتى انتهيا إلى الصخرة، فإذا رجل مسجى بثوب فسلم موسى فرد عليه فقال وأنى بارضك السلام؟ قال أنا موسى، قال: موسى بنى إسرائيل؟ قال نعم، أتيتك لتعلمنى مما علمت رشدا، قال يا موسى إنى على

علم من علم اللہ علمنیہ اللہ لا تعلمہ ، وأنت علی علم من علم اللہ علمہ اللہ لا أعلمہ ، فقال هل اتبعك؟ قال: إنك لن تستطيع معي صبرا، وكيف تصبر على ما لم تحط به خبرا - إلى قوله أمرا - فانطلقا يمشيان على ساحل البحر ، فمرت بهما سفينة كموهم أن يحملوهم ، فعرفوا الخضر فحملوه بغير نول ، فلما ركبا في السفينة جاء عصفور فوق على حرف السفينة ، فنقر في البحر نقرة أو نقرتين ، قال له الخضر يا موسى، ما نقص علمي و علمك من علم اللہ إلا مثل ما نقص هذا العصفور بمنقاره من البحر ، إذ اخذ الفاس فنزع لوحا ، قال فلم يفجع موسى إلا وقد قلع لوحا بالقدوم ، فقال له موسى: ما صنعت ؟ قوم حملونا بغير نول عمدت إلى سفينتهم فخرقتها لتغرق أهلها ، لقد جئت شيئا إمرا، قال: ألم أقل لك إنك لن تستطيع معي صبرا ، قال لا تؤاخذني بما نسيت ولا ترهقني من أمري عسرا ، فكانت الأولى من موسى نسيانا ، فلما خرجا من البحر مروا بسلام يلعب مع الصبيان ، فأخذ الخضر برأسه فقلعه بيده هكذا . وأوماً سفيان بأطراف أصابعه كأنه يقطف شيئا . فقال له موسى: أقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت شيئا نكرا ، قال ألم أقل لك إنك لن تستطيع معي صبرا ؟ قال: إن سألتك عن شئ ، بعدها فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا . فانطلقا حتى إذا أتيا أهل قرية استطعما أهلها فأبوا أن يضيفوهما ، فوجدا فيها جدارا يريد أن ينقض مائلا . أوماً بيده هكذا ، وأشار سفيان

كأنه يمسح شيئا إلى فوق ، فلم أسمع سفيان مائلا إلا مرة. قال: قوم أتيناهم فلم يطعمونا ولم يضيفونا ، عمدت إلى حائطهم ، لو شئت لاتخذت عليه أجرا ، قال هذا فراق بيني وبينك ، سأنبئك بتاويل ما لم تستطع عليه صبيرا ، قال النبي ﷺ : وددنا لو أن موسى كان صبر فقص الله علينا من خبرهما ، قال سفيان: قال النبي ﷺ : يرحم الله موسى لو كان صبر يقص علينا من أمرهما وقرأ ابن عباس أمامهم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا. وأما الغلام فكان كافرا وكان أبواه مومنين ثم قال لى سفيان سمعته منه مرتين وحفظته منه ، قيل لسفيان : حفظته قبل أن تسمعه من عمرو أو تحفظه من إنسان ؟ فقال ممن أتحفظه ، ورواه أحد عن عمرو غيرى ؟ سمعته منه مرتين أو ثلاثا وحفظته منه.

(صحيح البخارى ج ١ ص ٤٨٢ كتاب الانبياء باب حديث الخضر مع موسى عليهما السلام / صحيح مسلم ج ٢ ص ٢٦٩ كتاب الفضائل باب من فضائل الخضر)

ترجمہ: سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا نوف بکالی کہتا ہے کہ جن موسیٰ کی خضر کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی وہ بنی اسرائیل کے رسول حضرت موسیٰ کے علاوہ دوسرے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا دشمن خدا نے غلط کہا، مجھ سے ابی بن کعب نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو وعظ سنانے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا کہ انسانوں میں سب سے زیادہ علم کسے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ مجھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر غصہ کیا کیونکہ انہوں نے علم کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی کے ذریعہ بتایا کہ

دو دریاؤں کے سنگم پر میرا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا اے رب! میں ان تک کیسے پہنچ پاؤں گا؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ اپنے ساتھ ایک مچھلی لے لو اور اسے زنبیل میں رکھ لو وہ جہاں گم ہو جائے (زندہ ہو کر دریا میں کود جائے) بس میرا وہ بندہ وہیں ملے گا، چنانچہ آپ نے مچھلی لی اور زنبیل میں رکھ کر روانہ ہوئے، آپ کے ساتھ آپ کے خادم یوشع بن نون بھی تھے۔ جب یہ دونوں چٹان کے پاس آئے تو سر رکھ کر سو گئے، ادھر مچھلی زنبیل میں تڑپی اور اس سے نکل گئی اور اس نے دریا میں اپنا راستہ پالیا، مچھلی جہاں گری تھی اللہ تعالیٰ نے وہاں پانی کی روانی کو روک دیا اور پانی ایک طاق کی طرح اس پر بن گیا، پھر وہ دونوں دن اور رات کا جو حصہ باقی تھا اس میں چلتے رہے، دوسرے دن حضرت موسیٰ نے اپنے خادم سے کہا کہ اب کھانا لاؤ، ہم کو سفر نے بہت تھکا دیا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ اس وقت تک نہیں تھکے جب تک وہ اس مقام سے نہ گزر چکے جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ اب ان کے خادم نے کہا آپ نے نہیں دیکھا جب ہم چٹان کے پاس تھے تو مچھلی کے متعلق بتانا بھول گیا تھا اور صرف شیطان نے یاد رہنے نہیں دیا اس نے تو عجیب طریقہ سے اپنا راستہ بنا لیا تھا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا مچھلی نے تو دریا میں اپنا راستہ لیا اور حضرت موسیٰ اور ان کے خادم کو (مچھلی کا جو نشان پانی میں اب تک موجود تھا) دیکھ کر تعجب ہوا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ یہ وہی جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم تھے، چنانچہ دونوں حضرات پیچھے اسی راستہ سے لوٹے۔ بیان کیا کہ دونوں حضرات پیچھے اپنے نقش قدم پر چلتے چلتے آخر اس چٹان تک پہنچ گئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک صاحب کپڑے میں لپٹے ہوئے بیٹھے ہیں، حضرت موسیٰ نے انہیں سلام کیا، حضرت خضر نے کہا تمہارے ملک میں سلام کہاں سے آگیا۔ موسیٰ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں، پوچھا بنی اسرائیل کے موسیٰ فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس اس غرض سے

حاضر ہوا ہوں تاکہ جو ہدایت کا علم آپ کو حاصل ہے وہ مجھے بھی سکھا دیں حضرت خضر نے فرمایا موسیٰ! آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے، مجھے اللہ کی طرف سے ایک خاص علم ملا ہے جسے آپ نہیں جانتے، اسی طرح آپ کو اللہ کی طرف سے جو علم ملا ہے وہ میں نہیں جانتا، حضرت موسیٰ نے کہا کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں، خضر نے کہا آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ہیں اور آپ اس پر صبر بھی کیسے کر سکتے ہیں جس کے بارے میں آپ کو علم ہی نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملے میں آپ کے خلاف نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو کسی چیز کے متعلق سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود آپ کو اس کے متعلق بتا دوں گا، اب یہ دونوں سمندر کے کنارے کنارے روانہ ہوئے اتنے میں ایک کشتی گزری، انہوں نے کشتی والوں سے بات کی کہ انہیں بھی اس کشتی پر سوار کر لیں، کشتی والوں نے حضرت خضر کو پہچان لیا اور کرایہ لئے بغیر ان کو سوار کر لیا۔ جب یہ دونوں کشتی پر بیٹھ گئے۔ بیان کیا کہ اسی عرصہ میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے آ کے بیٹھ گئی اور اس نے اپنی چونچ کو دریا میں ڈالا تو خضر نے موسیٰ سے کہا کہ میرا اور آپ کا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا اس چڑیا نے اپنی چونچ میں دریا کا پانی لیا ہے۔ بیان کیا کہ پھر حضرت خضر نے کھاڑے سے کشتی کا ایک تختہ نکال ڈالا، حضرت موسیٰ نے دیکھا تو حضرت خضر سے کہ ان لوگوں نے ہمیں بغیر کسی کرایہ کے اپنی کشتی میں سوار کر لیا تھا اور آپ نے انہیں کی کشتی چیر ڈالی تاکہ سارے مسافر ڈوب جائیں بلاشبہ آپ نے یہ بڑا ناگوار کام کیا ہے۔ حضرت خضر نے فرمایا میں نے آپ سے پہلے ہی نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا جو بات میں بھول گیا تھا اس پر آپ مجھے معاف کر دیں اور میرے معاملہ میں تنگی نہ کریں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ پہلی

مرتبہ حضرت موسیٰ نے بھول کر انہیں ٹوکا تھا جب یہ دونوں سمندر سے نکلے تو ایک بچہ کے پاس سے گزرے جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضر نے اس بچے کا سراپنہ ہاتھ میں لیا اور اسے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ حضرت موسیٰ اس پر بولے آپ نے ایک بے گناہ کی جان بغیر کسی جان کے بدلے کے لے لی، یہ آپ نے بڑا ناپسند کام کیا۔ خضر نے فرمایا میں تو پہلے ہی کہنہ چکا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ نے کہا اگر میں نے اس کے بعد پھر آپ سے کوئی سوال کیا تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھئے گا آپ میرا بار بار عذر سن چکے (اس کے بعد میرے لئے بھی عذر کا کوئی موقع نہ رہے گا) پھر دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کہا کہ ہمیں اپنا مہمان بنا لو لیکن انہوں نے میزبانی سے انکار کر دیا پھر انہیں بستی میں ایک دیوار دکھائی دی جو بس گرنے ہی والی تھی، بیان کیا کہ دیوار جھک رہی تھی، خضر کھڑے ہو گئے اور دیوار اپنے ہاتھ سے سیدھی کر دی، موسیٰ نے کہا ان لوگوں کے یہاں ہم آئے اور ان سے کھانے کے لئے کہا لیکن انہوں نے ہماری میزبانی سے انکار کر دیا اگر آپ چاہتے تو دیوار کے اس سیدھا کرنے کے کام پر ان سے اجرت لے سکتے تھے، خضر نے فرمایا بس اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے، میں اب آپ کو ان کاموں کی وجہ بتاؤں گا جن پر آپ صبر نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش موسیٰ نے صبر کیا ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کے سلسلے میں اور واقعات ہم سے بیان کرتا، سفیان کہتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے اگر وہ صبر کرتے تو ہمیں ان دونوں کی اور باتیں معلوم ہو جاتیں اور ابن عباسؓ نے پڑھا ہے أمامہم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا ان کے آگے ایک بادشاہ تھا جو ہر اچھی کشتی کو ظلماً لے لیتا تھا۔ رہا بچہ تو وہ کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے پھر مجھ سے سفیان نے کہا میں نے اس کو ان سے دو مرتبہ سنا ہے۔ اور اس کو محفوظ رکھا ہے۔

۳ . حدثنا محمد بن سعید الأصبهانی أخبرنا ابن المبارك عن
معمر عن همام بن منبه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي
ﷺ قال: إنما سمي الخضر لأنه جلس على فروة بيضاء فاذا هي
تهتز من خلفه خضراء.

(صحيح البخارى ج ۲ ص ۶۸۷ كتاب التفسير باب قوله واذا قال موسى لفتاه
لا أبرح حتى أبلغ مجمع البحرين أو أمضى حقبا)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا خضر کا یہ
نام اس لئے ہوا کہ وہ ایک سوکھی زمین پر بیٹھے لیکن جوں ہی وہ اس جگہ سے اٹھے تو وہ جگہ
جہاں سبزی کا نام و نشان بھی نہ تھا سبز ہو کر لہلہانے لگی۔



خضر کے بارے میں خلاصہ بحث

نام و نسب: مورخین علماء کا خضر کے نام و نسب کے بارے میں اختلاف ہے۔ اور اس سلسلے میں دس سے زائد اقوال ہیں، ان میں سب سے مشہور نام بلیا بن ملکان ہے۔ کنیت ابو العباس ہے اور یہ اپنے لقب خضر کے ساتھ مشہور ہیں۔

خضر کی وجہ تسمیہ: تفسیر، حدیث اور تاریخ میں خضر نام کی دو وجہ پائی جاتی ہے۔

۱۔ بخاری احمد ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: إنما سمی الخضر لأنه جلس علی فروة بیضاء فإذا ہی تہتز من خلفہ خضراء (۱)

خضر کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ وہ ایک سوکھی زمین پر بیٹھے لیکن جوں ہی وہ وہاں سے اٹھے وہ جگہ (جہاں سبزی کا نام و نشان نہ تھا سبز ہو کر لہلہانے لگی۔

۲۔ خطابی کہتے ہیں کہ خضر کے خضر نام رکھنے کی وجہ ان کا حسن و جمال ہے۔ (۲)

خضر سے کون مراد ہیں

خضر کے بارے میں کچھ اختلاف یہ بھی ہے کہ کیا یہ وہی خضر ہیں جن سے حضرت موسیٰ کی ملاقات ہوئی تھی یا کوئی دوسرے ہیں۔

مورخین کے درمیان اختلاف کی وجہ بعض وہ اسرائیلی تاریخی روایات ہیں جس

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۳ کتاب الانبیاء باب حدیث الخضر مع موسی علیہما السلام

(۲) شرح صحیح مسلم للنووی

میں آیا ہے:

ان موسیٰ بن میثا بن یوسف بن یعقوب نبی قبل موسیٰ بن عمران
وأنه هو الذی طلب الخضر بن ملکان۔ (۱)

موسیٰ بن میثا بن یوسف بن یعقوب ایک نبی تھے جو موسیٰ بن عمران سے پہلے
آئے ہیں اور انہوں نے ہی خضر بن ملکان کو تلاش کیا تھا۔

لیکن یہ قول ساقط ہے اور تاریخی لحاظ سے مرجوح ہے۔

صحیح حدیث و تاریخی نصوص کی روشنی میں راجح و درست بات یہ ہے کہ موسیٰ بن
عمران علیہ السلام جن پر توریت کا نزول ہوا ہے یہی صاحب خضر معروف ہیں جن کا قصہ
سورہ کہف میں حضرت موسیٰ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

شیخین (بخاری و مسلم) نے اپنی صحیح میں سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا
ہے کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباسؓ سے کہا: نونو البرکالی (۲) کا خیال ہے کہ خضر صاحب
موسیٰ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کے دشمن نے جھوٹی بات کہی ہے۔ (۳)

ابن عباسؓ نے یہ بات غصہ سے کہی ہے (ان کا یہ اعتقاد نہیں تھا کہ حقیقت میں
اللہ کے دشمن ہیں) کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی مخالفت کی ہے جس

(۱) تلخیص المستدرک علی الصحیحین للذہبی ۲/۵۷۳ و أخرجه الحاكم فی

مستدرک من طریق محمد بن اسحاق

(۲) نونو البرکالی تابعی دمشق کا ایک فاضل تھا۔ بعض لوگوں کے کہنے کے مطابق یہ کعب احبار کا بھتیجا تھا۔ اس کا
خیال تھا کہ صاحب خضر موسیٰ بن میثا ہیں جو تورات کے حسب بیان رسول ہیں اور یہ یوسف علیہ السلام کے
پوتے ہیں۔

(۳) بخاری ج ۱ ص ۲۸۲ کتاب الانبیاء باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام و ج ۲

ص ۲۸۷ کتاب التفسیر باب قوله و اذ قال موسیٰ لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع

البحرین او امضی حقا۔ مسلم ج ۲ ص ۲۶۹ کتاب الفضائل باب فضائل الخضر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

تذکرہ مکتبہ الفیضہ منورہ

کیا حضرت علیؑ نے اس امر میں زبردہ ہیں؟

میں ضرورتاً یوں مہم جو رہا ہے کہ حضرت صاحبِ نبوتؐ نہیں۔ ابن عباسؓ کو ان کی اس بات پر غصہ آ گیا اور سنتوں انکار کی بنا پر انہوں نے کذابت سے عدو اللہ کہا اور غصہ کی حالت میں جو الفاظ کہے (۶)۔ حقیقت پر حملہ نہیں ہوتے۔ (۱)

حضرت فرشتے ہیں یا ولی یا نبی ہیں؟

یہ نکتہ جو اس وقت تک نہ تھا، اب ملاحظہ فرمائیں، مفسرین و مورخین کا اس بارے میں اختلاف ہے اور اس سلسلے میں تین مشہور نکتے ہیں۔

۱۔ اولیاء ہیں۔ ان میں سے بعض حضرت علیؑ کے لقب و اپنی ذات کے اعتبار سے ہیں اور بعض ان کے لقب و اپنی ذات کے اعتبار سے ہیں اور بعض ان کے لقب و اپنی ذات کے اعتبار سے ہیں اور بعض ان کے لقب و اپنی ذات کے اعتبار سے ہیں۔

ہو شرح مسلم ۶/۱۵۰ اور البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۲۸

۲۔ حضرت ولی ہیں۔ صوفیاء کی ایک جماعت اور دیگر حضرات اسی کے قائل ہیں اور یہی رائے حنابلہ میں ہے ابو علی بن ابی موسیٰ، ابو بکر انصاری اور ابو القاسم قشیری کی ہے۔ (۲) ان لوگوں میں سے اکثر اپنے خیال میں ولی کو نبی پر مطلقاً یا بعض اعتباراً منصفیت سے ترجیح دیتے ہیں۔

ہیں موسیٰ کے ساتھ حضرت کا واقعہ جو سورہ کہف میں وارد ہے ان کے لیے قوی دلیل ہے۔

۳۔ یہ سیدنا اور حضرت ہی کی طرح بعض اولیاء کو انبیاء پر ترجیح دینے والوں میں حکیم ترمذی ہیں۔

انہوں نے کتاب ختم الانبیاء میں یہی رائے ظاہر کی ہے۔ لکھتے ہیں: "ان لوگوں میں سے"

نہیں کہہ سکتے وہی ان کے اولیاء ہیں۔ جو افضل مرقن البصیحیہ میں مذکور ہے۔

یہ لوگ اولیاء میں سے بعض ایسے ہیں جو صحابہ سے افضل ہیں۔ ان کے مسلمانوں نے اس پر

خروج نہیں لیا اور نہ برہنیت کیس کی اور اس سبب سے ان کو شہر بدر کردیا۔ حالانکہ یہ ان کے لئے بہت

۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

(۱) مسلم مع النووی
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اسی خیال کے موید سعد الدین بن حمویہ بھی ہیں اور ابن عربی اسی طرح ابن عربی صاحب الفصوص و فتوحات مکہ بھی ہیں ابن عربی کہتے ہیں: مقام النبوة فی برزخ فویق الرسول ودون الولی کہ نبوت کا مقام برزخ میں رسول سے کچھ اونچا اور ولی سے کم ہے۔ (۳) نبوت و رسالت پر ولایت کی برتری کی تردید

صوفیاء کے اس باطل دعاوی کی کہ ولی کو نبی پر فضیلت حاصل ہے امام ابن تیمیہؒ نے عمدہ تردید کی ہے اور اس کے تمام گوشوں کی عمدہ تحلیل کی ہے۔ لکھتے ہیں:

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ موسیٰ خضر سے افضل ہیں اور جس نے کہا ہے کہ خضر افضل ہیں تو اس نے کفر کیا ہے اور برابر ہے کہ خضر کو نبی کہا گیا ہو یا ولی، جمہور کی رائے یہ ہے کہ وہ نبی نہیں ہیں، بلکہ انبیاء بنی اسرائیل، جنہوں نے تورات کی اتباع کی ہے اور جن کا ذکر اللہ نے کیا ہے مثلاً داؤد و سلیمان علیہما السلام یہ خضر سے افضل ہیں۔ بلکہ جمہور کے اس قول کی بنا پر کہ وہ نبی نہیں ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ان (خضر) سے افضل ہیں۔ رہا خضر کا ان چیزوں کا جاننا جنہیں موسیٰ نہیں جانتے تھے تو یہ چیز اس بات کو واجب نہیں کرتی ہے کہ وہ موسیٰ سے مطلق افضل ہیں۔ جس طرح ہد ہد نے حضرت سلیمانؑ سے کہا تھا ﴿فَمَكَتْ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطُ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ بَنِيَّ يَبْقِيْنَ﴾ (النمل: ۲۲) مجھے وہ بات معلوم ہے جو آپ نہیں جانتے ہیں، تو وہ حضرت سلیمانؑ سے افضل نہیں تھا۔ اور جیسے جو لوگ کھجوروں میں تلیق کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ تلیق کے بارے میں نبی ﷺ سے زیادہ جانتے تھے، اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی ہے کہ یہ تلیق کرنے والے آپ سے افضل تھے۔ نبی ﷺ نے ان سے کہا تھا أنتم أعلم بأمور دنیاکم وأما ما كان من أمر دينکم فإلی (۱) تم لوگ اپنے دنیاوی معاملات کو زیادہ

(۱) تفصیل کے لئے دیکھیں فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۲۲/۱، ۲۶/۱۳

(۲) صحیح مسلم ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸

جانتے ہو (اسے اپنے طور پر کرتے رہو) لیکن جو دینی معاملہ ہوگا اس میں میری طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔

حضرت ابو بکر، عمر، عثمان، علی (رضی اللہ عنہم) اپنے سے کمتر لوگوں سے دین کا علم، جو ان کے پاس ہوتا تھا سیکھتے تھے اور نبی ﷺ نے فرمایا میرے بعد نبوت میں سے صرف سچا خواب باقی بچا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو علم والے ہیں وہ ان سے افضل ہیں جن کو سچا خواب نظر آتا ہے۔

خضر کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ان کو کشف حاصل تھا جو نبوت کا ایک جزء ہے تو وہ نبی سے افضل کیسے ہو سکتے ہیں؟ رسول سے افضل کیسے ہو سکتے ہیں، اولوالعزم پیغمبروں سے افضل کیسے ہو سکتے ہیں؟ (۱)

امام ابن تیمیہ ایک جگہ لکھتے ہیں:

بعض کا قول ہے کہ خضر اولیاء کے نقیب ہیں، ان سے پوچھا جائے گا کہ ان کو نقیب کس نے بنایا ہے؟ افضل اولیاء اصحاب محمد ہیں اور خضر اصحاب محمد میں سے نہیں ہیں۔ (۲)

پھر لکھتے ہیں:

جس نے کہا ہے کہ وہ اولیاء کے نقیب ہیں یا یہ اولیاء کو تعلیم دیتے ہیں تو اس نے باطل و غلط بات کہی ہے۔ (۳)

اور صوفیاء کے اس عقیدہ کہ ولایت کو نبوت پر فضیلت حاصل ہے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وكل هذه المقالات في أعظم الجهالات والضلالات، بل من أعظم أنواع النفاق والإلحاد والكفر (۴)

(۲) فتاویٰ شیخ الاسلام ۱۰/۲۷

(۱) مختصر فتاویٰ المصریة لابن تیمیہ

(۳) المصدر رقمہ ۳۲۲/۱۱

(۴) المصدر رقمہ ۱۰۰/۲۷

یہ تمام بائبل حد درجہ جہالت و کمر اہی کی بامیں ہیں، بلکہ نفاق، الحاد اور کفر کی بڑی

قسموں میں سے ہیں۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

بعض لوگوں نے موسیٰ و حضر کے واقعے سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضر شریعت کے مکلف نہیں ایسے لوگ اپنے اس عقیدہ میں دو وجوہوں سے گمراہ ہیں۔

۱۔ حضر شریعت سے الگ نہیں تھے بلکہ جو کام بھی انہوں نے کیا تھا وہ حضرت موسیٰ کی شریعت میں جائز تھا اور اسی بنا پر جب انہوں نے اس کے اسباب بتا دیے تو اس کو تسلیم کر لیا۔ اور اگر یہ جائز نہ ہوتا تو اس کو تسلیم نہ کرتے۔ موسیٰ ان اسباب کو نہیں جانتے تھے جن اسباب کی بنا پر اس کو مباح کیا گیا تھا، چنانچہ موسیٰ نے سبھی اسباب کو تسلیم کر لیا۔

طرح ہیں اور حضر نے اس کو ان سے بیان کر دیا۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۲۔ حضر موسیٰ کی امت میں سے نہیں تھے اور نہ ہی حضر پر حضرت موسیٰ کی متابعت جائز تھی بلکہ حضر نے موسیٰ سے کہا تھا میں اللہ کے علم میں سے ایک ایسے علم پر ہوں جسے اللہ

نے مجھے سکھایا ہے، آپ کو یہ علم نہیں ملا ہے اور آپ کے پاس بھی ایک ایسا علم ہے جسے اللہ نے آپ کو سکھایا ہے میرے پاس اس کا علم نہیں ہے۔ اور یہ تو چہ اس لئے ہے کہ موسیٰ کی دعوت عام نہ تھی، کیونکہ نبی خاص طور پر اپنی ہی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ اور محمد ﷺ کی بعثت پوری دنیائے انسانیت کے لئے ہے بلکہ آپ کی بعثت جملہ جن و انس کی جانب سے، لہذا کسی کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ آپ کی طاعت و متابعت سے باہر ہو، نہ ظاہر میں ہو سکتا ہے نہ باطن میں اور نہ خواص میں سے کوئی الگ ہو سکتا ہے اور نہ عوام میں سے کوئی الگ ہو سکتا ہے۔

۱۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۲۔ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

بشائر العقیدۃ الطحاویۃ کی نفسِ نبیہ سے

شارح عقیدہ طحاویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: خضر کے ساتھ موسیٰؑ ایک واقعہ کے تعلق سے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ علم لدنی کی بنا پر وحی سے استغنا جائز ہے وہ ظہورِ زندیق ہے۔ کیونکہ موسیٰؑ خضر کی تجاہلِ معنویہ نہیں تھے۔ گئے تھے اور نہ ہی خضر کو موسیٰؑ کی امتیازت کا حکم دیا گیا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر خضر نے موسیٰؑ سے کہا تھا انت موسیٰؑ بنی اسرائیل کیا آپ بنی اسرائیل کے موسیٰؑ ہیں جو اب میں موسیٰؑ نے کہا تھا کہ ہاں۔ تو انہوں نے کہا: اور محمد ﷺ جمعِ ثقلین کی تجاہلِ معنویہ بھی گئے ہیں اور اگر موسیٰؑ عیسیٰ (علیہما السلام) زندہ ہوتے تو دونوں آپ کے متبعین نہیں ہوتے اور جب حضرت عیسیٰؑ ہزارین ہزار تیرین گے تو شریعتِ مجریہ کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ بلکہ انہوں نے کہا: اور

اب جو شخص دعویٰ کرے کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے موسیٰؑ کے ساتھ خضر تھے یا اس بات کو امت میں سے کسی کے لئے جائز قرار دے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے اسلام کی تجدید کرے اور حق کی گواہی دے۔ وہ دینِ نبی سے بالکل جدا ہو گیا ہے، چہ جائے کہ وہ اولیاء میں سے ہو اب وہ شیطان کے دوستوں میں سے ہے۔ اور یہاں زنادقہ اور اہل استقامت کے راستے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

۳۔ تیسرا قول:

تین خضر نبی ہیں جنہوں نے علماء و محققین اسی کے قائل ہیں۔

ثقلی کہتے ہیں وہ تمام اقوال میں نبی ہیں۔ (۱)۔ بلکہ تین اولیاء ہیں۔ (۲)۔ اقلیوں نے کہا ہے۔ (۳)۔

(۱) البحر المحیط ۱۳۷/۶

(۲) تفسیر قرطبی ۱۶/۱۱

(۳) ۵۲: ۵۲

الحبر می مفسر اور ابو عمر کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں اور آلوسی نے جمہور کے نزدیک ان کی نبوت کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اس رسالہ میں اسی قول کو ترجیح دیا ہے کہ خضر نبی ہیں۔ مزید لکھتے ہیں: بعض اکابر علماء کہتے تھے زندقہ کی پہلی گرہ جو کھلتی ہے وہ خضر کے نبی ہونے کا اعتقاد ہے زندقہ ان کے نبی نہ ہونے کی بات کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے جیسا کہ ان کے بعض شعراء نے کہا ہے

مقام النبوة فی برزخ فویق الرسول و دون الولی

ترجمہ: نبوت کا مقام برزخ میں رسول سے کچھ اونچا اور ولی سے کم ہے۔

یہ شعرا ابن عربی صوفی الحلول کی جانب منسوب ہے جیسا کہ ابن تیمیہ نے نقض المنطق (۱۴۱) میں صراحت کی ہے۔

نبوت خضر پر دلائل

اگر قاری خضر کے حالات میں غور کرے تو اسے ان کی نبوت پر قرآن و حدیث سے بہت سے دلائل مل جائیں گے

قرآن کے دلائل

موسیٰ کے ساتھ خضر کا واقعہ جو سورہ کہف میں وارد ہے اس کا سیاق خضر کی نبوت پر چند وجوہ سے دلالت کرتا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ﴿فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِمَّا لَدُنَّا عِلْمًا﴾ (۱)

علامہ آلوسی نے رحمة من عندنا کی تفسیر میں تین قول نقل کیا ہے اور تینوں کے ضعیف ہونے کی جانب اشارہ کیا ہے۔ پھر کہا ہے کہ: جمہور کے نزدیک اس سے مراد وحی و نبوت ہے اور قرآن میں متعدد جگہ اس پر اطلاق بھی کیا گیا ہے اور اسے ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے نقل بھی کیا ہے۔ اور منصور بھی جمہور کے موید ہیں۔ اور آیات و احادیث سے اس کے شواہد اتنے زیادہ ہیں کہ ان سے یقین حاصل ہوتا ہے۔

۲۔ موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر سے یہ کہنا:

﴿هَلْ أَتَبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَنِي مِمَّا عَلَّمْتَ رُشْدًا، قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا، وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خُبْرًا، قَالَ سَتَجِدُنِي إِنِ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا، قَالَ فَإِنِ اتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَن شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحَدِّثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴾ (۱)

ترجمہ: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں کہ آپ مجھے وہ رشد سکھا دیں جو آپ کو ملا ہے خضر نے کہا آپ سے میرے ساتھ ہرگز صبر نہ ہو سکے گا اور جس چیز کی آپ کو خبر نہ ہو آپ اس پر صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں؟ موسیٰ نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ خضر نے کہا اچھا اگر آپ میرے ساتھ چلتے ہیں تو مجھ سے کوئی بات نہ پوچھیں جب تک کہ میں خود اس کا آپ سے ذکر نہ کروں۔

اگر خضر نبی نہ ہوتے بلکہ ولی ہوتے تو موسیٰ آپ سے اس طرح بات نہ کرتے اور نہ وہ موسیٰ کو اس طرح جواب دیتے۔ موسیٰ نے ان کے ساتھ رہنے کی اجازت اس لئے چاہی تھی تاکہ ان کے پاس جو خصوصی علم اللہ کی جانب سے ہے اسے حاصل کر لیں اب اگر وہ نبی نہ ہوتے تو معصوم نہ ہوتے اور موسیٰ کو بھی کسی ایسے ولی کے علم کو حاصل کرنے کی اتنی

زیادہ رغبت و خواہش نہ ہوتی، جب کہ موسیٰ بنی عظیم، رسول کریم واجب العصمت ہیں اور

یہ ولی غیر واجب العصمت تھے۔

۳۔ حضرت نے اس بچے (جس کا ذکر ان کے قصے میں ہے اور جس کا ذکر سورہ کہف کی

آیت فَاَنْطَلَقَا حَتَّىٰ اِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ قَالَ اَقْتُلْتُمْ نَفْسًا اَزْكٰى بَعْدِ نَفْسِ

لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا نَّكَرًا (۱) پھر وہ دونوں چلے، یہاں تک کہ ان کو ایک لڑکا ملا اور حضرت

نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ نے کہا آپ نے ایک بے گناہ کی جان لے لی حالانکہ اس نے

کبھی کا خون نہ کیا تھا، یہ کام تو آپ نے بہت ہی برا کیا) میں نے اور حضرت کی زبان سے اللہ

نے کہا وَاَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ ابْنًا لِّمُؤْمِنِيْنَ فَيَحْشِنَا اَنْ يُّرَفِقَهُمَا طٰغِيَانًا وَّكُفْرًا (۲)

(ربا لڑکا تو اس کے ماں باپ مؤمن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ لڑکا نبی کریمؐ کی اور کفر سے ان

کو تنگ کرے گا) کے قتل کا اقدام کیا اور یہ وحی الہی ہی کی بنا پر کیا ہے۔ یہ اقدام قتل ان کی

نبوت مستقل دلیل اور ان کی عصمت پر ظاہری برہان ہے۔ اس لئے کہ کسی ولی کے لئے

بھی کسی ایسے آدمی کے قتل کا اقدام محض اس بنا پر جائز نہیں ہے کہ اس کے زندہ رہنے میں

کسی پریشانی کا اندیشہ ہو کیونکہ ان کا دل واجب العصمت نہیں ہے اور ان سے چوک کا

احتمال ہے۔

۴۔ جب حضرت نے اپنے ان کارناموں کے اسباب کی وضاحت کی اور موسیٰ کے

سامنے اپنے کام کی حقیقت کو بیان کر دیا تو اس کے بعد کہا:

﴿رَحْمَةٌ مِّن رَّبِّكَ وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ اَمْرِیْ﴾ (۳)

یہ میرے رب کی رحمت ہے میں نے اپنی طبیعت سے اس کو نہیں کیا ہے۔

(۱) الکہف: ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

(۲) الکہف: ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵

(۳) سورۃ الکہف: ۸۲

(۱) ۲۲-۲۳، ۲۴، ۲۵

۲۔ غلام کے قتل پر خضر کی تاویل:

حدیث میں ہے:

وأما الغلام طبع يوم طبع كافرين، وكان أبواه قد عطفوا عليه، فلو أنه أدرك
أرهما طغيانا وكفرا فأردنا أن يبدلهما ربهما خيرا منه زكوة وأقرب
رحما (مسلم) وزاد في رواية. ووقع أبوه على أمه فعلقت فولدت منه خيرا منه
زكوة وأقرب رحما (زيادة لعبدالله بن أحمد ۱۱۸/۵-۱۱۹)

ترجمہ: لیکن بچہ کافر پیدا ہوا ہے اور اس کے ماں باپ نے اس کے ساتھ مہربانی کی اگر
یہ بچہ جوان ہو گیا تو یہ ان دونوں کو کفر و سرکشی میں مبتلا کر دے گا۔ تمہارے رب نے چاہا کہ
ان دونوں کو اس سے بہتر و عمدہ بچہ دے۔ ایک روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ اس کے باپ
نے اس کی ماں سے تعلق قائم کیا ماں کو حمل ہوا اور اس سے بہتر و صالح بچہ پیدا ہوا۔

خضر کا یہ بتانا کہ یہ بچہ کافر پیدا ہوا ہے اور اس کے باپ اس کی ماں پر واقع ہوں
گے وہ حاملہ ہوں گی اور اس سے بہتر بچہ جنیں گی۔ یہ تمام خالص غیب کی باتیں ہیں جن کے
جاننے کی نبوت و وحی کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے اور یہ خضر کے نبی ہونے کی سب
سے قوی دلیل ہے اگرچہ وہ رسول نہیں تھے۔

۳۔ نبی ﷺ کا یہ ارشاد: لما لقي موسى الخضر عليهما السلام جاء طير
فألقي منقاره في الماء فقال الخضر لموسى تدرى ما يقول هذا الطير قال وما يقول
قال يقول ما علمك و علم موسى في علم الله إلا كما أخذ منقارى من الماء
جب موسیٰ و خضر کی ملاقات ہوئی تو ایک پرندہ آیا اور اس نے پانی میں اپنا چوچ
ڈالا، خضر نے موسیٰ سے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے۔ موسیٰ نے کہا
بتائیے کیا کہہ رہا ہے۔ خضر نے کہا یہ پرندہ کہہ رہا ہے کہ آپ کا اور موسیٰ کا علم اللہ کے علم
کے مقابلہ میں ایسے ہی ہے جس طرح میری چوچ نے سمندر سے پانی لیا ہے۔

یہ حدیث اس بات پر صریح دلیل ہے کہ خضر پرندوں کی بولی سمجھتے تھے اور یہ غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔ وہ اس معاملے میں اللہ کے نبی حضرت سلیمان کی طرح ہیں جن کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے انھوں نے کہا تھا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتَيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ﴾
(انمل ۱۶)

اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سمجھائی گئی ہے۔ ہمیں ہر چیز دی گئی ہے بے شک یہ واضح فضل ہے۔

۴۔ ابی بن کعبہ کی حدیث جس میں ہے:

بينما موسى فى ملا من بنى اسرائيل اذ جاءه رجل فقال هل تعلم احدا اعلم منك قال موسى لا فأوحى الله الى موسى بلى عبدنا خضر (۱)

موسىٰ ایک بار بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کیا آپ اپنے سے زیادہ علم والا کسی کو جانتے ہیں؟ موسیٰ نے کہا نہیں، اس پر اللہ نے وحی کی کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر (تم سے زیادہ علم والا ہے)۔

موسىٰ اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان امور غیبیہ کے ساتھ ان کے علاوہ حضرت خضر کو خاص کیا، یہ اس بات پر واضح ثبوت ہے کہ خضر نبی تھے اور اس حدیث کا جو سیاق ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا قول بلسی عبدنا خضر وہ بھی خضر کے نبی ہونے کی تائید کر رہا ہے۔ واللہ اعلم

استمرار حیات کا سبب (اس کے قائلین کی نظر میں)

خضر کے لمبی عمر پانے اور ان کی استمرار حیات کے مورخین نے دو سبب بتائے ہیں۔

(۱) صحیح بخاری مع الفتح ۱/۶۸، ۶/۳۱۶، صحیح مسلم ۴/۱۸۵۳

آپ انھوں (خضرؑ) بے طوفان سے نکلنے کے بعد آدم کو ذبح کیا چنانچہ ان کو لمبی عمر پانے کے بارے میں حضرت آدمؑ کی دعا کا مکمل آگے (۱) اور جب وہ نہ ہوئے تو اہل بیت نے کہا کہ یہ ابن ابی جوزیؑ کہتے ہیں: اگر خضرؑ نوحؑ سے پہلے ہویتے تو ان کے ساتھ یہ کشتی میں ایوار ہوئے حالانکہ خیر بات کہی گئی تھی لیکن ابھی نہیں۔

اس طرح علامہ کا اس اثبات پر اتفاق ہے کہ کشتی سے اترنے کے بعد نوحؑ کی بیٹی کے علاوہ کوئی نہیں بچا ہے اور ان پر وسیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿وَجَعَلْنَا آذُنَهُ هُمُ الْبَاقِيْنَ﴾ (۲) ”ہم نے صرف انہی کی ذریت کو باقی رکھا“ تو خضرؑ کہاں تھے۔
۲۔ یہ ذوالقرنین کے ساتھ نہر حیات پر پہنچے تھے اور ایشیا کا پانی پیا تھا اور زندہ یہ خود جاتے تھے اور زندہ ذوالقرنین اور ایشیا سے ملنے جاتے تھے اسی بنا پر ان کو دو اسم مل گیا۔ تا کلین حیات کے نزدیک وہ اب تک زندہ ہیں۔
علامہ ابن ابی جوزیؑ کہتے ہیں: اہل کتاب سے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے ماء حیات پیا تھا لیکن ان کا قول قابل اعتبار نہیں۔ (۳)
تسمیرا حیات خضرؑ کے قائلین کی آرایہ

واقعات و حکایات ایسے ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صالحین کی ماں سے خلافت آتی ہوئی تھی اور انہوں نے خضرؑ کو ننگل کو بیٹا بنا لیا اور صحرائہ اور ڈالیوش میں اور ایک شہر سے دوسرے شہر تک سفر کرنے کے درمیان دیکھا کہ وہ اور خضرؑ نے لوگوں کو لے کر کشتی

حکایات

(۲) العمر و ن لابی حاتم الجستانی ۱۶۳ البزیدۃ والنہایۃ ۳۲۴/۳۲۵ الاصابۃ ۲۸۶/۲ (خضر نے آدم کو کیسے ذبح کیا اس کے لئے دیکھیں اسی کتاب کا فقرہ ۳۳۱ الخصال فی زین الملک ۱۶)

(۱) البیاضات ذب کے معنی میں، کتاب تاریخ العرب، ابن جریر، ص ۱۷۱ (۲) دیکھئے الموضوعات لابن ابی جوزی ۱۹۹۱ انقلاب ابن السنادی ۶۵۸/۶۶۶ (۳) تاریخ العرب، ص ۱۷۱

کی ہے اور ان کی خیر خواہی کی ہے اور انہیں دعائیں سکھائیں ہیں اور ان کی رہنمائی کی ہے اور غیرہ جیسا نکلا اس کا ذکر اس کتاب میں مع توجیہ آگے آ رہا ہے۔

یہ داتا م نووی سمجھتے ہیں حضرت ابی لہیاک و جنہوت کے بارے میں اختلاف ہے اور یہ کہ علماء اس بنا پر ثابت کے قابل ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں اور یہ ثابت صوفیاء کے لہاں مصلح و معزز کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ حضرت کو دیکھئے، ان کے ملاقات کرنے کے لئے ان سے کچھ سیکھئے اور ان سے بات چیت کر لے اور ان کے متبرکات اور خیرات جگہوں موجود ہوتے تھے تاکہ ان کے بارے میں صوفیاء کے اہل قدر و اوقات میں کہ ان کا شمار نہیں کرنا جاسکتا اور وہ اس قدر مشہور ہیں کہ ان کا تذکرہ خالی از فائدہ ہے۔

ابو عمرو بن ہلال بن صلیح کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ اور خاتم علماء کے نزدیک وہ زندہ ہیں، بعض محدثین سے اس کا انکار ہوا ہے۔ حضرت کے بارے میں پوچھے جانے پر جواب میں میوطیٰ نے فرمایا: **عاشق الہی**۔

لیتیس اختلافی شایع فی الخضر و دہلی۔ **ج** لا بلوادی، **ق** قیل یسفا، **و** وحی بقاء و لکل قول حجة مشہورہ۔ **ج** رتبہ مؤ علی الخضر و ائمتہ العلیاء و المرئی، **ق** قول الجیاء فکی لہ، **ل** لا جلیج، **ن** نجل، **و** اللہ یمن الاحصاء حضرت بر و ایساں ہر ارض مثلہ، **م** مات بر غیبتی و یادیس بہ، **و** یسبوا و ہذا جواب ابن السیوطی الذی یروی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما، **خ** بن جزاء ابن عباس سے مروی ہے: حضرت کو بھلا دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ درجالیہ

کو جھٹلائیں گے (یہ روایت باطل ہے اس سے استہلالان درست نہیں ہے)۔ **۶** ثعلبی کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ حضرت کی موت آخری زمانے میں ہوئی جب قرآن کو اٹھایا جائے گا۔ (۱) میں کہتا ہوں اس پر قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۱) تہذیب الاسماء واللغات ج ۱ ص ۷۷، ح الباری ج ۶ ص ۴۳۴ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قابل غور بات:

جو شخص حدیث کا طالب ہوگا اور جسے نقد حدیث کے قواعد کی معمولی بھی سوجھ بوجھ ہوگی اس پر یہ بات مخفی نہیں ہوگی کہ حیاة خضر کے بارے میں جو بھی روایتیں بیان کی جاتی ہیں خواہ وہ مرفوع ہوں یا موقوف، اسی طرح اس سلسلے میں بیان کی جانے والی حکایات و واقعات بالکل بے وقعت و بے حیثیت ہیں، جن سے حجت نہیں قائم کی جاسکتی جیسا کہ روایت کی بحث و تمحیص اور دراسہ کے قواعد میں بیان کر دیا گیا ہے۔ اور قاری پر اس کتاب کے مطالعہ کے وقت ان روایات اور ان کے اسانید و متن کی تحقیق کے ضمن میں واضح ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

علامہ ابن الجوزیؒ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ اس طرح کی چیزوں کے بارے میں خرابی تین طریقے سے واقع ہوتی ہے۔
۱۔ منقولات سے ناواقفیت:

بہت سارے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کسی مسند کو دیکھ کر اس پر اعتماد کر لیتے ہیں اور صحیح و سقیم کی انہیں معرفت نہیں ہوتی ہے۔

اور یہ خرابی دور حاضر کے ہرفن کے علماء میں عام ہے جب ان میں سے کسی سے کہا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے یہ میری سنی ہوئی بات ہے اور میرے پاس اس کی سند ہے، حتیٰ کہ حدیث رسول میں بھی ان چیزوں کو شامل کر دیا گیا ہے جو حدیث رسول نہیں ہے پھر دوسری چیزوں کا کیا کہنا ہے۔

۲۔ کچھ نیک لوگوں کی بے توجہی لا پرواہی اور غفلت:

اگر انہوں نے کسی کو دیکھا اور وہ غائب ہو گیا یا اس سے کوئی ایسی چیز دیکھی جو کرامت کے مشابہ تھی تو جھٹ اسے تسلیم کر لیا اور اسی کے مطابق کہنے لگے مثلاً کسی نے کہہ دیا کہ خضر زندہ ہیں تو یہ کہنے لگے کہ میں نے خضر کو دیکھا ہے۔ اسی طرح ان میں سے

کبھی کسی نے ایسے شخص کو دیکھا جس کا نام خضر تھا تو وہ یہ سمجھ گئے کہ یہ خضر موسیٰ ہیں۔ کبھی کبھار کوئی شیطان یا جن ان سے ملتا ہے اور وہ کہہ دیتا ہے کہ میں خضر ہوں، اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس کے ذہن میں یہ بات آجائے کہ وہ نیک آدمی ہے۔

۳۔ شہرت و ناموری کی چاہت و طلب:

کوئی کہنے والا کہتا ہے میں نے خضر سے ملاقات کی ہے اس سے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے لوگوں میں اپنی جاہ و منزلت کا ذریعہ بنائے، چنانچہ وہ وہ گھٹیا کپڑا استعمال کرتے ہیں، دھیمی رفتار سے چلتے ہیں نرم و نازک دکھائی دیتے ہیں تاکہ لوگ انہیں زاہد اور متقی سمجھیں۔ یہ لوگ عبادت میں تو محنت و مشقت نہیں اٹھا سکتے ہیں کیونکہ اس میں پریشانی ہے البتہ ان کے لئے زاہد ہونے کا دعویٰ کرنا آسان ہے۔ میں نے اس سے اپنی کتاب ”تلبیس ابلیس“ میں خبردار کیا ہے۔ (۱)

علامہ ابن الجوزی نے حیات خضر کے سلسلے میں وارد نصوص پر ماہر ناقد کی طرح نقد کیا ہے اور حیات خضر کے سلسلے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے پھر ایک مختصر رسالہ میں اس کی تلخیص کی ہے۔ (۲)

خضر کے زندہ ہونے اور ان سے ملاقات کے بارے میں

وارد اقوال کی حقیقت

جن لوگوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے خضر سے ملاقات کی ہے ان کے بارے میں قطعیت کے ساتھ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ مدعی نے جن سے ملاقات کی ہے وہ درحقیقت خضر ہی ہوں۔

(۱) تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳،

پر نہیں ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے ان روایات کے دراسہ و چھان بین کے بعد کہا ہے:

اس بارے میں جتنی بھی حکایات بیان کی جاتی ہیں ان میں سے بعض جھوٹ ہیں اور بعض کا مدار کسی آدمی کے گمان پر ہے مثلاً کسی آدمی نے کسی آدمی کو دیکھا اور یہ گمان کر لیا کہ یہ خضر ہیں جس طرح رافضہ کسی شخص کو دیکھ کر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ امام منتظر معصوم ہے۔ (۱)

علامہ ابن الجوزیؒ کہتے ہیں کتنے تعجب کی بات ہے کیا ان کے پاس کوئی علامت ہے جس سے وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ خضر ہیں؟ کیا کسی عقلمند آدمی کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی آدمی سے ملے اور اس سے وہ کہہ دے کہ میں خضر ہوں اور یہ اس کی بات کو سچ سمجھ لے۔ (۲)

حیات خضر کے قائلین نے صوفیاء کے کلام سے بھی استدلال کیا ہے۔ اس ضمن میں صحیح بات یہ ہے کہ صوفیاء کے کلام سے استدلال وہی کرے گا جو صوفیاء کی اصطلاح سے ناواقف ہے، صوفیاء کے کچھ مخصوص اصطلاحات ہیں انہوں نے اس بارے میں کتابیں بھی لکھی ہیں جس سے ان کے مخصوص اصطلاحات کو جانا جاتا ہے۔ مثلاً وہ لوگ انس، صفاء اور انشراح کو خضر سے اور یاس و قبض کے مقام کو الیاس سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسکندر کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے وہ ظلمات میں داخل ہوا خضر اس کے وزیر تھے یہ چشمہ حیات کو تلاش کرنے لگا۔ خضر کو یہ چشمہ مل گیا انہوں نے اس کا پانی پی لیا جس سے وہ ہمیشہ زندہ رہے اور اسکندر اس میں کامیاب نہیں ہوا۔ اور یہ ان کی اصطلاح میں بظاہر باطل ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ متقدمین نے روح کی ایک مثال بیان کی ہے اور اس کا نام خضر رکھا ہے۔ اور جسم کی ایک مثال بیان کی ہے اور اس کا نام اسکندر رکھا ہے۔ جسم اور روح دونوں دارونیا میں بقاء کے حریص تھے، روح نے اپنی آرزو کو پایا۔ یہ فنا نہیں ہوگی اور جسم نے اپنی آرزو و مطلوب کو نہیں پایا لہذا یہ فانی ہے، اس کی صراحت صوفیاء میں سے بہت سے لوگوں نے کی ہے جیسے ابن عربی طائی وغیرہ۔

(۱) فتاویٰ شیخ الاسلام ج ۲۷ ص ۱۰۱، ۱۰۲

(۲) الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۷-۱۹۹

جماعت صوفیاء کے سرخیل ابن عربی نے واذ قال موسیٰ لفتاہ لا أبرح
حتى ابلغ مجمع البحرين أو أمضى حقبا کی تفسیر میں لکھا ہے:

اس آیت کا ایک ظاہری معنی ہے جو اس قصہ میں مذکور ہے اور معجزات کے انکار
کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور اس کا ایک باطنی معنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس وقت کو یاد کرو
جب کہ موسیٰ یعنی قلب نے نفس کے خادم سے بدن کے تعلق کے وقت کہا میں برابر چلتا
رہوں گا یہاں تک کہ مجمع البحرین یعنی ملتقی العالمین عالم الروح و عالم الجسم تک پہنچ جاؤں
اور یہ دونوں انسانیت کی صورت اور مقام قلب میں بیٹھا اور کھارا ہیں۔

استمرار حیات کے منکرین کی آراء

اصحاب الحدیث اور علماء آخرین کے محققین نے اس بات کو راجح قرار دیا ہے کہ
خضر کی وفات ہو چکی ہے جس طرح انبیاء و صالحین کی وفات ہو چکی ہے۔ اس رائے کے
مؤیدین درج ذیل حضرات ہیں:

امام بخاری، ابراہیم حربی، ابوالحسین بن المنادی، شرف الدین ابو عبد اللہ المرسی،
ابوطاہر العبادی، ابویعلیٰ الحسنی، ابوالفضل بن ناصر، ابوبکر بن العربی، ابوبکر بن النقاش
وغیر ہم (رحمہم اللہ تعالیٰ)

ابن القیم الجوزی نے کہا ہے: ان کے زندہ و باقی رہنے کے بارے میں ایک
حدیث بھی صحیح نہیں ہے۔ (۱) اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ابن
القیم نے بالکل درست بات کہی ہے۔

حیات خضر اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے خضر اور الیاس کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا ان
دونوں کو لمبی عمر ملی ہے۔ ابن تیمیہؒ نے جواب دیا یہ دونوں زندہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو لمبی

عمر ملی ہے۔

ابراہیم حربی نے امام احمد بن حنبلؒ سے خضر اور الیاس کو لمبی عمروئے جانے کے بارے میں دریافت کیا تو کہا جس نے غائب کی جانب کسی بات کو منسوب کیا اس نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور یہ بات شیطان نے بتائی ہے۔ (۱)

اور شیخ الاسلام نے اپنے فتاویٰ ج ۳ ص ۳۳۷ میں کہا ہے: امام بخاریؒ سے خضر و الیاس کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ کیا یہ دونوں زندہ ہیں تو کہا یہ کیسے ممکن ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

لا یبقی علی راس مائة سنة ممن هو الیوم علی ظهر الأرض
أحد (۲)

جو لوگ آج روئے زمین پر زندہ موجود ہیں سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔

اور اپنے فتاویٰ میں کہا ہے، درست بات جس پر محققین قائم ہیں یہ ہے کہ: خضر نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا ہے۔ اگر وہ نبی ﷺ کے زمانے میں موجود ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ آپ پر ایمان لاتے اور آپ کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے جیسا کہ اللہ نے اس کو آپ پر اور آپ کے علاوہ پر واجب کیا تھا، اور وہ مکہ و مدینہ میں رہتے۔ (۳)

علامہ ابن تیمیہؒ سے ان کے تلمیذ ابن القیمؒ نے نقل کرتے ہوئے کہا ہے: امام ابن تیمیہؒ سے خضر کے متعلق دریافت کیا گیا تو کہا: اگر خضر زندہ ہوتے تو ان کے اوپر واجب تھا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آتے اور آپ کے سامنے جہاد کرتے اور آپ

(۱) فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۳ ص ۳۳۷

(۲) صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۱۱ العلم باب السمر فی العلم المواقیت ۲۰ (اد) ۲۰، ۳۰

(۳) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۰۰، کتاب الزیارة ۴۲۹

سے سیکھتے۔ اور نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا تھا اللہم إن تھلك هذه العصابة

لا تعبد فی الأرض (۱)

اے اللہ اگر یہ جماعت آج ہلاک ہو جائے گی تو زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔
اور یہ لوگ ۳۱۳ آدمی تھے جو اپنے نام اور اپنے آباء و قبائل کے نام سے مشہور تھے، تو اس
وقت خضر کہاں تھے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا ایک اہم فتویٰ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے دریافت کیا گیا کہ خضر نبی تھے یا ولی اور کیا وہ اب تک
زندہ ہیں؟ اگر وہ زندہ ہیں تو نبی ﷺ کے اس قول لو کان حیاً لزارنی (اگر وہ زندہ
ہوتے تو مجھ سے ملاقات کرتے) کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا یہ حدیث صحیح
ہے یا نہیں، امام ابن تیمیہ نے جواب دیا:

رہی ان کی نبوت کی بات تو رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد نہ تو آپ کی
جانب وحی کی گئی ہے اور نہ ان کے علاوہ کسی کی جانب، لیکن نبی ﷺ کی بعثت سے قبل تو
ان کی نبوت کے بارے میں اختلاف ہے۔ جس نے کہا ہے کہ وہ نبی ہیں اس نے یہ نہیں
کہا ہے کہ ان سے نبوت سلب کر لی گئی ہے، بلکہ وہ کہتے ہیں کہ وہ الیاس نبی (۱) کی طرح

(۳) صحیح بخاری ج ۷ ص ۲۸۷ رقم ۳۹۵۳ عن ابن عباس بلفظ اللہم انی اشدک عهدک و
عدک اللہم ان شئت لم تعبد..... صحیح مسلم (المجاہد ۱۲، ص ۸۴) بلفظ..... هذه العصابة من
أهل الإسلام..... مستدرج ص ۳۰ بلفظ اللہم إنک ان تھلك هذه العصابة من أهل
الإسلام فلا تعبد فی الأرض أبدا، ورجع ص ۳۲ بدون إنک.....

(۱) ضعیف سند سے ایک روایت یوں مردی ہے: أربعة من الأنبياء أحياء اثنتان فی السماء عیسی و
ادریس و اثنتان فی الأرض الخضر و الیاس فأما الخضر فإنه فی البحر و أما صاحبه
فإنه فی البر۔ (الاصابة ج ۲ ص ۲۹۳، الفتوح ج ۶ ص ۴۳۳، الدر المنثور ج ۲ ص ۲۳۹۴) انبیاء میں سے چار نبی زندہ
ہیں دو آسمان میں ہیں عیسی وادریس اور دو زمین میں ہیں خضر و الیاس، خضر تری میں ہیں اور الیاس خشکی میں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ہیں لیکن ان اوقات میں ان کی جانب وحی نہیں کی گئی ہے۔ اور مدت معینہ میں ان کی جانب ترک وحی یہ حقیقت نبوت کی نفی نہیں ہے جس طرح نبی ﷺ سے آپ کی مدت رسالت کے اثناء میں وحی کا سلسلہ رک گیا تھا۔

اکثر علماء اس جانب گئے ہیں کہ وہ نبی نہیں تھے جب کہ ہم سے پہلے لوگوں کی نبوت زیادہ ترامت میں کرامت و کمال کے قریب ہے، اگر چہ نبیوں میں سے ہر ایک اور صدیقین میں سے ہر ایک سے افضل ہے جیسا کہ قرآن نے اس کی ترتیب قائم کی ہے۔ (۱) اور جیسا کہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہے: ما طلعت الشمس ولا غربت علی أحد بعد الذبیین والمرسلین أفضل من أبی بکر الصدیق (۲) انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر و عمر سے افضل کسی شخص پر نہ سورج طلوع ہوا ہے اور نہ غروب ہوا ہے۔

اور آپ ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا اگر آدمی آواز سنتا ہے تو وہ نبی

ہے۔ (۳)

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَنْ يُطِيعِ الْمَلَأَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا سورة النساء ۶۹، اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ خضر ولی ہیں تو اس آیت کی روشنی میں ابو بکر و عمر ان سے افضل ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مختصر

الفتاویٰ المصریہ ۵۶۰، ۵۶۱

(۲) الأوسط للطبرانی ج ۹ ص ۴۳، ۴۴ مجمع الزوائد نحوہ عن جابر بن عبد اللہ قال الہیثمی — وفيه اسماعيل بن يحيى التيمي وهو كذاب والطبرانی فی الكبير ج ۹ ص ۴۴، مجمع الزوائد نحوہ عن أبی ہریرة وقال الہیثمی فیہ بقیة وهو مدلس و بقیة رجالہ وثقوا، کنز العمال ج ۱۲ ص ۵۳، ۵۴ نحوہ عن أبی الدرداء وقال رواہ ابن عساکر و سندہ حسن، و رواہ الطبرانی (ج ۹ ص ۴۴) مجمع عن سلمة بن الأكوع أبو بکر الصدیق خیر الناس إلا ان یكون نبی وقال فیہ اسماعیل بن زیاد وهو ضعيف، الأحادیث الواردة فی هذا المعنی کلها فیہا کلام و فضائل أبی بکر رضی اللہ عنہ ثابتة فی أحادیث أخرى كثيرة۔

(۳) یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اسے کس نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

اور اس امت میں سے بعض ایسے ہیں جو اس کو سنتے ہیں اور روشنی دیکھتے ہیں حالانکہ وہ نبی نہیں ہیں۔ اس لئے کہ جو وہ دیکھیں اور سنیں اس کے بارے میں واجب ہے کہ اس کو اس پر پیش کریں جس کو لے کر محمد ﷺ آئے ہیں۔ اگر اس کے موافق ہے تو حق ہے اور اگر اس کے مخالف ہے تو اسے یقین کر لینا چاہئے کہ جو اللہ کے پاس سے آیا ہے وہ یقینی ہے اس میں شک کی ملاوٹ نہیں ہے اور وہ اس بات کا محتاج نہیں ہے کہ دوسرے کی موافقت سے اس پر گواہ بنایا جائے۔

رہا ان کی حیات کا مسئلہ تو وہ زندہ ہیں (۱) اور حدیث مذکور (۲) کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ اس کی سند معروف ہے۔ یہ روایت مسند شافعی وغیرہ میں مذکور ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ملاقات کی ہے۔ (۳) اور جس کا یہ قول ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ملاقات نہیں کی ہے اس نے ایسی بات کہی ہے جس کا اسے علم نہیں ہے کیونکہ یہ ایسا علم ہے

(۱) ابن تیمیہ کا یہ قول ان کے دوسرے اقوال اور تحریروں کے تناقض ہے، اسی طرح ان کے تلامذہ نے جو ان کا نظریہ نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے

(۲) حدیث مذکور سے مراد یہ حدیث ہے۔ رحم اللہ اخی الخضر لو كان حيا لزارني۔ ابن تیمیہ نے کہا اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں یہ حدیث مرفوع ثابت نہیں ہے۔ یہ ان بعض سلف کا قول ہے جو حیات خضر کے منکر ہیں۔ ملاحظہ ہو کشف الخفاء و مزیل الإلباس ج ۱ ص ۴۲۶، تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۱۰۹، الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص ۲۲۷، الاسرار المرفوعۃ ص ۲۰۷، ۲۹۴، ۲۹۵۔ اور اس میں ہے خضری نے کہا ہے اس کی سند معروف نہیں ہے یہ بعض کذابین کی گھڑی ہوئی ہے، اسنی المطالب ص ۱۷۷، ۲۹۱۔ الحوت البیرونی نے کہا ہے کہ یہ موضوع ہے، اور ان کی موت و حیات کے بارے میں کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے۔

(۳) خضر کے نبی ﷺ سے ملاقات کے سلسلے میں جتنی بھی روایتیں وارد ہیں سب موضوع و باطل ہیں۔ ابن السناد نے کہا ہے خضر نے ہمارے نبی سے ملاقات نہیں کی ہے الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۷، البدایۃ و النہایۃ ج ۱ ص ۳۲۱۔ ابن تیمیہ کا قول موجود ہے و الصواب الذی علیہ المحققون، و انه لم یدرک الاسلام، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۰۰، کتاب الزیارة ص ۴۳۹

جس کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ (۱)

جس نے خضر کی وفات پر نبی ﷺ کے اس قول اُر ایتکم لیلتمکم ہذہ فإنه علی رأس مائة سنة لا یبقی علی وجه الأرض ممن هو علیہا الیوم أحد سے استدلال کیا ہے اس کے لئے اس روایت میں کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ خضر اس وقت روئے زمین پر نہ رہے ہوں اس لئے کہ دجال اور جساسہ (۲) نبی ﷺ کے زمانے میں زندہ و موجود تھے اور وہ اب تک باقی ہیں ان کا خروج نہیں ہوا ہے اور وہ جزائر بحر میں سے کسی جزیرہ پر ہیں۔ تو جو جواب ان کے بارے میں ہوگا وہی جواب خضر کے بارے میں ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ اس خبر میں لفظ ارض داخل نہیں ہے یا نبی ﷺ نے اس سے معروف آدمیوں کو مراد لیا ہو اور جو چیز عادتاً خارج ہو وہ عموم میں داخل نہیں ہوتی جس طرح کہ جن داخل نہیں ہیں اگرچہ لفظاً جن و انس سب داخل ہیں۔ اور اس طرح کے عموم میں تخصیص زیادہ اور معتاد ہے۔ (۳)

(۱) علامہ ابن الجوزی فرماتے ہیں: حیات خضر کا قول اللہ کے بارے میں بلا علم بات کہنی ہے اور یہ نص قرآن سے حرام ہے اگر خضر زندہ ہوتے تو اس پر قرآن و سنت اور اجماع امت کی دلالت ہوتی۔ یہ کتاب اللہ ہے اس میں حیات خضر کا تذکرہ کہاں ہے؟ یہ سنت رسول ہے اس میں اس کی کسی طرح کی دلالت کہاں ہے؟ یہ علماء

امت ہیں کیا خضر کی حیات پر ان کا اجماع ہے، ملاحظہ ہو المنار المنیف ص ۲۹، ۷۶۔

(۲) حدیث دجال و جساسہ صحیح و ثابت ہے لیکن حدیث بقاء خضر ثابت نہیں ہے لہذا اس کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔ حدیث دجال و جساسہ کے لئے دیکھیں: صحیح مسلم ج ۳ ص ۲۶۱، ترمذی ج ۴ ص ۵۲۱، ابوداؤد ج ۴ ص ۴۹۹، ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۵۳، مسند احمد ج ۶ ص ۲۳، ۲۴، ۳۷، ۴۱، ۴۱۸۔

(۳) یہ تمام تاویلات اللہ عز و جل کی کتاب میں موجود نص صریح کے مخالف ہے لہذا باطل ہے۔ اللہ نے فرمایا: وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّنْ فَهْمٍ الْخَالِدُونَ (الانبیاء ۳۴)۔ اللہ تعالیٰ نے جس کو لمبی عمر دی ہے اس کا تذکرہ قرآن میں کر دیا ہے جیسا کہ حضرت نوحؑ کے بارے میں ہے وَ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ قَالَتْ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ (العنکبوت ۱۳)

وَاللَّهُ أَعْلَمُ

اس فتویٰ کے آخری حصہ پر نقد و تبصرہ

جو شخص امام ابن تیمیہؒ کی تحریروں سے واقفیت رکھتا ہے کہ انہوں نے حیات خضر کے استمرار کی تردید کی ہے وہ اس فتویٰ کے آخری حصہ سے حیرت زدہ رہ جاتا ہے اور وہ ابن تیمیہؒ کی دوسری تحریروں سے اس کا کوئی ربط اور تعلق نہیں پاتا ہے اور اس کے سامنے متعدد سوالات آجاتے ہیں مثلاً:

۱۔ امام ابن تیمیہؒ نے اپنے اس فتویٰ میں خضر کے نبی ﷺ سے ملاقات کے بارے میں حدیث سے کیسے استدلال کر دیا ہے جب کہ انہوں نے اکثر مقامات پر اس کی تردید کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے: **وَالصَّوَابُ الَّذِي عَلَيْهِ الْمَحَقَّقُونَ أَنَّهُ لَمْ يَدْرِكِ الْإِسْلَامَ (۱)** پھر انہوں نے نبی ﷺ سے کیسے ملاقات کی۔

۲۔ یہاں پر انہوں نے حدیث صحیح **أَرَأَيْتُمْ لَيْلَتَكُمْ هَذِهِ** کی تاویل کیسے کی کہ ممکن ہے کہ خضر اس وقت روئے زمین پر موجود نہ رہے ہوں جب کہ خود علامہ رحمہ اللہ نے امام بخاریؒ کی اسی حدیث سے خضر کے عدم بقاء پر اپنے دیگر فتاویٰ میں استدلال کیا ہے اور وہاں خاموش رہے ہیں اور اپنی عادت کے مطابق اس کی تردید نہیں کی ہے۔ اسی طرح جن لوگوں سے ان کے عدم بقاء کے بارے میں قول نقل کیا ہے جیسے امام احمد وغیرہ ان کی بھی تردید نہیں کی ہے۔

۳۔ اور کیوں خضر کے عدم بقاء پر حدیث نبوی جو غزوہ بدر کے بارے میں وارد ہے **اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هَذِهِ الْعَصَابَةُ لَا تَعْبُدُ فِي الْأَرْضِ** سے استدلال کیا ہے؟ اس طرح کہ اگر وہ موجود ہوتے تو ان پر واجب ہوتا کہ آپ نبی ﷺ و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ تاریخ اسلامی کے اس فترہ میں جس سے مسلمان دوچار ہوئے حتیٰ کہ نبی ﷺ کو مذکورہ بات کہنی پڑی، جہاد کرتے۔ اور اس حق و باطل کے درمیان فرق کرنے

(۱) دیکھئے فتاویٰ شیخ الاسلام ج ۲۸ ص ۱۰۰ اور کتاب الزیارة ص ۳۲۹

والے غزوہ میں مجاہدین کی تعداد ۳۱۳ تھی جو اپنے اور اپنے آباء و قبائل کے نام سے مشہور تھے۔ اس وقت خضر کہاں تھے۔

۴۔ اور کیوں آپ کے تلمیذ رشید شمس الدین ابن القیّم نے اپنے استاذ کی استمرار حیات خضر کے بارے میں رائے کو ترک کر دیا اور ان سے صرف ان کے عدم بقاء کی رائے کو نقل کیا۔ اور اپنی کتاب اسماء مولفات ابن تیمیہ میں خضر کے بارے میں ان کے دور سالہ کا ذکر کیا ان میں سے ایک کا نام التحریر فی رسالۃ الخضر ہے اور دوسرے کا نام رسالۃ فی الخضر هل هو مات أم هو حی ہے۔

اس طرح کے بہت سے جواب طلب سوالات ذہن میں آتے ہیں جس کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ فتویٰ تین احوال میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہے۔

۱۔ یا تو یہ کہا جائے کہ حیات خضر کے بارے میں ابن تیمیہ کا قول ان کا آخری راجح قول ہے، لیکن یہاں اس کا رد اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ امام ابن تیمیہ کا حیات خضر کے انکار سے متعلق اقوال ان کی بقاء سے متعلق اقوال سے زیادہ قوی اور ٹھوس ہیں اور انکار حیات کے بارے میں ان کے اقوال زیادہ بھی ہیں اور زیادہ مواقع پر ہیں جب کہ بقاء کے سلسلے میں قول صرف ایک جگہ ہے۔

اور یہ ابن تیمیہ کے معروف منہج کے خلاف ہے کیونکہ جس چیز کو وہ صحیح سمجھتے ہیں اس کا ذکر متعدد جگہ پر اور ادنیٰ مناسبات سے بھی کرتے ہیں۔

۲۔ یا یہ کہا جائے کہ حیات خضر کے سلسلے میں یہ ان کا متقدم قول ہے اور متاخر قول انکار حیات کا ہے۔ اسی لئے ان کی آخری رائے بہت سی جگہوں پر پائی جاتی ہے، یہی بات صحت اور تحقیق کے زیادہ قریب ہے کیونکہ ابن تیمیہ کتاب و سنت کے تمسک اور عقائد کے باب میں بہت سخت تھے۔

اس بات پر دلیل یہ بھی ہے کہ علامہ ابن القیّم نے ان سے حیات خضر کا انکار نقل

کیا ہے اگر یہ مرجوح یا متقدم قول ہوتا تو اسے نقل نہ کرتے اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب اسماء مولفات ابن تیمیہ میں امام ابن تیمیہ کی خضر کے بارے میں دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔

۳۔ یا یہ کہا جائے کہ ابن تیمیہ کی جانب اس قول کی نسبت درست نہیں ہے یہ ان کے خلاف ایک سازش ہے۔

ابن الجوزی کا انکار

علامہ ابن القیم حیات خضر کے سلسلے میں ابن الجوزی کے رد کو ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اس بات پر دلیل کہ خضر اب دنیا میں باقی نہیں ہیں چار چیزیں ہیں قرآن، سنت، محققین علماء کا اجماع، عقل۔

قرآن کی دلیل

قرآن میں ہے ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِن مِّنْ فَعْلَمٍ الْخَالِدُونَ﴾ (۱) ہم نے کسی بشر کے لئے دوام و ہمیشگی نہیں رکھی ہے اب اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اب اگر خضر موجود ہیں تو گویا یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (۲)

(۱) سورۃ الانبیاء ۳۲

(۲) علامہ ابن الجوزی کی دلیل سورہ آل عمران کی یہ آیت بھی ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ ۸۱ ابن عباس کہتے ہیں ما بعث الله نبيا إلا أخذ عليه الميثاق لئن بعث محمد وهو حي

ليؤمنن به ولينصرنه ذكره البخارى. اللہ نے ہر نبی سے ميثاق لیا ہے اگر محمد ﷺ کی بعثت کے وقت وہ زندہ ہوں تو آپ پر ضرور ایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔ امام بخاری نے آسن کو ذکر کیا ہے۔

سنت کی دلیل

سنت سے ان کی دلیل یہ ہے آپ ﷺ نے ایک بار فرمایا ارایتکم لیلتکم
 هذه فإن علی راس مائة سنة منها لا یبقی علی ظهر الأرض ممن هو
 الیوم علیها أحد متفق علیہ (۱)

کیا میں تمہیں تمہاری اس رات کے بارے میں خبر نہ دے دوں اس رات
 سے سو سال مکمل ہونے کے بعد اس روئے زمین پر ان لوگوں میں سے جو آج اس پر
 موجود ہیں کوئی بھی باقی نہیں بچے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے
 اپنی موت سے کچھ پہلے فرمایا امن نفس منقوسة یأتی علیها مائة سنة
 وہی یومئذ حیاة (۲)

جو آدمی بھی اس وقت زندہ ہے وہ سو سال کے بعد باقی نہیں رہے گا

علماء محققین کا اجماع

امام بخاریؒ اور علی بن موسیٰ کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ خضر
 کی وفات ہو چکی ہے۔

امام بخاریؒ سے حیات خضر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا یہ کیسے
 ممکن ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ارایتکم لیلتکم هذه فإن علی
 راس مائة سنة منها لا یبقی ممن علی ظهر الأرض أحد (۳)

(۱) صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۱۱ العلم السمر فی العلم رقم ۱۱۶، صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۹-۹۱ عن جابر و ابی

سعید الخدری و ابن عمر رضی اللہ عنہم

(۲) صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۰-۹۱

(۳) صحیح البخاری ج ۱ ص ۳۱۱ العلم باب السمر فی العلم والمواقیت ۱۲۰، ۳۰، ۳۰

جو لوگ آج زندہ ہیں ان میں سے کوئی بھی سو سال کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ خضر فوت ہو گئے ہیں ان میں ابراہیم بن اسحاق الحرابی اور ابوالحسین المنادی ہیں یہ دونوں امام ہیں، اور ابن المنادی تو اس شخص کی بات کو سخت ناپسند کرتے ہیں جو کہتا ہے کہ خضر اب تک زندہ ہیں۔

قاضی ابویعلیٰ نے بعض اصحاب احمد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ہو گئی ہے۔ اور بعض اہل علم کی جانب سے یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان کے اوپر واجب تھا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آتے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا والذی نفسی بیدہ لو کان موسیٰ حیا ما وسعہ إلا أن یتبعنی (۱)

(۱) مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸، ۳۸۷۔ مکمل حدیث یوں ہے: عن جابر بن عبد اللہ أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أتى النبی ﷺ بكتاب أصابه من بعض أهل الكتاب فقراه على النبی ﷺ فغضب فقال أمتھوکون فیہا یا ابن الخطاب ، التھوک : التھور ، وقیل التحیر۔ والذی نفسی بیدہ لقد جئتکم بها بیضاء نقیة ، لا تسألوهم عن شیء فیخبروكم بحق فتکذبوا به ، أو بباطل فتصدقوا به والذی نفسی بیدی لو أن موسیٰ حیا ما وسعہ إلا أن یتبعنی۔

مسند احمد کی ایک دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں..... فإنہ لو کان موسیٰ حیا بین أظهرکم ما حل له إلا أن یتبعنی۔ دونوں روایتوں کی سند میں جالد بن سعید بن عمر ہمدانی ہیں جو قوی نہیں ہیں۔ بیٹھی نے مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۴ میں کہا ہے کہ ان کو احمد اور بخاری بن سعید وغیرہما نے ضعیف کہا ہے لیکن علامہ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ ملاحظہ ہو تعلیق الالبانی علی المشکاة ج ۱ ص ۶۳، الارواء ج ۶ ص ۳۶۔ ۳۸ مفصلاً۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ میری اتباع کرتے۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

خضر کو زندہ کیسے مانا جاسکتا ہے جب کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ جماعت سے نماز پڑھی ہے نہ جمعہ کی نماز پڑھی ہے اور نہ آپ کے ساتھ جہاد کیا ہے، کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب زمین پر اتریں گے تو اس امت کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے خود آگے نہیں بڑھیں گے تاکہ یہ ہمارے نبی کی نبوت کے اندر عیب نہ پیدا کرے۔

ابوالفرج کہتے ہیں کتنے ناسمجھ ہیں وہ لوگ جو خضر کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور اس اثبات کے ضمن میں اس شریعت سے اعراض کو فراموش کر دیتے ہیں۔

عقلی دلائل

۱۔ جو لوگ خضر کی حیات کو ثابت کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ وہ حضرت آدم کے صلیبی بیٹے ہیں (۱) اور یہ قول دو اعتبار سے فاسد ہے۔ ایک یہ کہ اگر اس کو مان لیا جائے تو اس وقت ان کی عمر چھ ہزار سال کی ہوگی جیسا کہ یوحنا کی کتاب میں مذکور ہے اور اتنی طویل عمر عام طور پر کسی آدمی کے لئے بعید ہے۔ دوسرا یہ کہ خضر حضرت آدم کے صلیبی بیٹے ہیں یا ان کے چوتھے پوتے ہیں اور یہ ذوالقرنین کے وزیر تھے اس طرح ہمارے قد کی طرح ان کا قد نہیں ہوگا بلکہ بے حد لمبے چوڑے ہوں گے۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

خلق اللہ آدم طولہ ستون ذراعا، فلم یزل ینقص بعدہ (۲)

(۱) یہ قول روایت کے اعتبار سے بھی ناقابل اعتبار ہے۔ اس روایت کو دارقطنی نے رواد کے طریق سے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف و متروک ہیں۔ حضرت عباس سے ان کا سماع ثابت نہیں ہے۔

(۲) صحیح بخاری ج ۳ ص ۶۱، مسلم ج ۱ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اللہ نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا ان کی لمبائی ساٹھ گز تھی پھر اس کے بعد برابر قد کی لمبائی کم ہوتی گئی۔

۲۔ اگر خضر نوحؑ سے پہلے ہوتے تو ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہوتے حالانکہ یہ بات کسی سے بھی منقول نہیں ہے۔

۳۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طوفان ختم ہونے کے بعد جب حضرت نوحؑ کشتی سے اترے تو ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب فوت ہو گئے اور ان کی نسل ختم ہو گئی اور نسل نوح کے علاوہ کوئی باقی نہ بچا، اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ (۳) (اور ہم نے صرف اس کی نسل کو باقی رکھا) اس سے ان کا قول باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ وہ نوحؑ سے پہلے کے ہیں۔

۴۔ اگر اس بات کو صحیح مان لیا جائے کہ بنی آدم میں سے کوئی آدمی ایسا ہے جو پیدا ہونے کے بعد آخری زمانے تک زندہ ہے اور اس کی پیدائش نوح سے پہلے کی ہے تو یہ بڑی نشانیوں اور عجائب میں سے ہوتا اور قرآن میں اس کا ذکر کئی جگہ ہوتا کیوں کہ یہ ربوبیت کی عظیم نشانیوں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کو ساڑھے نو سو سال زندہ رکھا اس کا ذکر کیا ہے۔ (۱) تو پھر جس کو آخری زمانہ تک زندہ رکھتا اس کا ذکر کیسے نہ کرتا۔ اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ بات لوگوں کے درمیان شیطان نے پھیلائی ہے۔

۵۔ حیات خضر کا عقیدہ رکھنا اللہ کے بارے میں بلا علم کوئی بات کہنی ہے اور یہ نص

(۱) سورة الصافات: ۷۷

(۲) یہاں اشارہ قرآن کی اس آیت کی جانب ہے: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَ هُمْ ظَالِمُوْنَ۔ العنكبوت: ۱۳۔

ترجمہ: ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور وہ پچاس کم ایک ہزار برس ان کے درمیان رہا آخر کار ان لوگوں کو طوفان نے آگیر اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قرآن سے حرام ہے۔ کیوں کہ اگر ان کی حیات ثابت ہوتی تو اس پر قرآن، سنت اور اجماع امت کی دلالت ہوتی، لیکن غور کیجئے قرآن میں کہاں ہے؟ سنت رسول میں کیا کوئی ایسا ثبوت ہے؟ کیا علماء امت نے ان کی حیات پر اجماع کیا ہے؟

۶۔ زیادہ سے زیادہ حیات خضر پر حکایات منقولہ سے دلیل لی جاسکتی ہے لیکن جو آدمی بتاتا ہے کہ اس نے خضر کو دیکھا ہے اس سے پوچھا جائے کہ کیا خضر کی کوئی علامت ہے جس سے وہ ان کو پہچان لیتا ہے، اکثر لوگ محض اس قول سے دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ میں خضر ہوں اور یہ بات معلوم ہے کہ اس کے قائل کی بات اللہ کی جانب سے کسی دلیل کے بغیر مانی نہیں جاسکتی ہے، چنانچہ منجر کے بارے میں یہ کیسے یقین کیا جاسکتا ہے کہ وہ سچا ہے جھوٹ نہیں بولتا ہے۔

۷۔ خضر نے موسیٰ کلیم الرحمن سے ہذا فراق بینی و بینک کہہ کر جدائی اختیار کر لی اور ان کے ساتھ نہیں رہے، لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ موسیٰ جیسے صالح آدمی کے ساتھ تو نہیں رہ سکے لیکن ان جاہلوں کے ساتھ رہنے لگے جنہیں شریعت کا کوئی علم نہیں ہے اسی طرح نہ وہ جمعہ و جماعت میں حاضر ہوتے ہیں نہ مجلس علم میں۔ اور ان میں سے ہر ایک کہتا ہے خضر نے کہا، میرے پاس خضر آئے، خضر نے مجھے نصیحت کی۔ تعجب ہے کہ خضر نے موسیٰ سے جدائی اختیار کر لی اور ان جاہلوں سے ملاقات کرنے لگے۔ جو نہ وضو کا طریقہ جانتے ہیں، نہ نماز کا طریقہ انہیں معلوم ہے۔

۸۔ امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو کہے کہ میں خضر ہیں اگر وہ کہے میں نے نبی ﷺ سے ملاقات کی ہے آپ ایسا اور ایسا فرما رہے تھے تو اس کی بات پر توجہ نہیں دی جائے گی اور نہ دین میں اس کے قول سے حجت قائم کی جائے گی، بلکہ یہ کہا جائے گا کہ انہوں نے نہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہے نہ آپ سے بیعت کی ہے۔ یا اگر یہ جاہل کہے

کہ آپ ﷺ ان کی جانب نہیں بھیجے گئے ہیں تو یہ کفر یہ عقیدہ ہے۔ (۱)

۹۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو کفار سے جہاد کرتے۔ اللہ کے راستے میں شب بیداری کرتے جمعہ و جماعت میں حاضر ہوتے اور ان کا دین کی تعلیم دینا صحرا و بیابان میں سیر و سیاحت سے افضل ہوتا۔ اور یہ ان کے لئے بڑے عیب و طعن کی بات ہے۔

اس طرح کے بہت سارے نصوص ہیں جو اس بات پر دال ہیں کہ خضر زندہ نہیں ہیں جیسا کہ قازی کو آگے کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ حیات خضر کے بارے میں وارد احادیث مرفوعہ یا تو ضعیف ہیں یا موضوع ہیں اور جو حکایات و اخبار ہیں وہ سب ساقط الاعتبار ہیں۔

ہمارے نزدیک اس طرح کی چیزوں کو جانچنے کے لئے صحیح معیار کتاب و سنت ہے۔ اگر کتاب و سنت سے ثابت ہے تو دل و جان سے قبول ہے اگر مخالف ہے تو قابل رد ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔



اب آپ اصل کتاب الزھر النضر فی نبأ الخضر ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) شارح العقیدة الطحاویة نے کہا ہے فمن ادعی أنه مع محمد ﷺ كالخضر مع موسیٰ (ای آنہ لم یرسل الیہ) أو جوز ذلك لأحد من الأمة فیجدد إسلامه (شرح العقیدة الطحاویة ص ۵۷۷)

جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ وہ محمد ﷺ کے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے خضر موسیٰ کے ساتھ تھے یعنی آپ اس کی طرف نہیں بھیجے گئے ہیں یا اس بات کو امت میں سے کسی کے لئے جائز قرار دے تو وہ اپنے اسلام کی تجدید کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بقا و دوام کے ساتھ منفرد ہے اور اس (محمد ﷺ) کے اوپر مزید درود و سلام ہے جس کو اس نے مزید تفضل و سیادت کے ساتھ خاص کیا ہے اور جس پر کتاب مکنون میں ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ﴾ (۱) (ہم نے کسی بشر کے لئے دوام و ہیبتگی نہیں رکھا ہے اگر تم مر گئے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ جیتے رہیں گے) نازل کیا ہے اور اس کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیش قیامت کے دن تک سلامتی و رحمت نازل ہو جو خیر کا حکم دیتے تھے اور خیر پر عمل کرتے تھے۔ (۲)

حمد و صلاۃ کے بعد:

بارہا مجھ سے اس وقت اور پہلے بھی یہ سوال کیا گیا ہے کہ خضر صاحب موسیٰ (جن سے حضرت موسیٰ کی ملاقات ہوئی تھی اور اس ملاقات کا واقعہ سورہ کہف میں بیان ہوا ہے) نبی تھے یا ولی اور کیا ان کو اتنی عمر ملی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کی نبوت کا زمانہ پایا ہے اور آپ کے بعد بھی زندہ رہے ہیں یا آپ کی نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے ہیں یا وہ اب بھی زندہ و باقی ہیں اور اسی طرح ان سے متعلق بہت سی باتیں، اور میں نے اس سلسلے میں ان تصانیف سے جن کو قداماء میں سے ابوالحسین بن المنادی اور متاخرین میں سے ابوالفرج

(۱) الانبیاء: ۳۴۔ خضر اگر بشر ہیں تو لامحالہ اس عموم میں داخل ہیں اور اس عموم سے ان کو خاص کرنا کسی دلیل صحیح ہی سے جائز ہو سکتا ہے

(۲) علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں اس خطبہ میں برائۃ الاستحلال ہے یعنی اس خطبہ ہی سے اس جانب اشارہ مل جاتا ہے کہ خضر کے بارے میں صحیح قول یہی ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ابن الجوزی نے اس موضوع پر تصنیف کیا ہے استفادہ کیا تھا اور انھی دونوں کی باتوں میں بعض ان باتوں کا اضافہ کر لیا تھا جن کو تتبع بالغ کے بعد پانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

پھر جب میں نے اپنی کتاب ”الإصابة فی تمییز الصحابة“ میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ میں ہر اس خبر کو بیان کروں جس میں آیا ہے کہ اس نے نبی ﷺ سے ملاقات کی ہے تو پھر خضر کا ذکر کرنا میرے لئے لازم ہو گیا، اس لئے کہ یہ اصابہ کی شرط میں سے ہے۔ اگرچہ کسی صحیح خبر میں یہ وارد نہیں ہوا ہے کہ خضر جملہ صحابہ میں سے ہیں اور اب میں صرف خضر کے بارے میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں تاکہ ان کے بارے میں سوال کرنے والا ہر شخص جان لے جو میں نے ان کے بارے میں پڑھا اور سنا ہے اور میں نے اس کو کئی ابواب میں تقسیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے نفع کا سائل ہوں یقیناً وہ قریب اور دعاؤں کا سننے والا ہے۔

نسب کا بیان

خضر کے نسب کے بارے میں ۱۱۴ اقوال ہیں

۱۔ بیان کیا گیا ہے کہ خضر آدم کی صلیبی اولاد میں سے ہیں (۱)

۲۔ یہ قائل کے بیٹے ہیں۔ ابو حاتم جستانی نے اسے اپنی کتاب المعمرین میں بیان کیا ہے۔ کہا ہم سے ہمارے مشائخ نے بیان کیا ہے ان میں سے ابو عبیدہ بھی ہیں پس اس کو ذکر کیا ہے اور یہ مفصل ہے اور اس مقالہ والے نے بیان کیا ہے کہ ان کا نام خضر ون ہے وہ

(۱) اس قول کو دارقطنی نے ”الانفراد“ میں رواد بن الجراح عن مقاتل بن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے بیان کیا ہے اور رواد ضعیف اور مقاتل متروک ہیں اور ضحاک کو ابن عباس سے سماع حاصل نہیں ہے۔

حضرت ہیں۔ (۱)

۳۔ وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ یہ بلیا بن مکنان بن فالخ بن شالح بن عامر بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہیں (۲) اس کے قائل ابن قتیبہ ہیں۔ امام نووی نے بھی یہی بیان کیا ہے (۳) اور یہ اضافہ کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ان کے باپ کا نام مکنان نہیں بلکہ کلمان ہے۔ (۴) ۴۔ اسماعیل بن ابی اوریس سے مروی ہے: یہ معمر بن مالک بن عبداللہ بن نصر بن الازد ہیں۔ (۵)

اور کہا گیا ہے کہ ان کا نام عامر ہے اس قول کو ابو الخطاب بن دحیہ نے ابن حبیب بغدادی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ (۶)

۵۔ یہ ابن عمائل بن النور (۷) بن العیص بن اسحاق ہیں۔ ابن قتیبہ نے بھی اس کو بیان کیا ہے اسی طرح مقاتل نے بھی ان کے باپ کا نام عمائل بتایا ہے۔ (۸)

۶۔ یہ موسیٰ کے بھائی ہارون کی اولاد میں سے ہیں۔ اس کو کلبی نے ابوصالح سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اور یہ بعید قول ہے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ابن اسحاق کا یہ قول ہے کہ وہ ارمیا بن خلقیا ہیں، ابو جعفر بن جریر نے اس قول کی تردید کی

(۱) المعمر بن ۳، البداية والنهاية ۳۲۶/۴، الإصابة ۲/۲۸۶

(۲) تاریخ الطبری ۱/۳۶۵، الكامل لابن الاثیر ۱/۳۲۶، مروج الذهب ۲/۴۵۰، البداية ۱/۳۲۶

(۳) دیکھیں البداية والنهاية ۳۲۶/۴، تہذیب الاسماء ۱/۱۷۶

(۴) الإصابة ۲/۲۸۶

(۵) البداية والنهاية ۳۲۶/۴، اس میں ازد کے بدلے لازد ہے اور عبداللہ کے بجائے عبدان ہے۔

(۶) البداية والنهاية ۳۲۶/۴، الإصابة ۲/۲۸۷

(۷) البداية والنهاية میں النور کے بدلے الیفر ہے اور عمائل کے بدلے عمائل ہے

(۸) مروج الذهب ۱/۶۰، ۶۱ / الإصابة ۲/۲۸۷ / بدائع الظهور ۱۳۵، منهاج الیقین ۱۲۴

ہے۔ (۱)

۷۔ یہ فرعون کی بیٹی کے بیٹے ہیں، اس قول کو محمد بن ایوب نے ابن لہیعہ سے بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ فرعون کے صلیبی بیٹے ہیں، نقاش نے اسے بیان کیا ہے۔ (۲)

۸۔ یہ الیسع ہیں یہ قول مقاتل کا بھی بتایا گیا ہے اور یہ قول بھی بعید ہے۔ (۳)

۹۔ یہ فارس کی اولاد میں سے ہیں یہ قول عبداللہ بن شوزب خراسانی کا ہے اس کو طبری نے ضمیرہ بن ربیعہ سے سند جدید کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (۴)

۱۰۔ یہ حضرت ابراہیم پر ایمان لانے والے بعض لوگوں کی اولاد میں سے ہیں اور ان کے ساتھ ارض بابل سے ہجرت کیا ہے۔ ابن جریر نے اسے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کے باپ فارسی اور ماں رومی تھی۔ (۵)

۱۱۔ صحیحین میں ہے أن سبب تسميته الخضر أنه جلس على فروة بيضاء فاذا هي تهتز تحته خضراء (۶) کہ خضر نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک سوکھی زمین پر بیٹھے اور وہ جگہ سرسبز ہو کر لہلہانے لگی یہ احمد بن حنبل کے الفاظ ہیں۔ ابن المبارک عن معمر عن ہمام عن ابی ہریرۃ کی روایت سے (۷) اور فروہ خشک زمین کو کہتے ہیں۔

(۱) الکامل لابن اثیر ۱/۹۲، الاصابة ۲/۲۸۷

(۲) البداية والنہایۃ ۴/۳۲۶ اس میں ابن ایوب وابن لہیعہ دونوں ضعیف ہیں۔ الاصابة ۲/۲۸۷

(۳) البحر المحيط ۶/۱۴۷، الاصابة ۲/۲۸۷، بدائع الظهور ۱۳۴

(۴) تاریخ الطبری ۱/۳۶۵، الاصابة ۲/۲۸۷

(۵) البداية والنہایۃ ۱/۳۲۶۔ نقلاً عن ابن عساکر الاصابة ۲/۲۸۷۔ اس میں ہے کہ باپ

رومی تھے اور ماں فارسی تھیں۔ فتح الباری ۶/۴۳۳۔۴۳۴۔ الدر المنثور ۴/۲۳۴

(۶) صحیح البخاری مع الفتح ۶/۴۳۳، صحیح مسلم مع النووی ۱۵/۱۳۶،

الترمذی مع التحفة ۸/۹۷۵

(۷) مسند احمد ج ۲ ص ۳۱۲
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

احمد کہتے ہیں ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم کو معمر نے ہمام سے روایت کرتے ہوئے خبر دی ہے اور ہمام نے حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ خضر کا نام خضر اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ ایک خشک زمین پر بیٹھے اور ان کے نیچے کی زمین سرسبز ہو کر لہلہانے لگی اور فروہ سفید گھاس کو کہتے ہیں اور جو اس کے مشابہ ہو۔ (۱)

عبداللہ بن احمد کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ یہ عبدالرزاق کی تفسیر ہے۔ (۲)

اور اس سلسلے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی قنادہ عن عبداللہ بن الحارث اور منصور عن مجاہد کے طریق سے روایت ہے۔

۱۴۔ نووی نے کہا ہے کہ خضر کی کنیت ابو العباس ہے اور یہ متفق علیہ ہے۔ (۳)

خضر کے نبی ہونے کے دلائل

۱۵۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے حالات کو بیان کرتے ہوئے ان (خضر) کی بات کو نقل کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي﴾ (۴) میں نے یہ کام اپنی جانب سے نہیں کیا ہے۔ اور یہ اس بات پر واضح دلیل ہے کہ یہ خدائی حکمت ہے اور اصل یہ ہے کہ اس میں کوئی واسطہ نہیں ہے بلکہ اس بات کا احتمال ہے کہ کسی دوسرے نبی کے واسطے سے ہو جس کا اللہ نے ذکر نہ کیا ہو اور یہ بعید ہے۔

اور اس بات کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ یہ الہام ہو اس لئے کہ غیر نبی سے وحی نہیں ہوتا ہے کہ اس کے اوپر عمل کیا جائے جیسا کہ خضر نے اس پر عمل کیا یعنی ایک جان کو مار ڈالنا اور

(۱) الزیادۃ من مسند احمد ۲/۳۱۸

(۲) مسند احمد ۲/۳۱۸ / الاصابۃ ۲/۲۸۸

(۳) الاصابۃ ۲/۲۸۷

(۴) الکہف: ۸۲

لوگوں کو ڈوب دینے والا کام کرنا (۱) لہذا اگر ہم کہیں کہ وہ نبی ہیں تو اس سلسلے میں کسی انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

اور ان کے نبی ہونے پر یہ دلیل بھی ہے کہ غیر نبی، نبی سے أعلم کیسے ہو سکتا ہے (۲) جب کہ نبی ﷺ نے صحیح حدیث میں خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے کہا کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر ہے۔ (۳)

اور اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ نبی غیر نبی کے تابع کیسے ہو سکتا ہے۔

۱۶۔ ثعلبی نے کہا وہ تمام اقوال میں نبی ہیں۔ (۴)

۱۷۔ اور بعض اکابر علماء کہتے ہیں: زندقہ کی پہلی گرہ اس عقیدہ سے کھل جاتی ہے کہ خضر نبی تھے اس لئے کہ زنداقہ ان کے نبی نہ ہونے کا عقیدہ پھیلا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے جیسا کہ زنداقہ میں سے محمد بن علی بن محمد ابو بکر الطائی المعروف بابن عربی نے کہا ہے

مقام النبوة فی برزخ فویق الرسول و دون الولی (۵)

برزخ میں نبوت کا مقام رسول سے کچھ اوپر ہے لیکن ولی سے کم ہے۔

(۱) خضر، ان کے خادم اور موسیٰ کے قصہ کے لئے دیکھیں سورہ کہف ۶۰ و ما بعد۔

(۲) غیر نبی کے لئے ممکن ہے کہ وہ نبی سے بعض امور غیر غیبیہ میں أعلم ہو لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ نبی سے مطلقاً أعلم ہے جیسا کہ ہد ہد نے حضرت سلیمان سے کہا تھا ﴿أَحْطُتْ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجَنَّتْكَ مِنْ سَبَابِ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ سورۃ النمل: ۲۲۔ مجھ کو ایسی بات معلوم ہوئی ہے جو آپ کو معلوم نہیں ہے اور میں ملک سب سے ایک یقینی تجربے کر آیا ہوں

(۳) صحیح البخاری کتاب الأنبياء، حدیث خضر مع موسیٰ ۴۳۱/۶، تفسیر الطبری ۱۵/۱۸۳

(۴) شرح مسلم ۱۰/۱۳۶، تفسیر القرطبی ۱۱/۴۳، الاصابۃ ۲/۲۸۸، منہاج الیقین ۱۲۴

(۵) یہ شعر ابن عربی صوفی اٹھولی کی جانب منسوب ہے جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ نے نقض المصطلق (۱۴۱) میں

صراحت کی ہے۔

۱۸۔ ابو جعفر بن جریر نے اپنی تاریخ میں کہا ہے: خضران لوگوں میں سے ہیں جو افریدون بن اثفیان بادشاہ کے زمانہ میں تھے۔ یہ قول پہلے اہل کتاب میں سے عام لوگوں کا ہے اور کہا گیا ہے موسیٰ بن عمران علیہ السلام اور کہا گیا ہے کہ یہ ذوالقرنین الکبر کے مقدمہ پر مامور تھے جو ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ میں تھا۔ اور یہی ہیں جن کے لئے برسیع کا فیصلہ کیا گیا تھا، (پرسیع اس کنویں کا نام ہے جس کو ابراہیم نے اپنے جانوروں کے لئے صحرائے اردن میں کھودا تھا اور اہل اردن میں سے ایک قوم نے اس زمین پر اپنا دعویٰ ظاہر کیا تھا جس میں ابراہیم نے اپنا کنواں کھودا تھا۔ ابراہیم نے ذوالقرنین کے سامنے اپنا معاملہ پیش کیا، سفر کے دوران جن کے مقدمہ پر خضر تھے) اور یہ ذوالقرنین کے ساتھ نہر حیات پر پہنچے، اس کا پانی پیا اور نہ ان کو معلوم تھا اور نہ ذوالقرنین اور ان کے ساتھی ہی جانتے تھے تو ان کو دوام حاصل ہو گیا، اس لئے یہ ان کے نزدیک اب تک زندہ ہیں۔ (۱)

۱۹۔ ابن جریر فرماتے ہیں اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر انہیں میں سے ایک آدمی کو جانشین بنایا جس کا نام ناشیہ بن اموص تھا اور انہیں کے ساتھ خضر کو بھی نبی بنا کر بھیجا۔ (۲)

۲۰۔ اور ابن جریر نے فرمایا اس وقت اور افریدون کے زمانہ کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ ہے۔ (۳)

اور فرمایا اس شخص کی بات جس نے کہا کہ یہ افریدون کے زمانے میں تھے حق کے زیادہ قریب ہے مگر یہ کہ اس بات کو اس پر محمول کیا جائے کہ اسی بادشاہ کے زمانہ میں

(۱) تاریخ الطبری ۱/۳۶۵، الاصابۃ ۲/۲۸۹-۲۹۰.

(۲) تاریخ الطبری ۱/۳۶۵، ۳۶۶ باختصار

(۳) تاریخ الطبری ۱/۳۶۶

کوئی نبی مبعوث کیا گیا ہے۔ (۱)

۲۱۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا قول کہ خضر کو ان کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا، اس بات کا محتمل ہے کہ ان کے ساتھ ان کی مدد کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس وقت نبی بنائے گئے لہذا اس بات کو مان لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ وہ اس سے پہلے بھی نبی تھے۔

اور میں نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ موسیٰ کے ساتھ رہنے کی اکثر باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کا قول درست ہے جنہوں نے کہا ہے کہ وہ نبی تھے۔ (۲)

۲۲۔ پھر جو لوگ نبی ہونے کے قائل ہیں ان کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا وہ رسول بھی تھے۔

ابن عباسؓ اور وہب بن منبہ کی رائے ہے کہ نبی غیر مرسل تھے۔

اور اسماعیل بن ابی زیاد اور بعض اہل کتاب کا بیان ہے کہ ان کو ان کی قوم کی جانب بھیجا گیا ہے اور لوگوں نے ان کی دعوت قبول بھی کی ہے۔

اس قول کی تائید ابوالحسن الربانی پھر ابن الجوزی نے بھی کی ہے۔

ثعلبی نے کہا ہے کہ وہ تمام اقوال میں نبی ہیں آنکھوں سے پوشیدہ رہتے ہیں اور انہیں لمبی عمر ملی ہے۔ (۳)

ابو حیان اندلسی نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں فرمایا ہے: جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ وہ نبی ہیں اور ان کو باطنی علوم سے نوازا گیا تھا اور موسیٰ کو ظاہری چیزوں کا علم دیا گیا تھا۔ (۴)

۲۳۔ صوفیاء کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ ولی تھے۔ (۵) یہی بات

(۲) الاصابۃ ۲/۲۹۰

(۱) تاریخ الطبری ۱/۳۶۶

(۴) البحر المحیط ۶/۱۴۷

(۳) شرح صحیح مسلم للنووی ۱۵/۱۳۶

(۵) شرح صحیح مسلم ۱۵/۱۳۶

حنابلہ میں سے ابوعلی بن ابوموسیٰ نے اور ابوبکر بن الانباری نے اپنی کتاب الزاھر میں علماء کے خضر کے بارے میں دو قول، کہ کیا وہ نبی تھے یا ولی، ذکر کرنے کے بعد کہی ہے۔

ابوالقاسم القشیری نے اپنے رسالہ میں کہا ہے خضر نبی نہیں تھے بلکہ ولی تھے (۱)

۲۴۔ ماوردی نے ایک تیسرا قول یہ بیان کیا ہے: وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھے جو آدمیوں کی صورت میں اپنے آپ کو بدلتے رہتے تھے۔ (۲)

ابوالخطاب بن دحیہ کہتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ فرشتہ تھے یا نبی یا عبد صالح (۳)

۲۶۔ اور ابوصالح کاتب لیث کے طریق سے یحییٰ بن ایوب عن خالد بن یزید کی روایت سے آیا ہے کہ کعب احبار نے فرمایا:

خضر بن عامیل اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں سوار ہوئے یہاں تک کہ بحر ترک (بحر صین) پہنچے اور اپنے اصحاب سے کہا مجھے راستہ دکھاؤ، انہوں نے آپ کو سمندر میں چند رات و دن راستہ دکھایا پھر آپ اوپر آئے لوگوں نے آپ سے کہا اے خضر! آپ نے کیا دیکھا اللہ نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کی اس سمندر کی گہرائی میں حفاظت کی، خضر نے کہا ملائکہ میں سے ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھ سے کہا آپ کے لئے یہ کیسے ممکن ہو سکا جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک آدمی نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا تھا اور وہ اب تک اس کی گہرائی کی تہائی حصہ تک نہیں پہنچ سکا ہے اور اس کو تین سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس واقعہ کو ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں کعب کے تذکرہ میں نقل کیا ہے۔ (۴)

(۲) دیکھئے شرح صحیح مسلم ج ۱۵ ص ۱۳۶

(۱) دیکھئے شرح صحیح مسلم ج ۱۵ ص ۱۳۶

(۳) الاصابہ ج ۲ ص ۲۸۹

(۴) حلیۃ الاولیاء ۶/۷-۸، الدر المنثور ۴/۲۳۹، اس کی سند ضعیف ہے اور یہ اسراعیلیات میں سے ہے۔

خضر کی درازی عمر کا بیان اور اس کا سبب

۲۷۔ دارقطنی نے اسناد ماضی (۱) کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

کہا: خضر کی موت کو فراموش کر دیا گیا ہے یہاں تک کہ وہ دجال کو جھٹلائیں گے۔ (۲)

۲۸۔ ابن اسحاق نے مبتدا میں کہا ہے:

ہمارے اصحاب نے ہم سے بیان کیا ہے کہ جب آدم کی موت قریب ہوئی تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور کہا اللہ زمین والوں پر عذاب نازل کرنے والا ہے لہذا میرا جسم تمہارے ساتھ مصیبت کے وقت رہے۔ یہاں تک کہ تم مجھے ملک شام میں دفن کر دو۔ جب طوفان آیا تو نوح نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ آدم نے اللہ سے دعاء کی تھی کہ اے اللہ اس کی عمر دراز کر دے جو مجھے دفن کرے تو برابر آدم کا جسد موجود رہا یہاں تک کہ خضر نے خود ان کو دفن کیا اور اللہ نے ان کے لئے اپنا وعدہ پورا کیا تو وہ زندہ ہیں جب تک اللہ ان کو زندہ رکھنا چاہے۔ (۳)

۲۹۔ اور ابن عساکر نے ذوالقرنین کے ترجمہ میں خیشمہ بن سلیمان کے طریق سے بیان کیا

ہے:

(۱) اسناد ماضی سے مراد رواد بن الجراح عن مقاتل بن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباسؓ ہے۔ رواد بن جراح صدوق ہیں لیکن آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے اس لئے ان کی حدیث قبول نہیں کی جاتی ہے اور یہ ضعیف ہیں۔ مقاتل بن سلیمان متروک ہیں اور ضحاک کو ابن عباسؓ سے سماع حاصل نہیں ہے۔

(۲) البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۳۲۶ بن کثیر نے کہا ہے کہ یہ منقطع اور غریب ہے۔ الاصابۃ ۲/۲۹۱، فتح الباری ۶/۳۴۴

(۳) المعمرین ۳، البدایہ والنہایہ ۱/۳۲۶، الاصابۃ ۲/۲۹۱، الفتح ۶/۴۳۴، الدر

المنثور ۴/۲۳۴

ہم سے بیان کیا ابو عبیدہ نے انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا سفیان بن وکج نے انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا میرے باپ نے انھوں نے کہا ہم سے بیان کیا معتمر بن سلیمان نے ابو جعفر سے روایت کرتے ہوئے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے (علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب زین العابدین) ان سے ذوالقرنین (۱) کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ وہ اللہ کے صالح بندوں میں سے ایک تھے اور اللہ کے نزدیک ان کا مقام اونچا تھا اور وہ مابین المشرق والمغرب کے بادشاہ تھے۔ فرشتوں میں سے ان کے ایک دوست تھے جنھیں رفائیل کہا جاتا ہے وہ ان سے ملاقات کرتے تھے۔ ایک بار جب کہ وہ دونوں باتیں کر رہے تھے ذوالقرنین نے رفائیل سے کہا آپ آسمان میں اپنی عبادت کی کیفیت کو بتائیے وہ رو پڑے اور کہا کہ ہماری عبادت کا حال کیا پوچھتے ہو۔ آسمان میں ایسے فرشتے بھی ہیں جو ہمیشہ حالت قیام میں رہتے ہیں کبھی بیٹھتے نہیں ہیں اور کچھ فرشتے حالت سجدہ میں رہتے ہیں کبھی سر نہیں اٹھاتے ہیں اور کچھ حالت رکوع میں رہتے ہیں وہ کبھی رکوع سے سر نہیں اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں اے پروردگار! ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ یہ سن کر ذوالقرنین رو پڑے اور کہا اے رفائیل! میری خواہش ہے کہ مجھے لمبی عمر ملے تاکہ میں اپنے رب کی مکاحقہ عبادت و اطاعت کر سکوں۔ رفائیل نے کہا کیا آپ کی واقعی یہ خواہش ہے؟ ذوالقرنین نے کہا ہاں، رفائیل نے کہا اللہ کا ایک چشمہ ہے جس کا نام عین حیات ہے جس نے اس چشمہ کا پانی پی لیا اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔ یہاں تک کہ وہ خود اللہ سے اپنی موت چاہے۔

ذوالقرنین نے کہا: کیا آپ اس جگہ کو جانتے ہیں؟ کہا نہیں، مگر ہم آسمان میں بات کرتے ہیں زمین پر اللہ کی ایسی ظلمت ہے جس پر کسی انسان و جن کا گزر نہیں ہوا ہے

(۱) ذوالقرنین کے ترجمہ کے لئے دیکھیں تہذیب تاریخ ابن عساکر ۲۵۳/۵، ۲۶۲، البدایہ و النہایہ ۱۰۲/۲

ہمارا خیال ہے کہ یہ چشمہ اسی ظلمت میں ہے۔

چنانچہ ذوالقرنین نے تمام علماء کو جمع کیا اور ان سے عین حیات کے متعلق دریافت کیا۔ جب سمجھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو کہا کہ کیا تمہارے علم میں یہ بات ہے کہ اللہ کی ایک ظلمت ہے۔ ایک عالم نے کہا آپ اس بارے میں کیوں پوچھتے ہیں۔ ذوالقرنین نے پوری بات بتادی۔ اس عالم نے کہا میں نے آدم کی وصیت میں اس ظلمت کا ذکر پڑھا ہے اور یہ قرن شمس کے پاس ہے۔ ذوالقرنین نے سامان سفر درست کیا اور بارہ سال مسلسل سفر کرتے ہوئے اس ظلمت کے کنارے پہنچا۔ یہ ظلمت رات کی طرح نہیں تھی اور دخان کی طرح بھڑک رہی تھی۔ ذوالقرنین نے لشکر کو جمع کیا اور کہا میں اس کے اندر داخل ہونا چاہتا ہوں لوگوں نے اسے روکا اور علماء نے بھی جو ساتھ میں تھے گزارش کی کہ وہ اس سے باز آ جائے تاکہ اللہ ان سے ناراض نہ ہو، لیکن وہ نہ مانا اور اس نے اپنے لشکر میں سے چھ ہزار آدمیوں کا انتخاب کیا اور ان کو چھ ہزار نو جوان گھوڑوں پر سوار کیا اور اس کے بعد مقدمہ الجیش کے طور پر دو ہزار آدمیوں کو خضر کے ساتھ تیار کیا خضر آگے چلے اور وہ ذوالقرنین کے مقصود کو جانتے تھے، حالانکہ ذوالقرنین اس کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھا۔ اسی درمیان کہ خضر چل رہے تھے ان کے سامنے ایک وادی آئی خضر نے سمجھا کہ وہ چشمہ اسی وادی میں ہے۔ جب وہ اس وادی کے کنارے آئے تو اپنے ساتھیوں کو روکا اور غور سے دیکھا تو وہ پانی کے ایک چشمہ پر تھے، خضر نے اپنے کپڑے کو اتار دیا، اس چشمہ کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا، اس پانی کو پیا اور وضو کیا اور غسل کیا، پھر اس پانی سے نکل آئے کپڑا پہنا اور ساتھیوں کے پاس آگئے اور ذوالقرنین کا گزر ہوا تو اس ظلمت سے پرے گزر گیا اور بقیہ قصہ ذکر کیا ہے۔ (۱)

(۱) تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۲۵۶۔ الدر المنثور ج ۴ ص ۲۴۵۔ البدایہ

والنہایہ ج ۲ ص ۱۰۷ مختصراً
کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۳۰۔ سلیمان ارش صاحب کعب الاحبار، کعب احبار سے روایت کرتے ہیں کہ خضر ذوالقرنین کے وزیر تھے یہ ذوالقرنین کے ساتھ جبل الہند پر کھڑے تھے کہ ایک ورقہ دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آدم ابوالبشر کی جانب سے ان کی ذریت کے نام میں تم کو اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اپنے دشمن اور تمہارے دشمن ابلیس کے مکر سے ڈراتا ہوں کیونکہ اسی نے مجھے یہاں اتارا ہے۔

کہتے ہیں: تو ذوالقرنین اترے اور آدم کے بیٹھنے کی پیمائش کی تو وہ ۱۳۰ میل تھا۔ (۱)
۳۱۔ حسن بصری سے مروی ہے انھوں نے کہا: الیاس کو صحرا میں متعین کیا گیا اور خضر کو سمندر میں اور دونوں کو دنیا میں صیحہ اولیٰ تک حیات دی گئی ہے اور یہ دونوں ہر سال موسم حج میں ملاقات کرتے ہیں (۲)

۳۲۔ اور حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں کہا ہے:

ہم سے بیان کیا ہے عبدالرحیم بن واقد نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہے محمد بن بہرام نے انہوں نے کہا کہ ہم کو خبر دیا ہے ابان نے حضرت انس سے روایت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خضر کو سمندر میں متعین کیا گیا ہے اور الیسع کو خشکی و صحرا میں اور یہ دونوں ہر رات اس بند کے پاس جمع ہوتے ہیں جس کو ذوالقرنین نے لوگوں اور یاجوج و ماجوج کے درمیان بنایا ہے اور یہ دونوں ہر سال حج

(۱) الدر المنثور ۴/ ۲۴۲۔ تہذیب تاریخ ابن عساکر ۵/ ۶۳، الدر المنثور میں ۱۸۰ میل ہے۔

(۲) الاصابہ ج ۲ ص ۲۹۳۔ المقاصد الحسنیۃ للسخاوی ص ۲۲۔ تذکرۃ الموضوعات

للفتنی۔ اس معنی کی تمام روایتیں موضوع و باطل ہیں۔

کرتے ہیں اور ماء زمزم اس طرح پیتے ہیں کہ یہ پانی ان کو اگلے سال تک کے لئے کافی ہوتا ہے۔ (۱)

میں کہتا ہوں عبدالرحیم اور امان متروک ہیں۔

عبداللہ بن مغیرہ نے ثور عن خالد بن معدان عن کعب کے طریق سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے:

خضر بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان نور کے منبر پر ہیں اور سمندر کے جانوروں کو حکم ملا ہے کہ وہ ان کی بات کو سنیں اور مانیں اور خضر کے سامنے صبح وشام ارواح پیش کئے جاتے ہیں۔ (۲)

عقیلی نے اسے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ بن مغیرہ بے اصل باتیں بیان کرتے ہیں اور ابن یونس نے کہا کہ وہ منکر الحدیث ہیں۔ (۳)

۳۴۔ ابن شاہین نے خصیف کی جانب منسوب ضعیف سند کے ساتھ بیان کیا ہے: کہا چار انبیاء زندہ ہیں دو آسمان میں ہیں عیسیٰ اور ادریس اور دوزمین پر ہیں خضر اور الیاس۔ خضر تو سمندر میں متعین ہیں لیکن الیاس تو وہ خشکی میں متعین ہیں (۴)

اور اس طرح کی دوسری بہت سی چیزیں اخیر باب میں آئیں گی۔

۳۵۔ ثعلبی نے کہا ہے کہ خضر کو موت نہیں آئے گی مگر آخری زمانے میں جب قرآن اٹھ

(۱) سند الحارث دیکھئے المطالب العالیة ۳/ ۲۷۸، الدر المنثور ۴/ ۲۴۰، اس کی سند وہی ہے۔ دیکھئے التقریب ۱۸/ ۳۴۱، الاصابة ۲/ ۲۹۳۔

(۲) الدر المنثور ج ۴ ص ۲۳۹

(۳) التذکرہ ۳/ ۸۹۸، الاصابة ۲/ ۲۹۳، قانون الموضوعات ۲۷۴

(۴) الاصابة ج ۲ ص ۲۹۳۔ الفتح ج ۶ ص ۴۳۴۔ الدر المنثور ج ۴ ص ۲۳۹، اس کی سند جیسا کہ مصنف نے کہا ہے ضعیف ہے۔

جائے گا۔ (۱)

۳۶۔ نووی نے اپنی ”تہذیب“ میں کہا ہے: اکثر علماء نے کہا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور ہمارے درمیان موجود ہیں اور یہ بات صوفیاء اور اہل صلاح و معرفت کے نزدیک متفق علیہ ہے اور صوفیاء کے یہاں بے شمار مشہور واقعات ایسے موجود ہیں جن میں ہے کہ کسی نے ان کو دیکھا ہے اور کسی نے ان سے ملاقات کی ہے اور ان سے سوال و جواب بھی کیا ہے اور کچھ معلومات حاصل کی ہیں اور وہ خیر کی جگہوں اور مکرم مقامات پر موجود رہتے ہیں۔

شیخ ابو عمرو بن صلاح نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے: وہ جمہور علماء صالحین کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور عام طور سے لوگوں نے کہا ہے کہ بعض محدثین سے اس کا انکار شاذ ہے۔ (۲)

۳۷۔ سہیل نے اپنی کتاب ”التعریف والإعلام بما أبہم فی القرآن من الأسماء والأعلام“ میں کہا ہے:

خضر کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا ذکر پہلے ہو چکا ہے (دیکھیں فقرہ ۱) اور بعض کا قول یہ ہے کہ خضر کا نسب یہ ہے: خضر بن عامیل بن ساطین بن ارمابن خلفا بن عیصو بن اسحاق۔ خضر کے باپ بادشاہ تھے۔ ماں فارسی النسل ہیں ان کا نام الہاء ہے۔ ان کی پیدائش ایک غار میں ہوئی ہے اور وہاں گاؤں کے ایک آدمی کی بکری تھی جو انہیں روز روز دھ پلاتی تھی۔ اس آدمی نے ان کو لے لیا اور ان کی پرورش کی، جب یہ جوانی کی عمر کو پہنچے تو بادشاہ کو ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی جو ان صحیفوں کو لکھے جو

(۱) شرح صحیح مسلم للنووی ج ۱۵ ص ۱۳۶۔ تہذیب الأسماء ج ۱ ص ۱۷۷۔ الفتح ج ۲ ص ۲۴۷۔ الاصابة ج ۲ ص ۲۹۳

(۲) تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱، ۱۷۷، فتاویٰ ابن الصلاح ۲۸

حضرت ابراہیم پر نازل ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس نے اہل علم و فضل کو جمع کیا جو لوگ اس کے پاس آئے ان میں بادشاہ کا بیٹا خضر بھی تھا اور بادشاہ اسے پہچانتا نہ تھا۔ جب اس نے خضر کے علم اور خط کو دیکھا تو ان کے حالات کو معلوم کیا یہاں تک کہ اس نے جان لیا کہ یہ انہیں کا بیٹا ہے۔ اب ان کو اپنے قریب کیا اور لوگوں کے معاملات کا مالک بنا دیا۔ پھر خضر بادشاہ کے پاس سے چند اسباب کی بنا پر بھاگ کھڑے ہوئے جس کا ذکر طویل ہے یہاں تک کہ انہوں نے عین حیات کو پایا اور اس کا پانی پیا تو وہ دجال کے خروج تک زندہ رہیں گے دجال انہیں کو قتل کرے گا اور پھر زندہ کرے گا۔

کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ نہیں پایا اور یہ صحیح نہیں ہے۔ کہتے ہیں اور بخاری اور اہل الحدیث کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ خضر ہجرت سے سو سال پورا ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گئے ہیں۔ (۱)

فرمایا اور ہمارے شیخ ابو بکر ابن العربی نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی بنا پر تائید کی ہے آپ نے فرمایا سو سال کے بعد اس زمین پر کوئی باقی نہیں رہے گا جو اس وقت موجود ہیں (۲)

آپ کی مراد یہ تھی کہ اس بات کے کہنے کے وقت جو لوگ زندہ ہیں وہ سو سال

(۱) البدایہ والنہایہ ۳۲۶/۱

(۲) مسلم ۸۹/۱۶، ۹۱، پوری حدیث اس طرح ہے: عن جابر وأبی سعید الخدری وعبد اللہ بن عمر قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ذات لیلة صلاة العشاء فی آخر حیاته فلما سلم قام قال أرایتکم لیلتکم ہذہ فان علی راس مائة سنة منها لا یبقی ممن ہو علی ظہر الأرض أحد، فوہل الناس فی مقالة رسول اللہ ﷺ تلك فیما یتحدثون من ہذہ الأحادیث عن مائة سنة وانما قال رسول اللہ ﷺ لا یبقی ممن ہو الیوم علی ظہر الأرض أحد یرید بذلك أن ینخرم ذلك القرن۔

ہوتے ہوتے انتقال کر جائیں گے۔

مزید فرمایا: اور لیکن نبی ﷺ کے پاس خضر کا آنا اور آپ کے گھر والوں کی تعزیت کرنا جب کہ وہ آپ کے غسل کے وقت اکٹھا تھے، تو یہ صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے، انہیں میں سے ایک وہ ہے جسے ابن عبدالبر نے ”تمہید“ میں ذکر کیا ہے اور یہ اپنے دور میں اہل حدیث کے امام تھے۔ انہوں نے نبی ﷺ کی وفات پر صحابہ کی تعزیت کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ لوگ بات سن رہے تھے لیکن بولنے والے کو دیکھ نہیں رہے تھے حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ یہ خضر ہیں۔۔۔

کہتے ہیں اور ابن ابی الدنیانے مکحول عن انسؓ کے طریق سے الیاس کی نبی ﷺ سے ملاقات کو بیان کیا ہے اور جب الیاس عہد نبوی تک زندہ رہ سکتے ہیں تو خضر بدرجہ اولیٰ رہ سکتے ہیں۔ (۱)

۳۸۔ لیکن ابوالخطاب بن دجیبہ نے یہ کہہ کر ان کا تعاقب کیا ہے کہ جن طرق کی جانب انہوں نے اشارہ کیا ہے ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے اور خضر کی موسیٰ کے سوا کسی بھی نبی سے ملاقات ثابت نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و خضر کے واقعہ کو بیان کیا ہے۔ (۲)

۳۹۔ فرمایا: جتنی خبریں ان کے زندہ رہنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے اور اس پر اہل نقل کا اختلاف ہے اور ان خبروں کو وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو خبر کو تو بیان کرتے ہیں مگر اس کی علت کو بیان نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یا تو وہ اس کی علتوں کو جانتے ہی نہیں یا اس بنا پر بیان نہیں کرتے کہ وہ علمیں اہل الحدیث کے نزدیک واضح ہیں۔

(۱) الإصابة مع الاستیعاب ۴۳۳، یہ باطل خبر ہے حدیث مکحول عن انسؓ موضوع ہے۔

(۲) الکہف: ۶۰

۴۰۔ فرمایا: بعض وہ چیزیں جو مشائخ سے مروی ہیں وہ قابلِ تعجب ہیں کسی عاقل کے لئے کیسے جائز ہے کہ وہ کسی ایسے شخص سے ملے جس کو وہ پہچانتا نہ ہو اور وہ اس سے کہے کہ میں فلاں شخص ہوں اور وہ اس کی تصدیق بھی کرے۔ (۱)

۴۱۔ رہی تعزیت والی حدیث جس کو ابو عمر نے بیان کیا ہے تو وہ موضوع ہے اس کو عبد اللہ بن محرر نے یزید بن الاعصم عن علیؑ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور ابن محرر متروک ہیں (۲) اور یہی وہ شخص ہیں جن کے بارے میں ابن المبارک نے کہا ہے جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں نقل کیا ہے فلما رأیته كانت لعبرة أحب إلى منه جب میں نے اس کو دیکھا تو بکری کی میٹھی میرے نزدیک اس سے بہتر تھی، انہوں نے نجاست کے دیکھنے کو اس کے دیکھنے پر ترجیح دیا۔ (۳)

۴۲۔ میں کہتا ہوں تعزیت مذکور کا ذکر عبد اللہ بن محرر کے علاوہ کی روایت سے بھی آیا ہے جسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔ (۴)

۴۳۔ رہی مکحول عن انس کی روایت تو وہ موضوع ہے۔ احمد، یحییٰ، اسحاق اور ابوزرعہ نے بھی اس کی تکذیب کی ہے۔

(۱) علامہ ابن الجوزی نے بھی یہی بات کہی ہے ملاحظہ فرمائیں۔ الموضوعات ۱۹۷-۱۹۸۔

(۲) امام احمد نے کہا ہے ترك الناس لوگوں نے ان کی حدیث نہیں لی ہے، دارقطنی اور ایک جماعت نے متروک کہا ہے، ابن حبان کہتے ہیں یہ اللہ کے نیک بندوں میں سے تھے مگر نادانستہ طور پر جھوٹ بولتے تھے اور حدیث کو ناسمجھی کی بنا پر الٹ پلٹ دیتے تھے ابن معین کہتے ہیں ثقہ نہیں ہیں۔

(۳) الاصابۃ ۲/۲۹۶۔ قال ابو اسحاق الطالقانی سمعت ابن المبارک يقول لو خیرت بین أن أدخل الجنة وبين ان ألقى عبدالله بن محرر لاخترت أن القاه ثم أدخل الجنة فلما رأیته كانت لعبرة أحب إلى منه۔ مقدمہ صحیح مسلم: ۱/۲۱۶

(۴) دیکھیں فقرات ۹۳-۱۰۲

اور متن کا سیاق نکارت اور خرافات ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ اور عن قریب میں حضرت انس کی طویل حدیث بیان کروں گا۔ اور یہ بھی بیان کروں گا کہ اس کی اور سند اس کے علاوہ ہے جس کی جانب سہیلی نے اشارہ کیا ہے، اور جو لوگ خضر کی درازی عمر کے قائل ہیں ان لوگوں نے عین حیاۃ کے قصہ سے استدلال کیا ہے اور صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں جو عین حیاۃ کا ذکر ہے اس پر اعتماد کیا ہے لیکن یہ مرفوعاً ثابت نہیں ہے کہ اسے تحریر کیا جائے۔

بعثت نبوی سے پہلے خضر کے کچھ حالات

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وہ واقعہ بیان کیا ہے جو موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا اور اس کو شیخین نے کئی طرق سے بیان کیا ہے جو ابی بن کعب سے مروی ہے۔ (۱)

اور اس قصہ کے ضمن میں غیر صحیح میں کچھ زیادات ہیں میں نے اس کو بخاری کی شرح فتح الباری میں واضح کر دیا ہے۔ (۲) اور صحیحین میں یہ موجود ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کاش موسیٰ صبر کرتے یہاں تک کہ دونوں کے کچھ مزید حالات ہمیں معلوم ہو جاتے۔ (۳)

اس حدیث سے بھی ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جن کا خیال ہے کہ خضر اس بات کے وقت موجود نہیں تھے کیونکہ اگر موجود ہوتے تو یہ عین ممکن تھا کہ بعض اکابر صحابہ ان کی مصاحبت اختیار کرتے اور ان سے ایسی چیزیں دیکھتے جو موسیٰ نے دیکھا تھا۔ اور جو لوگ خضر کی حیات و بقا کے قائل ہیں انہوں نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہاں آپ کی تمنا اس بارے میں تھی جو آپ کے اور موسیٰ کے درمیان معاملہ ہوا تھا، اور موسیٰ کے علاوہ کوئی ان کی جگہ پر نہیں ہو سکتا۔

(۱) دیکھئے صحیح البخاری ۶/۲۳۱ کتاب الانبیاء حدیث موسیٰ مع الخضر ۸/۳۰۹ تفسیر سورۃ الکہف واذ قال موسیٰ

لفتاه ۸/۳۱۱ تفسیر سورۃ الکہف فلما بلغ مجمع بینہما صحیح مسلم تفسیر سورۃ الکہف۔

(۲) دیکھئے فتح الباری ۸/۳۱۲ وما بعد تفسیر سورۃ الکہف واذ قال موسیٰ لفتاه، و فلما بلغ مجمع بینہما.....

(۳) صحیح البخاری ۶/۴۳۳/۱۰۴۴۔

موسیٰ کے علاوہ کے ساتھ خضر کے حالات

طبرانی نے معجم کبیر میں دو سندوں سے بیان کیا ہے۔ (۱)

بقیہ بن ولید سے روایت ہے وہ روایت کرتے ہیں محمد بن زیاد الالہانی سے، وہ روایت کرتے ہیں ابو امامہ باہلیؓ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کیا میں تمہیں خضر کے بارے میں نہ بتا دوں، صحابہ نے کہا ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا خضر ایک دن بنی اسرائیل کے بازار میں جا رہے تھے کہ ان کو ایک مکاتب آدمی نے دیکھا اور ان سے کہا اللہ آپ کو برکت دے مجھے کچھ عنایت فرمائیں، خضر نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا اللہ نے جو چاہا ہے ہو کر رہے گا میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں تمہیں دوں، اس مسکین نے کہا میں آپ سے اس اللہ کی ذات کے واسطے سے سوال کر رہا ہوں جس کے لئے آپ صدقہ کریں گے، میں نے آپ کے چہرے پر سخاوت کے آثار کو دیکھا ہے اور آپ سے مجھے برکت کی امید ہے۔ خضر نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو میں تمہیں دوں، ہاں یہ ممکن ہے کہ تم مجھے لے چلو اور بیچ دو، اس مسکین نے کہا کیا یہ درست ہے، خضر نے کہا ہاں اور میں صحیح بات ہی کہتا ہوں۔ تم نے مجھ سے ایک عظیم امر کا سوال کیا ہے اور میں تمہیں اپنے رب کے سامنے نامراد نہیں رہنے دوں گا، مجھے بیچ دو، راوی کہتے ہیں کہ وہ آدمی ان کو بازار لے گیا اور چار سو درہم میں ان کو بیچ دیا، یہ خریدنے والے کے پاس ایک مدت تک رہے، لیکن وہ ان سے کوئی کام نہیں لیتا تھا، ایک

(۱)۔ حدثنا عمرو بن اسحاق بن ابراهيم بن العلاء بن زريق الحمصي، ثنا محمد بن الفضل بن عمر ان الكندي، حدثنا بقية۔ ۲۔ قال: وثنا الحسن بن علي المعمرى، ثنا محمد بن علي بن ميمون الرقي، ثنا سليمان عبيدالله الخطاب، ثنا بقية بن الوليد ويصين المعجم الكبير

للطبراني ۱۳۲/۸، لیکن اس حدیث کی دونوں سندوں پر کلام سے) کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دن اس سے کہا آپ نے مجھ سے فائدہ اٹھانے کے لئے خریدا ہے لہذا مجھے کوئی کام بتائیے، اس نے کہا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ آپ کو مشقت میں ڈالوں۔ آپ کمزور اور معمر بزرگ ہیں، آپ نے کہا مجھے کوئی پریشانی نہیں ہوگی، اس نے کہا تو پھر اٹھئے اور اس پتھر کو یہاں سے منتقل کر دیجئے، اور اسے چھ آدمیوں سے کم ایک دن میں منتقل نہیں کر سکتے تھے۔ وہ آدمی اپنی کسی ضرورت کے لئے چلا گیا پھر جب لوٹا تو دیکھا کہ ایک ہی گھنٹہ میں وہ پتھر منتقل ہو چکا ہے۔ اس نے کہا تم نے اچھا کام کیا اور تمہارے اندر تو اتنی طاقت ہے جتنا مجھے گمان بھی نہیں تھا۔ راوی کہتے ہیں پھر اس آدمی کو کوئی سفر درپیش ہو گیا اس نے کہا میں تمہیں امین سمجھتا ہوں تم میرے گھر کے لئے احسن طریقہ سے میرے خلیفہ بن جاؤ، انہوں نے کہا ٹھیک ہے اور مجھے کوئی کام بتا کر جائیے اس نے کہا میں آپ کو تکلیف کے اندر نہیں ڈالنا چاہتا، انہوں نے کہا مجھے تکلیف نہیں ہوگی اس آدمی نے کہا تو پھر میرے گھر کے لئے اینٹیں تیار کرو، کہتے ہیں کہ وہ آدمی سفر پر روانہ ہو گیا پھر جب لوٹا تو آپ اس کا گھر تیار کر چکے تھے۔ اس نے کہا میں اللہ کا واسطہ دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے کس طرح تیار کیا اور تمہارا معاملہ کیا ہے، کہا تم نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا ہے اور اللہ ہی کی خوشنودی نے مجھے غلامی میں پہنچایا ہے، اس لئے میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا، میں خضر ہوں جن کے بارے میں آپ نے سنا ہے، مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ کا سوال کیا میرے پاس کوئی چیز نہیں تھی کہ میں اسے دوں۔ اس نے مجھ سے اللہ کے واسطے سے سوال کیا اور جس سے اللہ کے واسطے سے سوال کیا جائے اور وہ سائل کو لوٹا دے، حالانکہ وہ اسے دینے پر قادر ہو، تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں کھڑا ہوگا کہ اس کے چہرے پر نہ تو چہڑا ہوگا اور نہ گوشت اور نہ متحرک ہڈی۔ اس آدمی نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کو مشقت میں ڈالا، حالانکہ مجھے معلوم نہ تھا، آپ نے کہا کوئی حرج نہیں۔ آپ نے اچھا کام کیا ہے اور یقین کیا ہے۔ اس آدمی نے کہا انے اللہ کے نبی

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ میرے اہل و مال کے بارے میں جو چاہیں فیصلہ کریں یا آپ پسند کریں تو میں آپ کو آزاد کر دوں، آپ نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے آزاد کر دیں اور میں اپنے رب کی عبادت کروں، چنانچہ اس آدمی نے آپ کو آزاد کر دیا۔ خضر نے کہا تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے غلامی میں ڈالا پھر مجھے اس سے نجات دیا۔ (۱)

۵۰۔ میں کہتا ہوں: اور اس حدیث کی سند حسن ہے اگر بقیہ کا معنی نہ ہوتا، اور اگر یہ حدیث ثابت ہے تو اس بارے میں نص ہے کہ خضر نبی ہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس آدمی کے اس قول یا نبی اللہ کو نقل کیا ہے اور اس پر خاموش رہے ہیں۔ (۲)

ان کا بیان جن کا خیال ہے کہ خضر کی موت ہو چکی ہے

۵۱۔ ابوبکر نقاش نے اپنی تفسیر میں علی بن موسیٰ الرضا اور محمد بن اسماعیل بخاری سے نقل کیا ہے کہ خضر کی وفات ہو چکی ہے اور امام بخاری سے حیات خضر کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس کا انکار کیا اور اس حدیث سے استدلال کیا ان علی ز اس مائة سنة لایسقی علی وجہ الأرض ممن هو علیها أحد اس وقت جو لوگ روئے زمین پر

(۱) مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۰۳، ۱۰۸، ۲۱۲، ۲۱۳، (قال: رجاله مؤثقون إلا أن بقیة مدلس) حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۳۰، میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۳۲، اس روایت میں بقیہ مدلس ہیں، ذہبی نے اس حدیث کو مناکیر بقیہ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے: هذا الحدیث قال ابن جوصا سألت محمد بن عوف عنه فقال هذا موضوع فسألت أبا زرعة عنه فقال حدیث منکر۔ ابن کثیر کہتے ہیں اس حدیث کو مرفوع سمجھنا غلط ہے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ یہ موقوف ہو اور اس کے رواۃ میں سے بعض کا حال معلوم نہیں ہے، البدایہ ج ۱ ص ۳۳۰۔

(۲) بقیہ بن الولید مدلس ہیں، ابوسمیر کہتے ہیں: حدیث بقیہ لیست بقیہ فکن منها علی نقیۃ، امام مسلم نے ابواسحاق الفزازی کا یہ قول نقل کیا ہے: اکتب عن بقیہ ما روای عن المعروفین ولا تکتب ما روای عن غیر المعروفین، مقدمہ مسلم ج ۱ ص ۱۱۵، میزان ج ۳ ص ۳۳۱۔

ہیں ان میں سے کوئی بھی سو سال کے بعد زندہ نہیں رہے گا۔ اس حدیث کو آپ نے صحیح بخاری میں ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ (۱)

اور جس کا خیال ہے کہ حضرت کی وفات ہو چکی ہے اس کے لئے مضبوط دلیل ہے اور آپ نے اس کی تردید کی ہے کہ وہ زندہ ہیں۔

۵۲۔ اور ابو حیان نے اپنی تفسیر میں کہا ہے۔ جمہور اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت کی وفات ہو چکی ہے۔

اور ابن ابی الفضل المرسی سے منقول ہے کہ حضرت صاحب موسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے کہ اگر وہ باحیات ہوتے تو نبی ﷺ کے پاس آنا اور آپ پر ایمان لانا و اتباع کرنا ان کے لئے ضروری و لازم ہوتا۔ نبی ﷺ سے مروی ہے آپ نے فرمایا:

لو كان موسى حيا ما وسعه إلا اتباعي (۲)

اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کے لئے میری اتباع کے سوا چارہ نہ تھا، اور اشارہ کیا ہے کہ یہ حضرت صاحب موسیٰ کے علاوہ کوئی ہیں اور ان کے علاوہ نے کہا ہے کہ ہر زمانے کے لئے الگ الگ حضرت ہیں (۳) اور یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ (۴)

۵۳۔ اور ابو الحسین بن المنادی نے اپنی کتاب جس میں انہوں نے حضرت کے حالات کو جمع کیا ہے، ابراہیم الحربی سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ حضرت کی وفات ہو چکی ہے (۵) اور ابن المنادی نے بھی اسی کو ثابت کیا ہے۔

(۱) صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱۱ کتاب العلم باب السمر فی العلم، صحیح مسلم ج ۱ ص ۸۹-۹۱ عن جابر وابی

سعید الخدری وابن عمر۔ (۲) مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۸، ۳۸۷

(۳) البحر المحيط ج ۶ ص ۱۴۷ (۴) الاصابة ج ۲ ص ۲۹۸

(۵) الموضوعات لابن الجوزی ۱/۱۹۹، فتاویٰ ابن تیمیہ ۴/۳۲۷، المنار المنیف

۶۷ وفيه سئل ابراهيم الحربي عن تعمير الخضر و أنه باق فقال من أجال على غائب

لم ينتصف منه وما ألقى هذا بين الناس إلا شيطان۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۵۴۔ ا۔ اور علی بن موسیٰ الرضا عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ کے طریق سے بھی منقول ہے: وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری زندگی میں ایک رات عشاء کی نماز پڑھی جب سلام پھیرا تو کہا: أرأیتکم لیتکم هذه قال: علی رأس مائة سنة لا ینقی علی وجه الأرض أحد۔ (۱) تم اپنی اس رات کو دیکھ رہے ہو سو سال کے بعد اس زمین پر تم میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا۔

ب۔ اور امام مسلم نے حضرت جابرؓ کی حدیث کو نقل کیا ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے ایک ماہ پیشتر فرمایا: تسألونی عن الساعة وإنما علمها عند اللہ و أقسم باللہ ما علی الأرض نفس منقوسة تاتی علیها مائة سنة۔ (۲) تم لوگ مجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھ رہے ہو، قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں زمین پر کوئی جاندار نفس ایسا نہیں ہے جس پر سو سال گزر سکے۔ یہ ابو زبیر (محمد بن مسلم بن مدرس) کی روایت ہے۔ ان سے

ج۔ اور ابو نضرہ کی ان سے مروی روایت میں ہے: آپ نے اپنی موت سے کچھ پہلے یا ایک ماہ پیشتر یہ بات فرمائی اور آخر میں یہ اضافہ ہے وہ آدمی باقی نہیں رہے گا جو آج باحیات ہے۔ (۳)

د۔ اور اس حدیث کو امام ترمذی نے ابوسفیان عن جابر کے طریق سے ابو الزبیر کی روایت کے مثل نقل کیا ہے۔ (۴)

۵۵۔ اور ابن الجوزی نے اپنی کتاب کے اس حصے میں جس میں حالات خضر کو جمع کیا ہے۔

(۱) صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۱۱ کتاب العلم باب السفر فی العلم، المواقیت ۲۰، ۳۰، ۴۰۔

(۲) صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۱، ۹۰، (۳) صحیح مسلم ج ۱ ص ۹۱، ۹۰ الفاظ ہیں وہی حیا یومئذ

(۴) جامع الترمذی ج ۲ ص ۵۲۰ الفتن وقال هذا حدیث حسین کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ابو یعلیٰ بن الفراء الحنبلی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہتے ہیں: ہمارے بعض اصحاب سے خضر کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ وفات پا چکے ہیں تو کہا ہاں (۱) فرمایا اور مجھے اسی طرح کی بات ابو طاہر بن العبادی سے معلوم ہوئی ہے اور انہوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ﷺ کے پاس آتے۔ (۲)

میں کہتا ہوں اور ان میں سے ابو الفضل بن ناصر اور قاضی ابو بکر بن العربی اور ابو بکر بن محمد بن الحسین النقاش ہیں۔

۵۶۔ اور ابن الجوزی نے استدلال کیا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے حالانکہ یہ بات متحقق ہے کہ وہ موسیٰ کے زمانے میں اور اس سے پہلے تھے تو ان کے جسم کی مقدار ان لوگوں کے جسموں کے مناسب ہوگی۔ پھر اپنی ایک سند کو بیان کیا ہے جو ابی عمران الجونی تک پہنچی ہے، فرمایا: دانیال کی ناک ایک گز کی تھی (۳) اور جب ان کو ابو موسیٰ کے زمانے میں نکالا گیا اور ایک آدمی ان کے بغل میں کھڑا ہوا تو دانیال کا گھٹنا ان کے سر کے برابر تھا۔ اور جو لوگ خضر کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے پورے واقعہ میں کہیں ایسی بات نہیں ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ان کا جسم ان لوگوں کے جسم کی طرح ہے۔ (۴)

۵۷۔ پھر اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے جس کو امام احمد نے مجالد عن الشحی عن جابر کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ، لو أن

(۱) فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۳۳۷ المنار المصیف ص ۷۲، البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۳۳۵ نقل عن ابن الجوزی

(۲) البدایہ والنہایہ ص ۳۳۵ نسب الی ابی طاہر بن الغباری، المنار المصیف ص ۷۲

(۳) البدایہ ۲/۲۱۲

(۴) صحیح البخاری مع الفتح ۲/۲۶۱، صحیح مسلم مع النووی ۱/۸۱۷

ابن القیم نے المنار المصیف ص ۷۲ میں ابن الجوزی سے نقل کرتے ہوئے بیان کیا ہے ذی الصیحین من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ انه قال خلق اللہ آدم طولہ ستون ذراعاً فلم یزل الخلق ینقص بعدہ۔

موسیٰ کان حیما وسعه إلا أن یتبعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ میری اتباع کرتے۔ (۱)

کہتے ہیں: جب یہ بات موسیٰ کے حق میں ہے تو خضر اگر زندہ ہیں تو انہوں نے آپ کی اتباع کیوں نہ کی۔ کہ وہ آپ کے ساتھ جمعہ اور جمعہ میں شریک ہوتے اور آپ کے جھنڈے تلے جہاد کرتے، کیسے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ اس امت کے امام کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ (۲)

۵۸۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی استدلال کیا ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾

(آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: یاد کرو اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ آج میں نے تمہیں کتاب اور حکمت و دانش سے نوازا ہے کل اگر کوئی دوسرا رسول تمہارے پاس اسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمہارے پاس موجود ہے تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی، یہ ارشاد فرما کر اللہ نے پوچھا کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو، انہوں نے کہا ہاں ہم اقرار کرتے ہیں اللہ نے فرمایا اچھا تو

(۳) مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۷

(۴) المنار المکیف ص ۷۲، ۷۳، نقل عن ابن الجوزی، اس میں اتنا اضافہ ہوا لا یتقدم یعنی یہ امامت نہیں کریں گے، تاکہ تقدم ہمارے نبی کی نبوت میں کوئی عیب نہ پیدا کرے، اب ان کی سمجھ کے بارے میں کیا کہا جائے جو خضر کے وجود کو ثابت کرتے ہیں اور اس اثبات میں اس شریعت سے اعراض کو بھول جاتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ نے ہر نبی سے آپ کے بارے میں میثاق لیا ہے اگر محمد ﷺ کی بعثت کے وقت وہ زندہ ہوتے تو وہ آپ پر ضرور ایمان لاتے اور ضرور آپ کی مدد کرتے۔ (۱) اگر خضر نبی ﷺ کے زمانے میں موجود ہوتے تو آپ کے پاس آتے اور اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے آپ کی مدد کرتے اور آپ کے جھنڈے تلے جہاد کرتے اور اہل کتاب کی اکثریت کے ایمان لانے کے بڑے اسباب میں سے ہوتے جو موسیٰ کے ساتھ آپ کے قصہ کو جانتے تھے۔ (۲)

۵۹۔ ابوالحسین بن السنادی کہتے ہیں:

میں نے خضر کی درازی عمر اور کیا وہ اب تک زندہ ہیں کے بارے میں تحقیق کیا تو پتہ چلا کہ اکثر مغفلین و مفترین ہی اس بات کے قائل ہیں کہ وہ اب تک باحیات ہیں اور اس بارے میں ان کے دلائل مروی احادیث ہیں لیکن اس بارے میں یہ احادیث مرفوعہ کمزور ہیں اور اہل کتاب کی عدم ثقاہت کی بنا پر ان کی جانب سند ناقابل اعتبار ہے اور مسلمہ بن مصلحہ کی خبر بے عقلی کی ہنسی لانے والی بات کے مثل ہے اور ریح کی خبر ہوا کے

(۱) البداية والنهاية (علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام انبیاء کو اگر آپ ﷺ کے زمانے میں زندہ مکلف مان لیا جائے تو سب کے سب آپ کے تابع اور آپ کے زیر فرمان ہوں گے اور آپ کی شریعت پر عمل سب کے لئے لازم ہوگی جیسا کہ جب آپ معراج کی رات ان کے ساتھ اکٹھا ہوئے تو آپ کا مرتبہ سب سے بلند تھا اور جب وہ لوگ آپ کے ساتھ بیت المقدس پہنچے اور نماز کا وقت ہوا تو جبریل نے اللہ کے حکم سے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کی امامت کریں چنانچہ آپ نے ان کے محل ولادت اور دارالاقامہ میں ان کی امامت کی، اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ ہی امام اعظم اور معزز و مکرم آخری رسول ہیں۔

(۱) الاصابۃ مع الاستیعاب ۴۳۶، فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۱۰۰۲

مانند ہے۔

۶۰۔ اور فرمایا: اور اس کے علاوہ جتنی بھی خبریں ہیں سب بیکار ہیں، ان کی حالت دو امروں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں، یا تو ناواقفیت کی بنا پر ان کو ثقات سے متعلق کر دیا گیا ہے یا بعض لوگوں نے عمداً ایسا کام کیا ہے۔ (۱)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ (الانبیاء: ۳۳)

اور ہم نے کسی بشر کے لئے ہمیشگی نہیں رکھی ہے۔

۶۱۔ کہتے ہیں اور اہل الحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ حدیث انس، منکر السنہ، سقیم المتن ہے اور بے شک خضر نے نہ ہمارے نبی سے خط و کتابت کی ہے اور نہ ہی آپ سے ملاقات کی ہے۔

۶۲۔ فرمایا اور اگر خضر باحیات ہوتے تو ان کے لئے رسول اللہ ﷺ سے نہ ملنے اور آپ کی جانب ہجرت نہ کرنے کی گنجائش ہی نہ رہتی۔

۶۳۔ فرمایا: اور مجھے بعض اصحاب نے بتایا ہے کہ ابراہیم حربی سے خضر کی درازی عمر کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے اس پر نکیر کی اور کہا کہ ان کی موت بہت پہلے ہو چکی ہے۔ (۲)

۶۴۔ فرمایا اور ان کے علاوہ سے خضر کے درازی عمر کی بابت مراجعہ کیا گیا تو کہا من أحوال علی غائب حی أو مفقود میت لم ینتصف منه وما ألقى هذا بین الناس إلا

(۱) الموضوعات لابن الجوزی ۱/۱۹۹ نقلاً عن ابن المنادی ابن الجوزی لکھتے ہیں كذلك كان ابن المنادی من أصحابنا يقول ويقبح قول من يرى بقاءه يقول: لا یثبت حدیث فی بقاءه۔ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۵/۱۶۸، البراہین والنہایہ ۳۳۳/۱

(۲) الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۹، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۳۳۷، المنار المنیف ص ۶۷۔

الشیطان۔ (۱)

۶۵۔ اور میں نے ان خبروں کو بیان کر دیا ہے جس کی جانب انہوں نے اشارہ کیا ہے اور مزید اس طرح کی کچھ چیزوں کا اضافہ کیا ہے جن میں سے اکثر کسی علت سے خالی نہیں ہیں، اور اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

۶۶۔ اور تفسیر اصہبانی میں حسن سے مروی ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ خضر کی وفات ہو چکی ہے۔

۶۷۔ اور امام بخاری سے مروی ہے کہ ان سے خضر اور الیاس کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ دونوں باحیات ہیں یا نہیں تو کہا کہ ان کا باحیات ہونا کیسے ممکن ہے جب کہ نبی ﷺ نے اپنی آخری عمر میں فرمایا تھا ایتکم لیتکم هذه فان علی رأس مائة سنة منہا، لایبقی علی وجه الارض ممن هو علیہا احد (۲) کیا میں تمہیں تمہاری اس رات کے بارے میں خبر نہ دے دوں اس رات سے سو سال مکمل ہونے کے بعد اس روئے زمین پر ان لوگوں میں سے جو آج اس پر موجود ہیں کوئی بھی باقی نہیں بچے گا،

۶۸۔ اور ابن الجوزی نے اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے (۳) جو صحیح بخاری میں اس طرح موجود ہے، نبی ﷺ نے بدر کے دن کہا تھا: اللهم ان تھلك هذه العصابة، لا

(۱) الموضوعات ج ۱ ص ۱۹۹ من طریق ابن المنادی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ حربی نے احمد بن حنبل سے خضر اور الیاس کے درازی عمر کے بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے یہ جواب دیا تھا ملاحظہ ہو فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۳ ص ۳۳۷۔

(۲) صحیح البخاری ۲۱۱۱ کتاب العلم باب السمر فی العلم (المواقیئ ۲۰، ۳۰، ۴۰)

(۳) ملاحظہ ہو البدایة والنہایة ۱/۳۳۳۰ نقلًا عن ابن الجوزی اور ابن القیم نے اسی طرح کا قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے بھی نقل کیا ہے دیکھیں المنار المہیئ ص ۶۸

تعبد فی الأرض۔ (۱)

اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی تو زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی۔

اور خضر ان میں موجود نہیں تھے اور اگر وہ ان دنوں زندہ ہوتے تو اس عموم میں

شامل ہوتے کیونکہ وہ بھی انہیں میں سے ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ (۲)

۶۹۔ اور ان کے علاوہ نے نبی ﷺ کے قول لانبی بعدی سے استدلال کیا ہے۔ (۳)

۷۰۔ اور اس قول کی نسبت دحیہ کی جانب کی گئی ہے، آپ نے عیسیٰ بن مریم کو دلیل میں

پیش کیا کہ وہ نبی تھے اور یہ بات متحقق ہے کہ وہ آخری زمانے میں زمین پر اتریں گے اور

شریعت محمدیہ کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ (۴)

۷۱۔ تو لانبی بعدی میں واقع نفی کو لوگوں میں سے کسی کے لئے انشاء نبوت پر محمول کرنا

واجب ہے۔ کسی ایسے نبی کے وجود کی نفی پر نہیں جن کو اس سے پہلے نبی بنایا گیا ہے۔

(۳) صحیح البخاری ۷/۲۸۷ رقم ۳۹۵۳، عن ابن عباسؓ بلفظ اللهم إني أنشدك عهدك ووعدك اللهم

إن شئت لم تعبد..... صحيح مسلم الجهاد ۱۲/۸۴ بلفظ..... هذه العصابة من أهل الإسلام

.....، مسند احمد ۱/۳۰ بلفظ اللهم إنك إن تهلك هذه العصابة من أهل الإسلام فلا تعبد في

الأرض أبدا۔ و ۱/۳۲ بدون إنك۔

(۱) علامہ ابن القیم نے ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر خضر حیات ہوتے تو ان پر واجب ہوتا کہ

وہ نبی ﷺ کے پاس آئیں اور آپ کے ساتھ جہاد کریں اور آپ سے علم حاصل کریں اور نبی ﷺ نے بدر کے

دن کہا تھا اے اللہ اگر یہ جماعت ہلاک ہو جائے گی تو زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی، اور بدر میں شریک ہونے

والوں کی تعداد ۳۱۳ تھی اور یہ اپنے نام اپنے آباء اور قبائل کے نام کے ساتھ مشہور ہیں، تو خضر اس وقت کہاں

تھے۔ (النار المہین ص ۶۸)

(۲) لانبی بعدی ایک حدیث کا کلکڑا ہے جسے مسلم، ابوداؤد اور احمد نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے، پوری

حدیث اس طرح ہے وإنہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون و کلہم یزعم أنه نبی و أنا

خاتم النبیین لانبی بعدی

(۳) البدایۃ والنہایۃ ج ۱ ص ۳۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ان احادیث کا بیان جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ خضر نبی ﷺ

کے زمانے میں تھے پھر آپ کے بعد بھی اب تک زندہ ہیں

۷۲۔ ابن عدی نے ”کامل“ میں عبد اللہ (۱) بن نافع عن کثیر بن عبد اللہ بن عوف عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے آپ نے اپنے پیچھے ایک آواز سنی ایک کہنے والا کہہ رہا تھا اللہ میری مدد فرما جو مجھے اس سے نجات دے جس سے تو نے مجھے ڈرایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب سنا تو کہا اسی طرح کی دوسری دعا کیوں نہیں کرتے۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ تو مجھے صالحین کے شوق کی توفیق دے جس کا شوق تو نے انہیں دیا ہے۔ نبی ﷺ نے انس بن مالک سے جو آپ کے ساتھ تھے کہا اے انس! تم جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ میرے لئے دعاء استغفار کریں، انس اس آدمی کے پاس آئے اور آپ کا پیغام پہنچایا، اس آدمی نے کہا اے انس! تم میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے آئے ہو، حضرت انسؓ لوٹ آئے اور آپ سے مشورہ کیا، نبی ﷺ نے ان سے کہا کہ کہہ دو کہ ہاں، اس آدمی نے ان سے کہا جائیے اور آپ ﷺ سے کہہ دیجئے کہ اللہ نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے جس طرح رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر اسی طرح فضیلت دی ہے جس طرح جمعہ کو تمام دنوں پر فضیلت دی ہے۔ لوگ اس آدمی کو

(۴) یہ عبد اللہ بن نافع مولیٰ ابن عمر ہیں، ابن معین کہتے ہیں یہ ضعیف ہیں۔ نسائی متروک الحدیث اور بخاری مکر الحدیث کہتے ہیں۔ علی بن المدینی کہتے ہیں یہ مناکیر روایت کرتے ہیں اور ابن حجر بھی ضعیف کہتے ہیں دیکھئے، کتاب الضعفاء والصغیر ۷۶۸، کتاب الضعفاء والمتروکین ۶۵ الموضوعات لابن

الجوزی ۱۹۷/۱ میزان الاعتدال ۵۱۳/۲ التقریب ۱۹۱

دیکھنے لگے یا حضرت انس اس آدمی کو بغور دیکھنے لگے تو وہ خضر علیہ السلام تھے۔ (۱)
۷۳۔ کثیر بن عبد اللہ کو ائمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (۲) لیکن یہ واقعہ دوسرے کی روایت سے بھی مروی ہے۔

۷۴۔ ابوالحسین بن المنادی کہتے ہیں:

(۱) مجھے ابو جعفر احمد بن النضر العسکری نے بتایا ہے کہ محمد بن سلام المنبجی نے ان سے بیان کیا ہے۔

(ب) اور ابن عساکر نے محمد بن الفضل بن جابر بن محمد بن سلام المنبجی کے طریق سے نقل کیا ہے کہتے ہیں: ہم سے وضاح بن عبد کوفی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عاصم بن سلیمان الاحول نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے انس بن مالک نے بیان کیا، کہتے ہیں میں ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ طہارت کا پانی لئے ہوئے نکلا، آپ نے ایک نادی کو سنا

(۱) ملاحظہ ہو الکامل فی ضعفاء الرجال ج ۳ ص ۱۱، الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۴، ۱۹۳، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۰۸، البدایہ ج ۱ ص ۳۳۱ اور ابن کثیر نے کہا ہے کہ یہ واقعہ نہ سند کے اعتبار سے صحیح ہے نہ متن کے اعتبار سے۔ فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۲، ۴۳۵، الاصابہ ج ۲ ص ۳۰۲، اللآلی المصنوعۃ للسيوطی ج ۱ ص ۱۶۲، ۱۶۵

(۲) کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المرزنی المدنی کو ابن معین نے لیس بشیء اور شافعی و ابوداؤد نے رکن من أركان الكذب کہا ہے، دارقطنی وغیرہ نے متروک کہا ہے اور ابو حاتم نے کہا ہے کہ وہ متین نہیں ہیں، نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہیں، مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں ہمارے اصحاب میں سے کوئی بھی ان سے حدیث کو بیان نہیں کرتا تھا۔ ابن حبان نے کہا ہے لہ عن أبيه عن جده نسخة موضوعة کتاب میں ناس کا ذکر حلال ہے اور نہ ان سے روایت درست ہے ہاں ازراہ تعجب درست ہے۔ ابن حجر نے ان کو ضعیف کہا ہے اور بعض لوگوں نے ان کی نسبت کذب کی جانب کی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الکامل ۱۱، ۳، الضعفاء والمتروکین ص ۸۹، الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۷

میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۰۶، ۴۰۷، التقویب ص ۲۸۵،
میزان کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جاتے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

جو ندادے رہا تھا۔ آپ نے مجھ سے کہا اے انس! خاموش رہو، کہتے ہیں کہ میں خاموش ہو گیا، وہ آدمی کہہ رہا تھا اے اللہ! تو میری مدد فرما مجھے نجات دے ان چیزوں سے جس سے تو نے مجھے ڈرایا ہے، کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس دعا کے ساتھ اس کے اخت کو بھی کہتا تو بہتر ہوتا، یہ کہنا تھا کہ اس آدمی کو وہ چیز یاد آگئی جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا، اس نے کہا اور مجھے صالحین کے شوق کی توفیق دے جس چیز کے شوق پر تو نے انہیں آمادہ کیا ہے۔ نبی ﷺ نے مجھ سے کہا اے انس! اس پانی کو میرے پاس رکھ دو اور اس منادی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو تم رسول اللہ ﷺ کے لئے اللہ سے دعا کرو کہ وہ آپ کی اس پر مدد کرے جس کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے اور آپ کی امت کے لئے دعا کرو کہ وہ ان باتوں پر عمل کرے جس کو لے کر ان کے نبی سچائی کے ساتھ ان کے پاس آئے ہیں۔ میں اس کے پاس آیا اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے دعا کریں کہ اللہ ان کی اس کام پر مدد کرے جس کے لئے ان کو بھیجا ہے اور آپ ان کی امت کے لئے دعا کریں کہ وہ ان باتوں پر عمل کریں جن کو لے کر ان کا نبی سچائی کے ساتھ آیا ہے۔ اس منادی نے کہا، آپ کو کس نے بھیجا ہے؟ میں نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ اسے بتادوں اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں لی ہے، میں نے اس سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کو اس سے نقصان نہیں پہونچے گا کہ مجھے کس نے بھیجا ہے۔ جس دعا کی میں نے درخواست کی ہے وہ دعا آپ کریں۔ اس نے کہا نہیں؟ جب تک آپ یہ نہیں بتائیں گے کہ کس نے آپ کو بھیجا ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا اور آپ سے کہا یا رسول اللہ! اس آدمی نے دعا کرنے سے انکار کر دیا جب تک میں اسے یہ نہ بتادوں کہ کس نے مجھے بھیجا ہے، آپ نے کہا کہ اس کے پاس واپس جاؤ اور کہو کہ میں اللہ کے رسول کا قاصد ہوں، میں اس کے پاس دوبارہ گیا اور اس کو بتادیا، اس نے کہا اللہ کے رسول

کے قاصد کے لئے مرجا ہے، میں اس کا زیادہ حق دار تھا کہ آپ کے پاس آتا۔ رسول اللہ ﷺ کو میری طرف سے سلام پہونچا دو کہو اے اللہ کے رسول، خضر آپ کو سلام کہتے ہیں اور آپ سے کہتے ہیں اے اللہ کے رسول، اللہ نے آپ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے جس طرح ماہ رمضان کو تمام مہینوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی ہے جس طرح جمعہ کو تمام ایام پر فضیلت دی ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں جب میں واپسی کے لئے مڑا تو میں نے اسے کہتے ہوئے سنا، اے اللہ! تو مجھے اس امت مرشدہ مرحومہ میں سے بنا جس کے اوپر خصوصی مہربانی کی گئی ہے۔ (۱)

۷۵۔ اور اس روایت کو طبرانی نے اوسط میں نقل کیا ہے، عن بشر بن علی بن بشر العمی عن محمد بن سلام اور کہا ہے کہ انس سے صرف عاصم نے روایت کیا اور عاصم سے صرف وضاح نے روایت کیا ہے، محمد بن سلام اس میں منفرد ہیں۔ (۲)

۷۶۔ میں کہتا ہوں یہ روایت حضرت انس سے دو طریق سے آئی ہے اور ابوالحسن بن المنادی نے کہا ہے یہ حدیث وضاح اور ان کے علاوہ سے واہی ہے، اور وہ منکر الحدیث و سقیم المتن ہے۔ خضر نے ہمارے نبی کے پاس نہ پیغام بھیجا ہے اور نہ ہی آپ سے ملاقات کی ہے۔ (۳) اور ابن الجوزی نے اس کو بعید سمجھا ہے اس بنا پر کہ نبی ﷺ سے ملنے

(۱) تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۱۰۱، مہذب کہتے ہیں بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف بالمرة یعنی موضوع ہے، ابن الجوزی کہتے ہیں یہ حدیث سقیم المتن اور منکر الاسناد ہے، خضر نے نہ تو ہمارے نبی کے پاس پیغام بھیجا ہے اور نہ آپ سے ﷺ ملاقات کی ہے، ابن کثیر کہتے ہیں اہل الحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ حدیث منکر الاسناد سقیم المتن ہے

(۲) المعجم الاوسط، مجمع الزوائد ۲۱۱/۱، ۲۱۲۔ بیہقی کہتے ہیں اس سند میں عباد بن وضاح کوئی ہے ابوالحسن المنادی نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اور طبرانی کے شیخ بشر بن علی بن بشر اعمی کو میں نہیں جانتا ہوں اور بقیہ رجال ثقہ ہیں۔

(۳) ابن المنادی کے قول کے لئے دیکھیں الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹، البدایہ والنہایہ ۳۳۱/۱۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کے امکان کے باوجود وہ آپ کے پاس نہیں آئے۔ (۱)
 ۷۷۔ اور ابن عساکر نے ابو خالد مؤذن مسجد مسلمہ (۲) کے طریق سے نقل کیا ہے حدثنا
 ابوداؤد عن أنس پھر اسی کے مثل ذکر کیا ہے۔

۷۸۔ اور ابن شاہین کہتے ہیں ہم سے موسیٰ بن انس بن خالد بن عبد اللہ بن طلحہ بن موسیٰ
 بن انس بن مالک نے بیان کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا ہے وہ
 کہتے ہیں ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم سے حاتم بن ابی
 داؤد نے معاذ بن عبد اللہ بن ابی بکر عن امیہ کے طریق سے روایت کرتے ہوئے حضرت
 انس کی روایت سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک رات کسی حاجت کے لئے نکلے
 میں بھی آپ کے پیچھے نکلا، ہم نے ایک کہنے والے کو سنا جو کہہ رہا تھا اے اللہ! میں تجھ سے
 صالحین کا شوق مانگتا ہوں جس شوق پر تو نے انہیں آمادہ کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے کہا اگر
 وہ اس کے ساتھ اس کی اخت کو بلا لیتا تو اچھا ہوتا، ہم نے اس کہنے والے کو سنا وہ کہہ رہا تھا
 اے اللہ تو میری مدد فرما مجھے نجات دے جس سے تو نے مجھے ڈرایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ
 نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! لازم ہوگی، اے انس! اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس سے
 درخواست کرو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ ان کی امت کو انہیں
 قبول کرنے کی توفیق دے اور اس پر مدد کرے جس حق و تصدیق کو لے کر آئے ہیں اس پر
 اس کی مدد کرے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں میں اس آدمی کے پاس آیا اور کہا اے ابو عبد اللہ!
 رسول اللہ ﷺ کے لئے دعا کیجئے اس نے مجھ سے کہا آپ کون ہیں؟ میں نے اس بات کو
 اچھا نہیں سمجھا کہ اس کو بتاؤں جب کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی اجازت نہیں لی
 تھی اور اس نے جب تک کہ میں اسے بتانہ دوں دعا کرنے سے انکار کر دیا، میں رسول اللہ

(۱) دیکھئے المنار المفید ص ۷۶۔

(۲) اصل میں مسلمہ ہے اور اصابعہ میں مسلمہ ہے اور شاید صحیح لفظ سلمیہ ہے یہ حص کے راستہ پر ایک چھوٹا سا شہر
 ہے جس کا نام سلمیہ صحیح لفظ ہے ۲۰ میل کی مسافت پر ہے اس کا سب سے بڑا مفت مرکز

ﷺ کے پاس واپس آیا اور آپ کو بتایا، آپ نے فرمایا کہ بتادو میں واپس گیا اور اس سے کہا میں تمہاری جانب اللہ کے رسول کا قاصد ہوں۔ اس نے کہا رسول اللہ کے قاصد کے لئے مرجا ہے اور اس نے آپ کے لئے دعا کیا اور کہا کہ میری جانب سے آپ کو سلام پہنچادو اور آپ سے کہہ دینا کہ میں آپ کا بھائی خضر ہوں اور میں اس کا زیادہ مستحق تھا کہ آپ کے پاس آتا، حضرت انس کہتے ہیں جب میں واپسی کے لئے مڑا تو میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا اے اللہ! تو مجھے اس امت مرحومہ میں سے بنادے جس کے اوپر خصوصی عنایت کی گئی ہے۔ (۱)

۷۹۔ دارقطنی نے الافراد میں کہا ہے: ہاں اسے احمد بن عباس بغوی نے اور ان سے انس بن خالد نے اور ان سے محمد بن عبد اللہ نے اسی کے مثل بیان کیا ہے۔ (۲)

۸۰۔ اور محمد بن عبد اللہ ہی ابو سلمہ انصاری ہیں اور یہ بہت زیادہ واہی الحدیث ہیں (۳) اور یہ بخاری کے شیخ قاضی البصرۃ (۴) نہیں ہیں قاضی البصرۃ ثقہ ہیں اور ابو سلمہ سے قدیم ہیں۔ (۵)

۸۱۔ اور ہم نے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد المزنی کے فوائد میں دارقطنی کی تخریج کو روایت کیا ہے۔ ہم سے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے بیان کیا ان سے محمد بن احمد بن زید نے، ان سے عمرو بن عاصم نے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا حسن بن رزین نے ابن جریج عن عطاء

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۴ نقل عن ابن شاصین، یہ روایت موضوع ہے اس کا ایک راوی محمد بن عبد اللہ انصاری کذاب ہے۔ (۲) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۴

(۳) عقیلی نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث ہیں اور ابن حبان نے منکر الحدیث جدا کہا ہے، ابن طاہر نے کہا ہے کہ یہ کذاب ہیں، المیزان ج ۳ ص ۵۹۸۔

(۴) ان کا نام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن شیبی انصاری ہے۔ یہ قاضی البصرۃ ثقہ ہیں اور امام بخاریؒ کے مشائخ میں سے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں میں نے ائمہ میں سے صرف تین کو دیکھا احمد، انصاری، اور سلیمان بن داؤد ہاشمی۔

(۵) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۴

عن ابن عباسؓ کے طریق سے روایت کرتے ہوئے۔ میں اس کو نبی ﷺ کی جانب مرفوع ہی خیال کرتا ہوں کہا: خضر اور الیاس ہر سال موسم حج میں ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا حلق کرتا ہے اور ان کلمات سے دونوں جدا ہوتے ہیں۔
بسم الله ماشاء الله لا يسوق الخير الا الله بسم الله ماشاء الله لا حول ولا قوة الا بالله (۱)

دارقطنی نے الافراد میں کہا ہے اس روایت کو حسن بن رزین کے علاوہ کسی نے بھی ابن جریج سے روایت نہیں کیا ہے اور ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں کہ اس پر کسی کی متابعت نہیں ہے اور یہ مجہول ہے اور ان کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ اور ابو الحسین المنادی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن مذکور کے ساتھ واہی ہے۔ (۲)

۸۲۔ اور یہ حدیث ان کے طریق کے علاوہ سے بھی آئی ہے (۳) لیکن انتہائی واہی طریق سے۔ ابن الجوزی نے اس کو اس طریق سے نقل کیا ہے۔ أحمد بن عمار حدثنا محمد بن مہدی، حدثنا مہدی بن ہلال حدثنی ابن جریج اور اس کے الفاظ یہ ہیں: یجتمع البری والبحری الیاس والخضر کل عام بمکة بری اور بحری (خشکی اور تری میں رہنے والے) یعنی الیاس و خضر ہر سال مکہ میں جمع ہوتے ہیں۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں: ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے ان میں سے ہر ایک اپنے

(۵) الضعفاء للعقیلی ۴۱، (ترجمہ الحسن المذکور الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۵، المیزان ج ۱ ص ۳۹۰، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۳، فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۵، الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۰۔ اس میں محمد بن احمد بن زید ضعیف ہے۔

(۱) الموضوعات لابن الجوزی ۱/۱۹۷، البدایہ والنہایہ ۱/۳۳۳، اللالی المنثورۃ فی الأحادیث المشهورۃ للزرکشی ۱۳۳/۲

(۲) اس عبارت سے دارقطنی، ابن عدی اور عقیلی کے اس قول کی تردید ہو جاتی ہے کہ اس کو حسن کے علاوہ کسی نے ابن جریج سے بیان نہیں کیا ہے۔

ساتھی کے بال کو کاٹتا ہے اور ان میں سے ایک دوسرے سے کہتا ہے کہو۔

بسم اللہ..... الخ۔ (۱) اور اتنا اضافہ کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ما من عبد قالها کل يوم إلا أمن من الحرق والغرق والسرق وکل شیء یکرهه حتی یمسی وکذلک حتی یصبح جو بھی بندہ اسے روزانہ کہے گا وہ جلنے، ڈوبنے، چوری اور ہرنالپسندیدہ چیز سے شام تک محفوظ رہے گا اور ایسے ہی صبح تک محفوظ رہے گا۔ یعنی صبح کو کہنے والا شام تک اور شام کو کہنے والا صبح تک محفوظ رہے گا۔ (۲)

ابن الجوزی نے کہا ہے: احمد بن عمار دارقطنی کے نزدیک متروک ہیں (۳) اسی طرح مہدی بن ہلال بھی متروک ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں مہدی بن ہلال موضوعات روایت کرتے ہیں۔ (۴)

۸۳۔ اور عبید بن اسحاق العطار کے طریق سے حدثنا محمد بن میسر عن عبد اللہ بن الحسن عن أبيه عن جده عن علی قال: ہر عرفہ کے دن جبریل، میکائیل، اسرافیل اور خضر اکٹھا ہوتے ہیں، جبریل کہتے ہیں ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔ میکائیل ان

(۱) بسم اللہ ماشاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ بسم اللہ ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ وأحسبه قال: ومن الشیطان والسلطان والحقیۃ والعقرب (الاصابۃ ۳۰۵/۲)

(۲) البدایۃ والنہایۃ ۳۳۳/۱، اللآلی المصنوعۃ ۱۶۶۔۱۶۷، الاسرار المرفوعۃ ۸۱۔۸۲، اسنی المطالب ۲۹۲، اصابۃ میں اتنا اضافہ ہے (اور میرا خیال ہے کہ کہا کہ وہ مذکورہ چیزوں کے علاوہ شیطان، سلطان، حقیت اور عقرب سے محفوظ رہے گا۔ سخاوی نے مقاصد (۲۱-۲۲) میں اسے ضعیف کہا ہے، حافظ ابن حجر نے اصابہ میں اور ابن القیم نے المنار المنیف میں کہا ہے کہ اس میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

(۳) ملاحظہ ہو المیزان ج ۱ ص ۱۲۳

(۴) ابن معین نے کہا ہے کہ یہ بدعتی ہیں حدیث وضع کرتے تھے، ابن المدینی نے کہا ہے کہ وہ متم بالکذب

تھے۔ المیزان ج ۲ ص ۱۹۶، الاصابۃ ۳۰۶/۲، تنزیہ الشریعہ ج ۱ ص ۱۲۰

کے جواب میں کہتے ہیں ماشاء اللہ کل نعمۃ فمن اللہ اسرافیل ان دونوں کے جواب میں کہتے ہیں ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ خضر جواب میں کہتے ہیں ماشاء اللہ لا یدفع السوء الا اللہ پھر سب لوگ جدا ہو جاتے ہیں اور پھر اگلے سال اسی دن میں جمع ہوتے ہیں (۱) اور عبید بن اسحاق متروک الحدیث ہیں۔ (۲)

۸۴۔ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد کتاب الزہد میں حسن بن عبد العزیز عن السری بن میسب عن عبد العزیز بن رواد نقل کیا ہے۔ کہتے ہیں: خضر اور الیاس رمضان میں شروع سے آخر تک بیت المقدس میں موجود رہتے ہیں اور دونوں کرفس (روٹی) پر افطار کرتے ہیں اور ہر

(۱) الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۶۔ ۱۹۷ اس میں اتنا اضافہ بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فما من عبد یقول هذه الأربع مقالات حتى یتقیظ من نومہ إلا وکل اللہ بہ اربعة من الملئکة یحفظونہ، صاحب مقالة جبریل عن بین یدیہ وصاحب مقالة میکائیل عن یمینہ وصاحب مقالة اسرافیل عن یسارہ وصاحب مقالة الخضر من خلفہ إلى أن تغرب الشمس، ما کل آفة وعامة وعدو وظالم وحاسد جو بندہ نیند سے بیدار ہو کر یہ چاروں مقالات کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار فرشتوں کو متعین کر دیتا ہے جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، صاحب مقالة جبریل اس کے سامنے ہوتے ہیں اور صاحب مقالة میکائیل اس کے دائیں اور صاحب مقالة اسرافیل اس کے بائیں اور صاحب مقالة خضر اس کے پیچھے ہوتے ہیں یہ فرشتے سورج غروب ہونے تک ہر آفت ومصیبت اور دشمن، ظالم اور حاسد سے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وما من أحد یقولہا یوم عرفۃ مائة مرة من قبل غروب الشمس إلا ناداه اللہ تعالیٰ من فوق عرشہ ای عبدی قد ارضیتنی وقد رضیت عنک فسلنی ماشئت فبعزتنی حلفت لأعطینک جو ان مقالات کو عرفہ کے دن سو مرتبہ غروب شمس سے پہلے کہے گا اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر سے اسے ندا دے گا اے میرے بندے! تو نے مجھے خوش کر دیا میں تجھ سے خوش ہو گیا تم جو چاہو مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم میں نے قسم کھا لیا ہے کہ میں ضرور تم کو دوں گا۔ ابن الجوزی نے اس کو علی بن حسن الجھضمی کے طریق سے نقل کیا ہے اور وہ کذاب ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھیں البدایہ والنہایہ ۳۳۳۱۔ المنار المنیف ص ۶۷۔

(۲) الاصابہ ج ۲ ص ۳۰۶، قانون الموضوعات للفتنی، تنزیہ الشریعہ ج ۱ ص ۸۲

سال موسم حج میں اکٹھا ہوتے ہیں۔ (۱)

اور یہ روایت معضل ہے (۲)

۸۵۔ ہم نے ابو علی بن محمد بن علی الباشانی کے فوائد میں روایت کیا ہے۔ ہم سے عبدالرحمن بن حبیب الفریابی نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہم سے صالح نے اسد بن سعید بن جعفر بن محمد بن آباء عن علی کے طریق سے روایت کیا ہے، حضرت علی نے کہا:

میں نبی ﷺ کے پاس تھا آپ کے پاس تیلوں کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا روغن بنفشہ کی فضیلت تمام روغنوں پر ایسے ہی ہے جیسے ہم اہل بیت کی فضیلت تمام مخلوق پر ہے حضرت علی نے کہا اور نبی ﷺ اس کا تیل استعمال کرتے تھے اور اسے ناک میں ٹپکاتے تھے، اس کے بعد ایک طویل حدیث ذکر کیا ہے اس میں کراث، بازروج، جرجیر، ہندباء، کماۃ، کرفس، لحم اور حیتان کا ذکر ہے اور اسی حدیث میں ہے کہ کماۃ جنت کی چیز ہے اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے، اور اس میں زہر سے شفاء ہے اور یہ الیاس اور الیسع کی خوراک ہے یہ دونوں ہر سال موسم حج میں اکٹھا ہوتے ہیں دونوں ماء زمزم پیتے ہیں جو اگلے سال تک ان کے لئے کافی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر سو سال میں ان کی جوانی کو لوٹا دیتا ہے اور ان دونوں کی خوراک کماۃ اور کرفس ہے۔ (۳)

ابن الجوزی کہتے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کے بارے میں متہم عبدالرحیم بن حبیب ہے۔ ابن حبان کا کہنا ہے کہ یہ حدیث وضع

(۱) فتح الباری ۴۳۵/۶ الاصابۃ ۲۰۶/۲، المقاصد الحسنۃ ۲۱، ۲۲، تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۱۰۹، کشف الخفا للعجلونی ۴۹/۱

(۲) معضل کا لغوی معنی مشکل ہے اور اصطلاح میں اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی سند سے پے در پے دو سے زیادہ قوی راوی ساقط ہو گئے ہوں۔

(۳) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۰۶-۳۰۷

کرتا تھا۔ (۲) اور مقاتل کا یہ قول پیچھے گزر چکا ہے کہ الیسع خضر ہی ہیں۔ (۳)

۸۶۔ ابن شاہین نے کہا ہے ہم سے محمد بن احمد بن عبدالعزیز الحرانی نے، ان سے ابو طاہر خیر بن عرفہ نے، ان سے ہانی بن المتوکل نے، ان سے بقیہ عن الازاعی عن مکحول نے بیان کیا ہے: مکحول کہتے ہیں کہ میں نے واثلہ بن اسقع سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے نکلے جب ہم ارض جذام پہنچے تو ہمیں پیاس کا احساس ہوا۔ ہمارے آگے بادل کے آثار تھے، ہم ایک میل چلے تو ایک تالاب پر پہنچے جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا تو ہم نے ایک منادی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا اللهم اجعلنی من امة محمد المرحومة المغفور لها المستجاب لها والمبارک علیہا (اے اللہ! مجھے امت محمد میں کر دے جس پر رحم کیا گیا ہے اور جس کی مغفرت کر دی گئی ہے اور جس کی دعا قبول کر لی گئی ہے اور جسے برکت سے نوازا گیا ہے) رسول اللہ ﷺ نے کہا اے حذیفہ! اے انس! تم دونوں اس گھاٹی میں جاؤ اور دیکھو یہ آواز کیا ہے۔ کہتے ہیں ہم لوگ اس وادی میں گئے تو وہاں ایک آدمی تھا وہ برف سے بھی زیادہ سفید کپڑا پہنے ہوئے تھا اور اس کا چہرہ اور اس کی داڑھی بھی اسی طرح سفید تھی۔ اس کا قد ہم سے دو ہاتھ یا تین ہاتھ اونچا تھا، ہم نے سلام کیا اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا مرحبا ہو تم دونوں رسول اللہ ﷺ کے قاصد ہو، ہم نے کہا صحیح ہے، اللہ آپ پر رحم کرے، آپ کون ہیں، کہا میں الیاس نبی ہوں۔ میں مکہ جانے کے ارادہ سے نکلا تھا کہ تمہارے لشکر کو دیکھ لیا۔ مجھ سے فرشتوں کی ایک جماعت نے کہا جس کے مقدمہ پر جبریل اور ساقہ پر میکائیل تھے یہ آپ کے بھائی رسول اللہ ہیں آپ ان سے سلام کریں اور ان سے ملاقات

(۲) یحییٰ بن معین نے عبدالرحیم بن حبیب القاریابی کو ایسب نسیع کہا ہے اور ابن حبان نے کہا ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب نسبت کر کے پانچ سو سے زیادہ حدیث کو گھڑا ہے مراد الاطلاع ج ۳ ص ۱۰۳۳، المیزان ج ۲ ص ۶۰۳، تنزیہ الشریحہ ج ۱ ص ۷۹

(۳) البحر المحیط ۶/۱۴۷، الاصابہ ۲/۲۸، بدائع الزهور ۱۳۳۔

کریں۔ آپ دونوں ان کے پاس جائیں اور آپ سے میرا سلام کہیں، اور آپ سے کہیں مجھے آپ کے لشکر میں آنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی سوائے اس کے کہ میں ڈر گیا کہ اونٹ گھبرا جائیں گے اور میری لمبائی کو دیکھ کر مسلمان بھی خوفزدہ ہو جائیں گے کیونکہ میری ساخت تمہاری ساخت کی طرح نہیں۔ ہے تم دونوں آپ ﷺ سے کہہ دو کہ آپ میرے پاس چلے آئیں۔ حضرت حذیفہ و انس کہتے ہیں کہ ہم دونوں نے اس آدمی سے مصافحہ کیا اس آدمی نے حضرت انس سے کہا اے رسول اللہ کے خادم! یہ کون ہیں؟ کہا کہ صاحب سر رسول اللہ حذیفہ ہیں، اس آدمی نے ان کو مرحبا کہا پھر کہا یہ آسمان میں زمین سے زیادہ مشہور ہیں آسمان والے ان کو صاحب سر رسول اللہ کہتے ہیں۔

حذیفہ نے کہا کیا آپ فرشتوں سے ملاقات کرتے ہیں؟ کہا میں روزانہ ان سے ملاقات کرتا ہوں، وہ مجھ سے سلام کرتے ہیں میں ان سے سلام کرتا ہوں، ہم نبی ﷺ کے پاس آئے آپ ہمارے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم وادی میں پہنچے، الیاس کے چہرے اور ان کے کپڑے کی چمک سورج کی طرح تھی۔ نبی ﷺ نے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو آپ ہم سے تقریباً پچاس گز آگے گئے اور دیر تک ان سے معافتہ کیا، پھر دونوں بیٹھے، ہم نے کوئی چیز دیکھی جو بڑے پرندے کے مانند تھی اس نے ان دونوں کو گھیر لیا اس کا رنگ سفید تھا اس نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا وہ چیز ہمارے اور ان کے درمیان حائل ہو گئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی کہ اے حذیفہ! اے انس! ہم آگے پہنچے تو ان دونوں کے سامنے سبز دسترخوان تھا، ہم نے کوئی بھی چیز اس سے بہتر نہیں دیکھی تھی۔ اس کی سبزی ہماری سفیدی پر غالب آگئی اور ہمارے چہرے سبز ہو گئے۔ دسترخوان پر پنیر، کھجور، انار، موز، انگور رطب اور سبزی تھی، کراث اس میں نہ تھی۔ نبی ﷺ نے کہا اللہ کا نام لے کر کھاؤ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا یہ دنیاوی کھانا ہے، کہا نہیں، ہم سے کہا یہ میری روزی ہے اور میں چالیس روز کے بعد کھاتا ہوں۔ فرشتے اسے میرے پاس لاتے ہیں

آج چالیس دن مکمل ہوئے ہیں اور یہ ایسی چیز ہے جس کے بارے میں اللہ کہتا ہے کن تو وہ چیز ہو جاتی ہے ہم نے کہا آپ کہاں سے آئے ہیں کہا رومیہ کے پیچھے سے، میں ملائکہ کے لشکر میں تھا جو لشکر مسلمان جنوں کے ساتھ تھا ہم نے کفار کی ایک جماعت سے جہاد کیا ہے، ہم نے کہا جس جگہ آپ تھے وہاں تک کتنی مسافت ہے؟ کہا چار مہینے اور میں نے دس دن پیشتر اس کو چھوڑا ہے اور میں مکہ جا رہا ہوں وہاں ہر سال پانی پیتا ہوں اور اس سے پورے سال میری سیرابی رہتی ہے اور میں پیاس سے محفوظ رہتا ہوں، ہم نے کہا کس جگہ آپ زیادہ رہتے ہیں؟ کہا شام، بیت المقدس، مغرب اور یمن میں اور محمد ﷺ کی مسجدوں میں سے کوئی مسجد خواہ چھوٹی ہو یا بڑی ایسی نہیں ہے جس میں داخل نہ ہوا ہوں، ہم نے کہا حضر سے آپ کی ملاقات کب ہوئی تھی؟ کہا ایک سال پہلے موسم حج میں میری ملاقات ان سے ہوئی تھی اور میں ہر سال موسم حج میں ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ حضر نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھ سے پہلے آپ کی ملاقات محمد سے ہوگی آپ سے میرا سلام کہہ دینا۔ الیاس نے آپ سے معاف کیا اور روئے اور ہم سے معاف کیا اور روئے، اور ہم بھی روئے۔ جب وہ آسمان کی جانب متوجہ ہوئے تو ہم نے انہیں دیکھا گویا ان کو اٹھا لیا گیا ہے ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! جب وہ آسمان کی جانب متوجہ ہوئے تو ہم نے ایک تعجب خیز بات دیکھی ہے آپ نے کہا وہ ایک فرشتہ کے دونوں بازو کے درمیان ہوتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں پہنچ جاتے ہیں۔ (۱)

۸۷۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بقیہ نے اس کو کسی کذاب سے سنا ہے اور اس کو اوزاعی سے تدلیس کیا ہے کہا اور خیر بن عرفہ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں وہ مشہور مصری محدث ہیں ان کے جد کا نام عبداللہ بن کامل اور کنیت ابو الطاہر ہے۔ ان سے ابو طالب الحافظ دارقطنی کے شیخ اور ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے انتقال

(۱) تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۱۳ ص ۱۰۲، مہذب نے کہا ہے کہ حدیث منکر و اسناد باطل البدایۃ و النہایۃ ج ۳۳۸۱-۳۳۹۰ باختصار

۲۸۳ھ میں ہوا ہے۔

۸۸۔ اسے بقیہ کے علاوہ نے اوزاعی سے دوسری صفت پر بیان کیا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے کہا ہے: مجھ سے ابراہیم بن سعید جوہری نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یزید بن یزید الموصلی التیمی نے جو ان کے آزاد کردہ غلام ہیں، بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو اسحاق جرشى نے اوزاعی عن مکحول عن انس کے طریق سے بیان کیا ہے کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا جب ہم اس حجر (۱) کے رُح الناقۃ (۲) پر تھے تو ہم نے ایک آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا، اللھم اجعلنی من أمة محمد المرحومة المغفور لها المثاب علیها المستجاب منها (اے اللہ! تو مجھے امت محمدیہ میں کر دے جس پر رحم کیا گیا ہے اور جس کی مغفرت کر دی گئی ہے اور جس پر رحمت نازل کی گئی ہے اور جس کی دعا قبول کی گئی ہے) مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے کہا اے انس! معلوم کرو یہ کیسی آواز ہے۔ حضرت انس کہتے ہیں میں پہاڑ میں داخل ہوا دیکھا ایک آدمی ہیں جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہیں، جسم پر سفید کپڑا ہے۔ لمبائی تین سو گز سے زیادہ ہے۔ جب اس آدمی نے مجھے دیکھا تو کہا تم رسول اللہ کے فرستادہ ہو؟ میں نے کہا ہاں، کہا آپ کے پاس واپس جاؤ اور آپ سے میرا سلام کہو اور کہو یہ تمہارے بھائی الیاس ہیں جو آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ نبی ﷺ آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا، یہاں تک کہ جب آپ کے قریب پہنچے تو آپ آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے آ گیا، دونوں نے دیر تک بات کی۔ ان دونوں کے پاس آسمان سے کوئی چیز دسترخوان کی طرح آئی دونوں نے مجھے بلایا اور میں نے دونوں کے ساتھ کھایا اس کے اندر کماۃ، کرفس اور رمان تھا جب میں کھا چکا تو وہاں سے اٹھ گیا اور وہاں سے ہٹ گیا اور ایک بادل آیا جس نے انہیں اٹھالیا، میں اس بادل میں ان کے کپڑے کی سفیدی کو دیکھ رہا تھا جو ان کو لے کر شام کی طرف جا رہا تھا۔ میں نے نبی

(۲) حجر حاء کے کسرہ کے ساتھ قوم ثمود کے دیار کو کہتے ہیں یہ مدینہ و شام کے درمیان واقع ہے یہیں قوم ثمود آباد تھے۔

(۳) دیکھو بلبل و سنکے دکھیا ریح تکلفہ رکعتیہ یہاں ہے وہ انوار تہہ جہاں لہاں لکھنیا اوکلی سنہا بیت تصنیف مفت مرکز

ﷺ سے کہا میرے باپ و ماں آپ پر قربان ہوں یہ کھانا جو ہم نے کھایا ہے کیا آپ پر آسمان سے اتر ہے؟ آپ نے کہا میں نے اس کے بارے میں ان سے پوچھا تھا انہوں نے کہا اسے میرے پاس جبریل لاتے ہیں۔ ہر چالیس دن میں ایک بار کھاتا ہوں اور سال میں ایک بار زمزم کا پانی پیتا ہوں۔ اور کبھی میں نے ان کو کنویں پر دیکھا ہے وہ ڈول سے بھر کر پانی پیتے ہیں اور کبھی وہ مجھے پلاتے ہیں۔ (۱)

ابن الجوزی نے کہا ہے یزید اور ابوالحق معروف نہیں ہیں اور یہ روایت الیاس کی لسانی کے سلسلے میں سابقہ روایت سے مختلف ہے۔ (۲)

۸۹۔ ابن عساکر نے علی بن الحسین بن ثابت الدوری عن هشام بن خالد عن الحسن بن سحیح النخعی عن ابن ابی رواد کے طریق سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں۔ خضر اور الیاس بیت المقدس میں روزہ رکھتے ہیں۔ ہر سال حج کرتے ہیں اور ایک بار زمزم پیتے ہیں جو ان کے لئے اگلے سال تک کے لئے کافی ہوتا ہے۔ (۳)

۹۰۔ پھر میں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل کے زیادات زہد میں پایا، کہتے ہیں میں نے اپنے والد کی کتاب میں جو ان کے قلم سے تیار ہوئی ہے پایا۔ مجھ سے مہدی بن جعفر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے ضمیر نے سری بن سحیح عن ابی رواد روایت کیا ہے کہتے ہیں الیاس اور خضر رمضان کا روزہ بیت المقدس میں رکھتے ہیں اور دونوں ہر سال موسم حج میں

(۱) تہذیب ابن عساکر ج ۳ ص ۱۰۲۔ ابن ابی الدیانی نے اسے باطل اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ حاکم نے بھی اسے نقل کیا ہے اور ہذا حدیث صحیح الاسناد کہا ہے۔ سیوطی نے اسے موضوع کہا ہے۔

(۲) اسی طرح دونوں روایات بعض دوسری چیزوں میں بھی مختلف ہیں۔ اس روایت میں حذیفہ الیمان کا قطعاً ذکر ہی نہیں ہے جب کہ پہلی روایت میں ہے کہ وہ حضرت انس کے ساتھ تھے اور دونوں کو نبی ﷺ نے بھیجا تھا۔ پہلی روایت میں ہے کہ الیاس مکہ جا رہے تھے اور اس روایت میں ہے جہات سحابہ فاحتملہ قبل الشام ہے۔ اسی طرح پہلی روایت میں ربما رأیہ علی العجب یمسک بالذلو فی شرب و ربما سقانی نہیں ہے اور اس روایت میں ہے۔ یہ اختلافات و تناقضات بھی اس حدیث کی عدم صحت پر دال ہیں۔

(۳) البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۳، الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۰۔ الدر المنثور ج ۳ ص ۲۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

ملاقات کرتے ہیں

عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے حسن یعنی ابن رافع نے ضمیرہ عن السری عن عبدالعزیز

بن ابی رواد ایسے ہی بیان کیا ہے۔ (۱)

۹۱۔ ابن جریر نے اپنی تاریخ میں کہا ہے مجھ سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن الحکم المصری نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے محمد بن متوکل نے ان سے حمزہ بن ربیعہ نے عبداللہ بن شوذب سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہتے ہیں: خضر فارس کی اولاد میں سے ہیں اور الیاس بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ یہ دونوں ہر سال موسم حج میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں (۲)

۹۲۔ فاکہی (۳) نے ”کتاب مکہ“ میں کہا ہے مجھ سے زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں مجھ سے حمزہ بن عتبہ نے اور ان سے محمد بن عمران نے جعفر بن محمد بن علی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے، کہتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ عشرہ ذی الحجہ کی راتوں میں مکہ میں تھا اور میرے والد حج میں نماز پڑھ رہے تھے، آپ کے پاس ایک دیہاتی آدمی آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے وہ میرے والد کے بغل میں بیٹھ گیا تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد اس نے کہا میں آپ کے پاس (اللہ آپ پر رحم کرے) اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو اس گھر کی اول تعمیر کے بارے میں بتاؤں۔ میرے والد نے کہا آپ کہاں کے ہیں، کہا میں اہل مغرب کا ایک آدمی ہوں، کہا اس گھر کی اول تعمیر اس طرح ہوئی کہ جب

(۱) فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۵، الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۰

(۲) تاریخ طبری ج ۱ ص ۲۶۵، الکامل لابن الاثیر ج ۱ ص ۹۱، الاصابہ ج ۲ ص

۳۱۰

(۳) یہ ابو عبداللہ محمد بن اسحاق فاکہی کی صاحب تاریخ مکہ ہیں، ۳۶۳ یا ۲۷۲ میں انتقال ہوا ہے۔ دیکھئے

تاریخ الخلفاء ص ۶۴۶، معجم المؤلفین ج ۹ ص ۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

فرشتوں نے اُتجعل فیہا من یفسد فیہا کہہ کر اللہ کو جواب دیا تو اللہ غصہ میں ہو گیا، یہ دیکھ کر فرشتوں نے اس کے عرش کا طواف کیا اور معذرت کی اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول کر لی اور راضی ہو گیا اور کہا میرے لئے زمین پر ایک ایسا گھر بناؤ کہ جب میں اپنے بندوں سے ناراض ہوں تو وہ اس کا طواف کریں اور میں ان سے خوش ہو جاؤں جس طرح تم سے خوش ہو گیا ہوں۔ پھر اس آدمی نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے اس وقت آپ سے زیادہ علم والا کوئی موجود نہیں ہے، پھر وہ آدمی واپس جانے کے لئے مڑا، مجھ سے میرے والد نے کہا اس آدمی کے پاس جاؤ اور اسے میرے پاس لاؤ، میں نکلا، میں اس آدمی کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا جب وہ باب صفا پر پہنچا تو غائب ہو گیا گویا کہ کچھ نہیں تھا، میں نے اپنے والد کو یہ بات بتلائی تو انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ یہ کون تھے کہتے ہیں میں نے کہا نہیں، تو کہا یہ خضر تھے۔ (۱)



(۱) الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۱، ۳۱۷، فتح الباری ج ۶ ص ۴۳۵، ۴۳۶۔ حافظ ابن حجر قمراتے ہیں فاکہی نے کتاب

ان روایات کا بیان جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خضر نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ ہیں اور ان کا بیان جنھوں نے خضر کو دیکھا ہے اور بات کیا ہے۔

۹۳۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے۔

مجھ سے میرے والد نے بیان کیا ان سے عبد العزیز اولیٰ نے ان سے علی بن ابی علی الهاشمی نے جعفر بن محمد بن علی بن الحسین عن ابیہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا:

جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا اور تعزیت کا سلسلہ شروع ہوا تو ایک آدمی اہل بیت کے پاس آیا ہم اس کی موجودگی کو محسوس کر رہے تھے لیکن اس کی شخصیت کو دیکھ نہیں پا رہے تھے اس نے کہا السلام علیکم اہل البیت ورحمة اللہ وبرکاتہ کل نفس ذائقة الموت وإنما توفون أجورکم يوم القيامة ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة وخلفا من کل هالك ودر کا من کل مافات فباللہ فثقوا وایاہ فارجوا فان المصاب من حرم الثواب (ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم قیامت کے دن پورا پورا اجر دیئے جاؤ گے۔ بے شک اللہ ہی کے لئے ہر مصیبت میں تسلی کا سامان ہے اور ہر ہلاک ہونے والی چیز کا خلف ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کی تلافی ہے۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو کیونکہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے) جعفر کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتایا ہے کہ علی بن ابی طالب نے کہا: تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟ یہ خضر ہیں۔ (۱)

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۲ نقل عن الشافعی فی مسندہ۔ یہ روایت مرسل اور ناقابل اعتبار ہے۔ یہ روایت

ایک دوسری سند سے بھی ہے اور اس کی سند مجہول ہے۔ فتح الباری ج ۶ ص ۲۳۵۔

۹۴۔ اس روایت کو محمد بن منصور الجوزی نے محمد بن جعفر اور عبد اللہ بن میمون القداح (۱) دونوں سے اس طرح روایت کیا ہے عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن علی بن الحسین میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو ایک تعزیت اس طرح آئی کہ لوگ اس کی موجودگی کو محسوس کر رہے تھے لیکن اس کے سراپا کو دیکھ نہیں رہے تھے السلام علیکم ورحمة اللہ اهل البيت إن فی اللہ عزاء من کل مصیبة وخلفا من کل هالك ودر کا من کل مافات، فباللہ فثقوا وإیاه فارجوا، فإن المحروم من حرم الثواب (السلام علیکم اے اہل بیت بے شک اللہ ہی کے لئے ہر مصیبت میں تسلی کا سامان ہے اور اللہ ہی کے پاس ہر ہلاک ہونے والی چیز کا بدل ہے اور ہر فوت ہونے والی چیز کی تلافی ہے تو اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو کیونکہ حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے) حضرت علی نے کہا جانتے ہو یہ کون ہیں یہ خضر ہیں۔

۹۵۔ ابن الجوزی کہتے ہیں: ان کی متابعت محمد بن صالح نے محمد بن جعفر کے واسطے سے کی ہے اور محمد بن صالح ضعیف ہیں اور اس کو واقدی (۲) نے بھی بیان کیا ہے اور وہ کذاب ہیں۔

۹۶۔ اسی طرح ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اس کو محمد بن ابی عمر نے محمد بن جعفر کے واسطے سے روایت کیا ہے اور ابن ابی عمر مجہول ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ اطلاق ضعیف ہے۔ ابن ابی عمر اس سے زیادہ مشہور ہیں کہ ان کے بارے میں ایسی بات کہی جائے، یہ مسلم اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ کے شیخ ہیں اور ثقہ ہیں۔ (۳) حافظ اور مشہور صاحب مسند ہیں ان سے

(۱) عبد اللہ بن میمون بن داؤد القداح الخزومی المکی منکر الحدیث متروک ہیں دیکھئے تقریب ۱۹۱۔

(۲) واقدی سے مراد محمد بن عمر بن واقد اسلمی مدنی قاضی ہیں۔ وسعت علم کے باوجود ان کی حدیث کے ترک پر لوگوں کا اتفاق ہے انتقال ۲۰۷ھ میں ہوا ہے دیکھئے تذکرہ ج ۱ ص ۳۳۸

(۳) ان سے امام مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

روایتیں مروی ہیں اور یہ روایت انہیں میں سے ہے۔

۹۷۔ حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے: ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی انہوں نے اس سے کہا میں تمہیں ابوالقاسم ؑ کے بارے میں نہ بتاؤں، جماعت نے کہا ضرور، انہوں نے نبی ؐ کی وفات کے متعلق یہی حدیث بیان کی اور آخر میں کہا کہ جبریلؑ نے کہا: یا أحمد علیکم السلام هذا آخر وطنی فی الأرض إنما كنت أنت حاجتی عن الدنيا اے احمد علیکم السلام یہ زمین پر میری آخری آمد ہے کیونکہ دنیا میں صرف آپ ہی میری حاجت تھے یعنی صرف آپ ہی کے پاس میں اللہ کا پیغام لے کر آتا تھا۔ جب رسول اللہ ؐ کا انتقال ہو گیا اور تعزیت کا موقع آیا تو ایک آنے والا آیا ہم اس کی موجودگی کو تو محسوس کر رہے تھے لیکن اس کی شبیہ کو نہیں دیکھ رہے تھے۔ اس نے کہا: السلام علیکم أهل البيت ورحمة الله إن فی الله عزاء من كل مصيبة و خلفا من كل هالك و درکا من كل فائت فبالله فتقوا و ایاہ فارجو فإن المحروم من حرم الثواب و إن المصاب من حرم الثواب والسلام علیکم اے اہل بیت تمہارے اوپر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو، بے شک اللہ ہی ہر مصیبت میں کام آنے والا ہے اور ہر فانی چیز کا وہی بہترین بدلہ دے سکتا ہے اور ہر فوت زدہ چیز کا تدارک کر سکتا ہے تو اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو، کیونکہ حقیقی محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے اور حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہ جائے اور تمہارے اوپر سلامتی ہو۔ حضرت علیؑ نے کہا جانتے ہو کہ یہ کون ہیں، یہ خضر ہیں۔ (۱)

۹۸۔ اور محمد بن جعفر جو موسیٰ کاظم کے بھائی ہیں انہوں نے اپنے باپ وغیرہ سے بیان کیا ہے اور ان سے ابراہیم بن منذر وغیرہ نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اپنے لئے مکہ و مدینہ میں رہنے کی دعا کی تھی اور لوگوں کے ساتھ ۲۰۰ھ میں حج کیا ہے اور لوگوں نے ان سے خلافت پر بیعت کی ہے۔ معتصم نے حج کیا اور ان پر غالب آ گیا تو ان کو اپنے بھائی

مامون کے پاس خراسان لے گیا اور ۲۰۳ء میں جرجان میں انتقال ہو گیا۔ (۱)

۹۹۔ خطیب نے ان کے حالات میں لکھا ہے: جب وہ ان پر غالب ہوا تو منبر پر کھڑا ہوا اور کہا اے لوگو! میں نے تم سے بہت سی حدیثیں بیان کی ہیں جن کو خود گھڑ لیا ہے یہ سن کر لوگوں نے اس نوشتہ کو پھاٹ دیا جسے ان سے سن کر لکھا تھا یہ ستر سال زندہ رہے، امام بخاریؒ کہتے ہیں ان کے بھائی ان سے زیادہ ثقہ ہیں۔ (۲)

۱۰۰۔ حاکم نے ان سے ایک روایت نقل کی ہے، (۳) ذہبی کہتے ہیں سلیمان بن داؤد کے بارے میں ان کی روایت کا منکر ہونا ایک دم ظاہر ہے۔

۱۰۱۔ سیف بن عمرو تمیمی نے اپنی کتاب الردۃ میں سعید بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:

جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابو بکر آئے اور آپ کے کمرہ میں داخل ہوئے جب آپ کو چادر سے ڈھکا ہوا دیکھا تو انا للہ و انا الیہ راجعون کہا اور آپ پر درود بھیجا، گھر والے بلند آواز سے رونے لگے جسے اہل مصلیٰ نے سنا جب انہیں کچھ سکون ہوا تو ان لوگوں نے دروازے پر بلند آواز سے کسی آدمی کے سلام کرنے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا السلام علیکم یا اهل البيت کل نفس ذائقة الموت و انما توفون اجور کم یوم القیمة الا و ان فی اللہ خلفا من کل احد و نجات من کل مخافة واللہ فارجوا وبہ فنقوا فان المصاب من حرم الثواب۔

اے اہل بیت تم پر سلامتی ہو، ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور تمہیں قیامت کے دن تمہارا اجر و ثواب دیا جائے گا۔ خبردار اللہ ہی کے پاس ہر ایک کے نئے اچھا بدلہ اور ہر خوف و رنج سے نجات ہے۔ اللہ ہی سے امید رکھو اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ حقیقی مصیبت

(۱) الخیر ان ۳/۵۰۰، الاصابۃ ۲/۳۱۴، ۳۱۵

(۲) تاریخ بغداد ۱/۱۱۵

(۳) مستدرک حاکم ۲/۵۸۸

زده وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے۔ گھر والوں نے اس آواز کو سنا اور رونا بند کیا۔ پھر انہوں نے جھانک کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا انہوں نے پھر رونا شروع کیا اس کے بعد کسی دوسرے نے ان کو پکار کر کہا یا اهل البیت اذکروا اللہ تعالیٰ واحمدوه علی کل حال، تکنونوا من المخلصین، إن فی اللہ عزاء من کل مصیبة و عوضا عن کل ہلکة فباللہ فنتقوا وایاہ فأطیعوا فإن المصاب من حرم الثواب۔

اے اہل بیت اللہ کو یاد کرو اور ہر حال میں اسی کی تعریف کرو تم مخلصین میں سے ہو جاؤ گے۔ بے شک اللہ ہی کے پاس ہر مصیبت کی تسلی اور ہر پریشانی کا بدلہ ہے۔ اللہ ہی پر بھروسہ رکھو اور صرف اسی کی اطاعت کرو حقیقی مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہ جائے، ابو بکرؓ نے کہا یہ خضر اور الیاس ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی وفات پر حاضر ہوئے ہیں۔ سیف میں مقال ہے۔ (۱) اور ان کے شیخ غیر معروف ہیں۔ (۲)

۱۰۲۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں: ہم سے کامل بن طلحہ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے عباد بن عبد الصمد نے خبر دی ہے کہ حضرت انس بن مالک نے فرمایا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو اصحاب کرام آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے سب رورہے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی جس کے دونوں کندھے تک لمبے لمبے بال تھے اور وہ از رو چادر میں تھا اصحاب رسول کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آیا اور گھر کے دونوں بازو کو پکڑ کر رونے لگا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ان فی اللہ عزاء من کل مصیبة و عوضا من کل مافات و خلفا من کل ہالک فالی اللہ فانیبوا و بنظرہ إلیکم فی البلاء فانظروا فإنما المصاب من لم یجز الثواب۔

(۱) سیف بن عمر القسی الاسیدی مصنف الفتوح، الردۃ وغیرہ واقدی کی طرح ہیں جابر جعفی جیسے کذاب سے روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد نے ان کو لیس ہشی ابو حاتم نے متروک اور نسائی نے ضعیف لکھا ہے اور تمام کے نزدیک یہ واضح الحدیث ہیں۔

(۲) الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۶، فتح الباری ج ۶ ص ۳۳۵

ترجمہ: اللہ ہی کے پاس ہر مصیبت میں تسلی کا سامان ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا عوض ہے تو اللہ ہی کی جانب توجہ کرو اور مصیبت میں اسی کی جانب نظر دوڑاؤ کیونکہ حقیقی مصیبت زدہ وہی ہے جو مصیبت پر ثواب نہ پائے۔

پھر وہ آدمی چلا گیا ابو بکرؓ نے کہا میرے پاس اس آدمی کو لاؤ، لوگوں نے دائیں بائیں دیکھا لیکن ان کو کوئی چیز نظر نہ آئی، ابو بکرؓ نے کہا شاید یہ ہمارے نبی کے بھائی خضر ہیں آپ کی وفات پر ہماری تعزیت کے لئے آئے تھے۔ (۱)
عباد کی امام بخاری اور عقیل نے تضعیف کی ہے۔ (۲)

۱۰۳۔ اس حدیث کو طبرانی نے اس طرح نقل کیا ہے عن موسیٰ بن ہارون عن کامل اور کہا ہے کہ عباد انس سے روایت کرنے میں منفرد ہیں۔

۱۰۴۔ ابن شاہین نے اپنی کتاب ”کتاب الجنائز“ میں کہا ہے: محمد بن منکدر سے روایت ہے کہتے ہیں: ایک بار حضرت عمرؓ ایک جنازہ کی نماز پڑھنے جا رہے تھے کہ پیچھے سے کسی ہاتف نے آواز دی خبردار! اللہ آپ پر رحم فرمائے ہم سے نماز میں سبقت نہ کرنا، آپ نے اس کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ جب صف میں آکر شامل ہو گیا تو اس نے اللہ اکبر کہی اور کہا، إن تعذبه فقد عصاك وإن تغفر له فإنه فقير إلى رحمتك (اگر تو اسے عذاب دے تو اس نے تیری نافرمانی کی ہے اور اگر تو اسے معاف کر دے تو وہ تیری رحمت کا فقیر ہے) حضرت عمرؓ اور آپ کے اصحاب نے اس آدمی کی جانب نگاہ ڈالی جب میت کو دفن کر دیا گیا تو اس آدمی نے اس پر قبر کی مٹی درست کی پھر کہا طوبیٰ لك یا صاحب القبر إن لم تکن عریفاً أو جابیاً أو خازناً أو كاتباً أو شرطياً اے قبر (۱) مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۸، الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۶، الفتح ج ۶ ص ۴۳۵ اور کہا ہے کہ اس کی اسناد میں عباد بن عبد الصمد ہیں جو ابھی ہیں۔

(۲) امام بخاری انہیں منکر الحدیث کہتے ہیں۔ ابو حاتم نے کہا ہے عباد ضعیف جدا ابن عدی کہتے ہیں کہ یہ زیادہ تر فضائل علی بیان کرتے ہیں اور یہ ضعیف اور عالی فی التشیع ہیں۔ میزان ج ۲ ص ۳۶۹، قانون الموضوعات ۲۶۶، تنزیہ الشریعة ۷۱۔

والے تمہارے لئے سعادت ہے اگر تم عریف خراج جمع کرنے والے خازن، سکرٹری یا شرطی نہیں تھے، حضرت عمرؓ نے کہا اس آدمی کو لاؤ ہم اس سے اس کی نماز اور کلام کے بارے میں بات کریں۔ وہ آدمی وہاں سے چلا گیا اور اس کے قدم کا نشان ایک گز کا تھا، عمرؓ نے کہا اللہ کی قسم یہ خضر تھے جن کے بارے میں نبی ﷺ نے ہمیں بتایا تھا۔ (۱)

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ اس کے اندر ایک مجہول ہے۔ (۲) اور ابن المنکدر وعمر

کے درمیان انقطاع ہے۔ (۳)

۱۰۵۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ عمر بن محمد بن المنکدر کا بیان ہے ایک آدمی قسم کھا کر کوئی چیز بیچ رہا تھا اس کے پاس ایک شیخ کھڑے ہوئے انھوں نے کہا بیچو اور قسم نہ کھاؤ، اس نے ان کی بات سنی نہیں اور دوبارہ پھر قسم کھایا، شیخ نے پھر کہا کہ قسم کھا کر نہ بیچو، اس نے کہا اس چیز کو واضح کیجئے جو آپ کو فکر مند بنائے ہوئے ہے، شیخ نے کہا یہی قسم کھانا ہی مجھے فکر مند بنائے ہوئے ہے۔ پھر کہا نقصان کے وقت صدق کو کذب پر ترجیح دیجئے جب کہ اس کذب سے نفع کی امید ہو، اور بات کیجئے اور جب تمہارا علم ختم ہو جائے تو خاموش ہو جائیے اور کاذب کو الزام دیجئے جب کہ تجھ سے کوئی دوسرا بات کرے۔ اس نے کہا میرے لئے اس بات کو لکھ دیجئے، شیخ نے کہا اگر کوئی چیز مقدر ہوگی تو ہو کر رہے گی پھر اس نے ان کو نہیں دیکھا لوگوں کا خیال ہے کہ وہ خضر ہیں۔ (۴)

ابن الجوزی کہتے ہیں یہی اصل حدیث ہے۔

۱۰۶۔ ابو عمر بن السماک نے اس واقعہ کو اپنے فوائد میں یحییٰ بن ابی طالب عن علی بن عاصم عن عبید اللہ بن عبید اللہ کے طریق سے نقل کیا ہے: عبد اللہ بن عبید اللہ کہتے ہیں: ابن عمر

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۲، الفتح ج ۶ ص ۳۳۵ تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۱۵۵

(۲) مجہول استاذ عبد اللہ بن وہیب ہیں کیونکہ ان کے نام کی صراحت نہیں ہے۔

(۳) کیونکہ محمد بن منکدر سے لقا ثابت نہیں ہے دیکھئے التذکرۃ ۱۲/۱، تقریب ۳۲۰۔

(۴) الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۸

بیٹھے ہوئے تھے اور ایک آدمی نے اپنا سامان لا کر رکھا اسے وہ بیچنا چاہتا تھا وہ بار بار قسم کھانے لگا یکا یک اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا، اس نے کہا اللہ سے ڈرو اور جھوٹی قسم نہ کھاؤ، تم نقصان کے موقع پر بھی سچائی کو لازم پکڑو اور نفع کے وقت بھی جھوٹ سے بچو اور دوسرے کی بات میں ہرگز نہ بڑھو۔ ابن عمر نے اس سامان بیچنے والے آدمی سے کہا اس کے پیچھے جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ان کلمات کو لکھ دے، وہ گیا تو اس آدمی نے کہا جس کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ ہو کر رہے گا پھر وہ نظر نہ آیا لوٹ کر اس نے ابن عمر کو اطلاع دی ابن عمر نے کہا یہ خضر تھے۔ (۱)

ابن الجوزی کہتے ہیں علی (۲) بن عاصم ضعیف سیی الحفظ ہیں ممکن ہے کہ انہوں نے عمر بن محمد بن المنکدر رکھنا چاہا ہو اور ابن عمر کہہ دیا ہو۔

۱۰۷۔ ابن الجوزی کہتے ہیں اس روایت کو احمد بن محمد بن مصعب نے جو وضاعین میں سے ہیں مجہول راویوں کی ایک جماعت سے روایت کیا ہے اور انہوں نے عطاء سے اور عطاء نے ابن عمر سے روایت کیا ہے

۱۰۸۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں مجھے اس حدیث کی اس کے علاوہ ایک عمدہ سند ملی ہے جو

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۱۹۔

(۲) علی بن عاصم کے بارے میں امام بخاری نے کہا کہ وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں ہیں، نسائی نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ ابن معین سے کہا گیا کہ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ علی بن عاصم ثقہ ہیں تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں، اللہ کی قسم وہ ان کے نزدیک ثقہ نہیں ہیں، اور نہ ان سے کبھی ایک حرف روایت کیا ہے تو وہ آج ان کے نزدیک ثقہ کیسے ہو گئے اور ان سے میرے والد نے کبھی کچھ نہیں بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ لیکن الحدیث ہیں ان کی حدیث کو لکھا جاتا ہے لیکن اس سے استدلال نہیں کیا جاتا، یزید بن ہارون کے بارے میں ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم برابر ان کو کذب کے ساتھ ہی جانتے تھے، حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ان پر تشیع کا الزام ہے۔ ان کے بارے میں مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو الضعفاء الصغیر للبخاری ۸۲، الضعفاء والمتروکین للنسائی ۷۷، الجرح والتعديل ج ۲ ص ۱۹۸، المیزان ج ۳ ص ۱۳۵۔ ۱۳۷، التقریب ۲۴۷، تنزیہ الشریعة ج ۱ ص ۸۷۔

ابن عمر سے مروی ہے۔ امام بیہقی نے دلائل النبوة میں کہا ہے ہم کو ابو زکریا بن ابی اسحاق نے خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن سلیمان فقیہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے سجاج بن فرافصہ نے بیان کیا ہے۔ (اصابہ میں احمد بن سلیمان الفقیہ کے بعد حدیثاً الحسن بن مکرم، حدیثاً عبداللہ بن بکر وھوا سھمی کا اضافہ ہے)

دو آدمی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس خرید و فروخت کر رہے تھے ان میں سے ایک آدمی بار بار قسم کھا رہا تھا، ان دونوں کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور ان کے پاس کھڑا ہوا اور بار بار قسم کھانے والے سے کہا اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور زیادہ قسم نہ کھا، کیونکہ زیادہ قسم کھانے سے نہ تمہارے رزق میں اضافہ ہوگا اور قسم نہ کھانے سے تمہارے رزق میں کمی نہ ہوگی۔ اس نے کہا آپ اپنا مقصد بیان کیجئے، کہا یہی میرا مقصد ہے، اس نے تین بار یہی بات دہرائی اور انہوں نے بھی اس کا یہی جواب دیا۔ جب اس نے ان دونوں کے پاس سے جانے کا ارادہ کیا تو کہا بے شک یہ ایمان کی علامت ہے کہ نقصان کی صورت میں بھی تم صدق کو کذب پر ترجیح دو، اگرچہ اس کذب سے تم کو نفع ہو رہا ہو اور تمہاری بات میں تمہارے فعل سے فرق نہ ہو، پھر وہ آدمی چلا گیا، عبداللہ بن عمر نے کہا اس آدمی کے پاس جاؤ اور اس سے ان کلمات کو لکھو، اس نے کہا اے عبداللہ! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ مجھے ان کلمات کو لکھ دیں، اس آدمی نے کہا جو اللہ نے مقدر کیا ہے وہ ہوگا اور اسے دہرایا یہاں تک کہ اس نے اسے یاد کر لیا پھر چلا یہاں تک کہ ایک پیر مسجد میں رکھا، میں نہیں جان سکا زمین اس کے نیچے ہے یا آسمان، کہتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ وہ خضر تھے یا الیاس۔ (۱)

۱۰۹۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب کا بیان ہے:

(۱) اصابہ ج ۲ ص ۳۱۹، ۳۲۰، فتح الباری ج ۶ ص ۲۳۶ حافظ ابن حجر کہتے ہیں اس میں راوی کو شک ہے کہ یہ خضر تھے یا الیاس۔ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی ملاقات تحقق نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس میں راوی کے شک کے علاوہ ایک خرابی یہ بھی ہے کہ یہ روایت معطل ہے۔ اور اس طرح کی روایت صحیح نہیں ہے۔ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا دیکھا کہ ایک آدمی کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے اے وہ ذات جس کو سننے سے کوئی چیز مشغول نہیں کرتی ہے اے وہ ذات جس کو سائلین مغالطہ میں نہیں ڈال سکتے اے وہ ذات جو اصرار کرنے والے کے اصرار سے زنج نہیں ہوتا، تو مجھے اپنے عفو کی ٹھنڈک اور اپنی رحمت کی حلاوت چکھا، حضرت علی کہتے ہیں میں نے اس سے کہا اللہ آپ کو عافیت میں رکھے اپنی اس دعا کو دہرائیں اس نے کہا کیا آپ نے اسے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں اس نے کہا آپ ہر نماز کے بعد یہ دعا کریں قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خضر کی جان ہے اگر آپ پر آسمان کے تاروں اور زمین کی کنکریوں کے برابر گناہ ہوگا تو بھی اللہ تعالیٰ اسے پلک جھپکنے سے جلد معاف کر دے گا (۱)

دینوری نے مجالسہ میں اسی طریق سے روایت کیا ہے۔ (۲)

۱۱۰۔ احمد بن حرب نیساپوری نے بھی اس کو علی بن ابی طالب کی روایت سے ایسے ہی بیان کیا ہے لیکن اس میں اتنا اضافہ ہے میں نے کہا اے اللہ کے بندے اس کلام کو دہراؤ اس نے کہا کیا آپ نے اس کو سنا لیا ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خضر کی جان ہے (اور خضر ان کلمات کو ہر فرض نماز کے بعد کہتے تھے) جو شخص بھی ان کلمات کو فرض نماز کے بعد کہے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے خواہ یہ گناہ درختوں کے پتوں، بارش کے قطرات اور ریت کے ڈھیر کی طرح ہوں۔ (۳)

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۲۲، ۳۲۳۔ یہ روایت منقطع ہے اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

(۲) الدر المنثور ۲/۳۹۲ نقلًا عن ابن عساکر عن الدینوری

(۳) الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۱۸، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۲ اس روایت کے ایک راوی محمد بن معاذ اللہری ہیں اور دوسرے راوی عبد اللہ بن محرز متروک ہیں، امام احمد کہتے ہیں لوگوں نے عبد اللہ بن محرز کی روایت کو چھوڑ دیا ہے۔ ابن المنادی کہتے ہیں میں نے ابن خضر سے ملاقات کی ہے مگر کی میٹگی میرے نزدیک اس سے بہتر ہے۔ اس روایت کے ایک راوی یزید بن اہم ہیں ان کی ملاقات حضرت علی سے ثابت نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں اس روایت کو ابن عساکر نے دو طریق سے روایت کیا ہے اور دونوں میں ضعف ہے۔ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۳۳۵۔

۱۱۱۔ محمد بن معاذ ہروی نے بھی اس روایت کو سفیان ثوری کے واسطے سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۱۲۔ بیہقی نے دلائل النبوة میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا تو فرشتوں نے تعزیت کیا، لوگ ان کی آہٹ کو سنتے تھے لیکن جسم کو نہیں دیکھتے تھے کہا السلام علیکم أهل البيت ورحمة اللہ وبرکاتہ إن فی اللہ عزاء من کل مصیبة، و خلفا من کل فائت، فباللہ ففقوا وإیاءہ فارجوا فإنما المحروم من حرم الثواب والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ بے شک اللہ ہی کے پاس ہر مصیبت میں صبر ہے اور ہر فوت شدہ چیز کا بدل ہے اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے امید رکھو حقیقی محروم وہ ہے جو ثواب سے محروم رہے والسلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ (۱)

۱۱۳۔ بیہقی کہتے ہیں ہم سے ابو شعبہ احمد بن محمد بن عمرو الاحمسی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے حسن بن حمید بن الربیع النخعی نے، ان سے عبد اللہ بن ابی زیاد نے وہ کہتے ہیں ہم سے شیبان بن حاتم نے۔ ان سے عبد الواحد بن سلیمان الحارثی نے۔ ان سے حسن بن علی نے محمد بن علی یعنی حسین بن علی کے بیٹے سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے، کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو جبریلؑ آپ کے پاس آئے۔ پھر وفات کا طویل واقعہ ذکر کیا۔ اور اسی میں ہے کہ ان کے پاس کوئی آنے والا آیا جس کی موجودگی کو تو حاضرین محسوس کرتے تھے لیکن اس کی شخصیت کو نہیں دیکھتے تھے اس نے کہا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ پھر اسی کے مثل تعزیت کے بارے میں ذکر کیا۔ (۲)

۱۱۴۔ سیف نے ”الفتوح“ میں روایت کیا ہے: ایک جماعت سعد بن وقاص کے ساتھ تھی انہوں نے ابو جحش کو قتل کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر ابو جحش کا طویل واقعہ ذکر کیا ہے، اور ان

(۱) البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۲

(۲) دلائل النبوة ج ۲ ص ۴۹۵، البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۳۲، الاصابہ ج ۲ ص ۳۱۵

لوگوں نے کہا اور وہ ان کو (ابوحنن) کو پچھانتے نہیں تھے کہ یہ خضر ہی ہیں۔ (۱)
اور یہ قول اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ وہ لوگ اس وقت خضر کی موجودگی کا یقین رکھتے تھے۔ (اگرچہ یہ یقین بلا دلیل ہے)

۱۱۵۔ اور ابو عبد اللہ بن بطلہ العکبریٰ الحسنبلی بیان کرتے ہیں: ہم سے شعیب بن احمد بن العوام نے بیان کیا، کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابراہیم بن عبد الحمید الواسطی نے، ان سے ایمن بن سفیان نے غالب بن عبد اللہ العقیلی عن الحسن البصری کے طریق سے روایت کرتے ہوئے کہا ہے: اہل سنت میں سے ایک آدمی اور غیلان قدری نے تقدیر کے بارے میں کچھ اختلاف کیا، اور دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ اس جانب سے جو آدمی پہلے نمودار ہو اور ایک جانب اشارہ کیا اس کا فیصلہ مان لیا جائے، چنانچہ اس جانب سے ایک دیہاتی آدمی ان دونوں کے پاس آیا، اس نے ایک عبا پلینٹ رکھا تھا اور اسے کندھے پر رکھے ہوئے تھا۔ دونوں نے اس سے کہا ہم نے آپ کو اپنے مسئلہ میں حکم مانا ہے اس نے اپنے کپڑے کو سمیٹا اور اس پر بیٹھ گیا، پھر کہا تم دونوں بھی بیٹھو، ہم دونوں اس کے سامنے بیٹھ گئے اس نے غیلان قدری کے خلاف فیصلہ سنایا، حسن کہتے ہیں یہ آدمی خضر تھے، اس روایت کی سند میں ایمن بن سفیان ہیں اور وہ متروک ہیں۔ (۲)

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۱، سیف بن عمرو الضحیٰ الاسیدی مصنف الفتوح والردۃ (ان کو اسمعیلی البرجی اور سعدی کوئی بھی کہا جاتا ہے) واقدی کے مثل ہیں یہ ہشام بن عروہ، عبید اللہ بن عمر اور جابر جعفی جیسے اور بہت سے مجہولین سے روایت کرتے ہیں، ابوداؤد انہیں لیس بشعہ اور ابوحاتم متروک کہتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کو زندہ کے ساتھ تمہم کیا ہے۔ نسائی ضعیف کہتے ہیں اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ حدیثیں وضع کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو کتاب الضعفاء والمتروکین للنسائی ۵۱، المیزان ۲/۲۵۵، تنزیہ الشریعۃ ۱/۱۶۶، قانون الموضوعات ۱۶۲۔ ان کا انتقال رشید کے زمانے میں ہوا ہے

(۲) ذہبی کہتے ہیں ایمن بن سفیان ضعیف ہیں۔ ابو جعفر نفیلی کہتے ہیں میں نے ایمن بن سفیان کی روایت کردہ حدیثوں کو لکھا تھا پھر میں نے ان تمام کو جلا دیا یہ مرجحہ تھے۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہیں ملاحظہ ہو۔

میزان ج ۱ ص ۷۸، الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۱

۱۱۶۔ حماد بن عمر النصبی احد المتروکین (۱) نے روایت کیا ہے کہتے ہیں ہم سے سری بن خالد نے انھوں نے جعفر بن محمد سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اپنے دادا علی بن حسین سے روایت کیا ہے، کہ: ان کا ایک غلام سمندر میں سفر کر رہا تھا، کہ کشتی ٹوٹ گئی وہ ساحل پر چلا جا رہا تھا کہ سمندر کے کنارے اس نے ایک آدمی کو دیکھا اور ایک دسترخوان دیکھا جو آسمان سے اتر تھا، وہ دسترخوان اس کے سامنے رکھ دیا گیا اور اس نے کھایا پھر یہ دسترخوان اٹھالیا گیا اس نے اس آدمی سے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو وہ توفیق دی جس کو میں دیکھ رہا ہوں، آپ اللہ کے کون سے بندے ہیں، کہا میں وہ خضر ہوں جس کے بارے میں تم سنتے ہو، کہا یہ کھانا کہاں سے آیا کہا اللہ کے اسماء عظام کی برکت سے۔ (۲)

۱۱۷۔ امام احمد نے اپنی کتاب ”کتاب الزہد“ میں نقل کیا ہے کہتے ہیں: حماد بن اسامہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ ہم سے مسعر نے معن بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود سے اور انہوں نے عون بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہتے ہیں:

فتنہ ابن الزبیر کے زمانے میں ایک آدمی مصر کے ایک باغ میں رنجیدہ و غمگین سر جھکائے کسی چیز سے زمین کو کرید رہا تھا، جب اس نے سر اٹھایا تو دیکھا ایک آدمی کدال لئے ہوئے اس کے سامنے کھڑا ہے، اس نے اپنے سر کو اٹھایا گویا کہ اسے حقیر سمجھ رہا ہے، اس آدمی نے اس سے کہا کیا بات ہے میں تم کو رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، اس نے کہا کوئی بات نہیں ہے۔ اس آدمی نے کہا سنو دنیا ایک موجود شے ہے جسے نیک و بد دونوں کھا رہے ہیں اور

(۱) بخاری کہتے ہیں حماد بن عمر ابو اسماعیل النصبی منکر الحدیث ہیں، علی بن حجر نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے، نسائی نے مترک الحدیث ابن معین نے لیس بشی، اور ابو زرعة نے واهی الحدیث کہا ہے، ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ حدیث وضع کرتا تھا، جوز جانی کہتے ہیں کہ یہ جھوٹا ہے۔

آخرت ایک سچا وقت ہے اس کے اندر ملک قادر کی حکومت ہوگی یہاں تک کہ اس نے بیان کیا کہ اس کے لئے گوشت کے مفصل کی طرح مفصل ہیں جس نے اس میں سے کسی چیز کے بارے میں خطا کی اس نے حق کو کھودیا، کہتے ہیں کہ جب اس آدمی نے اس کی بات سنی تو اسے یہ بات اچھی لگی کہا میرا غم وہ ہے جس میں مسلمان متبلا ہیں اس نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں مسلمانوں پر شفقت کی وجہ سے نجات دے دے گا، اور مانگو کون ہے وہ جس نے اللہ سے مانگا ہو اور اللہ نے اسے نہ دیا ہو یا اس نے اللہ سے دعا کیا ہو اور اللہ نے اسے قبول نہ کیا ہو، یا اللہ پر توکل کیا ہو اور وہ اس کے لئے کافی نہ ہو ہو یا اس نے اس پر بھروسہ کیا ہو اور اس نے اس کو نجات نہ دی ہو۔ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر کہنے لگا اللھم سلمنی و سلم منی اے اللہ تو مجھے محفوظ رکھ اور مجھ سے محفوظ رکھ، کہتے ہیں فتحت ولم یصب فیہا بشیء

مسعر کہتے ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ وہ خضر تھے۔ (۱)

۱۱۸۔ اس روایت کو ابو نعیم نے ”الحلیۃ“ میں عون بن عبد اللہ کے ترجمہ میں ابو اسامہ یعنی حماد بن سلمہ کے طریق سے نقل کیا ہے اور روایت نقل کرنے کے بعد کہا ہے، اس کو ابن عیینہ نے مسعر سے روایت کیا ہے۔ (۲)

۱۱۹۔ اور ابراہیم بن محمد بن سفیان الراوی نے مسلم سے اپنی اس روایت کے بعد جسے انہوں نے مسلم سے ابو سعید کی حدیث کے لئے بیان کیا ہے اس کے قصہ میں جس کو دجال قتل کرے گا یقال إن الرجل هو الخضر کہا جاتا ہے کہ یہ آدمی خضر تھے۔ (۳)

۱۲۰۔ اور عبد الرزاق نے کہا ہم کو معمر نے زہری سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ عن ابی سعید کے طریق سے روایت کرتے ہوئے اس کے قصہ میں جس کو دجال قتل کرے گا بیان

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۲، فتح ج ۶ ص ۲۳۵۔

(۲) حلیۃ الأولیاء، ج ۲ ص ۲۳۲ عن عون بن مسعر۔

(۳) صحیح مسلم ج ۱ ص ۷۱، ۷۲، تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۱۷۷ کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کیا ہے اور اس کے آخر میں ہے، معمر نے کہا مجھ کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اُنہ يجعل علی حلقة صفيحة من نحاس اور مجھ کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ وہ خضر ہیں۔ (۱)
نووی نے اس کی نسبت مسند معمر کی طرف کی ہے اور ان کو یہ وہم ہوا ہے کہ ان کے پاس اس کی سند ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ معمر کا قول ہے۔ (۲)

۱۲۱۔ ابو نعیم نے ”الحلیة“ میں کہا ہے:

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں میں ایک بار کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک آدمی کو دیکھا جو لوگوں میں لمبا اور اچھے چہرے والا تھا۔ ہم نے آپس میں کہا کہ اس جیسا آدمی اہل علم ہوگا، کہتے ہیں کہ ہم اس کے پیچھے لگ گئے یہاں تک کہ اس نے اپنی طواف مکمل کی، پھر مقام ابراہیم کے پاس پہنچا اور دو رکعت نماز ادا کی، جب اس نے سلام پھیرا تو قبلہ کی جانب متوجہ ہوا اور چند دعائیں کیں، پھر ہٹاری جانب متوجہ ہوا اور کہا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے، ہم نے کہا بتائیے کہ ہمارے رب نے کیا کہا ہے، کہا، تمہارے رب نے کہا ہے میں بادشاہ ہوں میں تمہیں بلاتا رہوں گا یہاں تک کہ تم بادشاہ بن جاؤ، پھر دوبارہ قبلہ کی جانب متوجہ ہوا اور کچھ دعائیں کیں پھر ہماری جانب متوجہ ہو کر کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا، ہم نے اس سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ بتائیے کہ ہمارے رب نے کیا کہا ہے، کہا تمہارے رب نے کہا ہے میں زندہ ہوں میں تمہیں بلاتا رہوں گا یہاں تک کہ تم زندہ ہو جاؤ مرو گے نہیں، پھر قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر چند دعا کی اور ہماری جانب متوجہ ہو کر کہا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا، ہم نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ بتائیے کہ ہمارے رب نے کیا کہا، کہا تمہارے رب نے

(۱) مصنف عبدالرزاق ۱۱/۳۹۳، مجمع الزوائد ۷/۳۳، مجمع الزوائد میں ہے وفيه قال أبو سعيد كنا

نرى ذلك الرجل عمر بن الخطاب لما نعلم من قوته وجلالته

(۲) البدایة والنہایة ۳۳۲/۲، الاصابۃ ۳۲۲/۲، الفتح ۶/۳۳۵

کہا ہے میں وہ ہوں کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ میں تمہیں بلاتا رہوں گا یہاں تک کہ تمہاری بھی وہی پوزیشن ہو جائے کہ جب تم کسی چیز کا ارادہ کرو تو وہ تمہارے لئے ہو جائے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں پھر وہ آدمی چلا گیا اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، کہتے ہیں کہ جب میری ملاقات سفیان ثوری سے ہوئی تو میں نے انہیں یہ بات بتائی انہوں نے کہا کہ بہت کچھ ممکن ہے کہ وہ خضر ہوں یا بعض ابدال ہوں۔ (۱)

۱۲۲۔ محرز بن ابی جعد نے سفیان سے روایت کرتے ہوئے ان کی متابعت کی ہے۔ (۲)

۱۲۳۔ زیاد بن ابی الاصح نے بھی سفیان سے اس کو روایت کیا ہے۔ (۳)

۱۲۴۔ اور محمد حسن بن ازہر نے عباس بن یزید عن سفیان کے طریق سے اسی کے مثل روایت کیا ہے۔ (۴)

۱۲۵۔ ابوسعید (۵) نے ”شرف المصطفیٰ“ میں احمد بن ابی بزہ کے طریق سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں ہم سے محمد بن فرات نے اور انہوں نے میسرہ بن سعید بن ابی عروبہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے:

ایک بار حسن اپنی مجلس میں تھے اور لوگ آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک

(۱) حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۲، تہذیب تاریخ عساکر ج ۵ ص ۱۰۸، الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۳، سفیان ثوری کے اس قول میں تعین کے ساتھ نہیں ہے کہ خضر ہیں اور اگر تعین بھی ہوتا تو بھی یہاں پر کوئی ایسی علامت نہیں ہے جس سے معلوم ہو جاتا کہ وہ خضر ہی ہیں۔

(۲) حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۲۳ تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۱۱۵۹ میں ہے کہ ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اس حکایت کو محرز بن ابی جعد نے سفیان سے روایت کیا ہے اور وہ مجہول ہیں۔

(۳) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۳۔

(۴) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۳، تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۱۱۵۹ میں ہے یہ حکایت ابن الازہر کے طریق سے مروی ہے اور وہ نقد نہیں ہیں، خطیب نے ان کو وضع حدیث کے ساتھ متهم کیا ہے۔

(۵) ابوسعید سے مراد عبدالملک بن محمد الخرقوشی ہیں جو واعظ و زاہد تھے ان کی کتاب ”شرف المصطفیٰ“ ۸ جلدوں میں ہے، دیکھئے شذرات ج ۳ ص ۱۸۴، معجم المؤلفین ج ۶ ص ۱۸۸

ایسا آدمی آیا جس کی آنکھیں سبز تھیں حسن نے اس سے کہا کیا تم پیدائشی طور پر ایسے ہو یا کوئی بیماری ہے، اس نے کہا اے ابوسعید! کیا آپ مجھ کو پہچانتے نہیں ہیں، کہا تم کون ہو کہا فرات اور ان سے اپنا پورا نسب بیان کیا، چنانچہ مجلس میں موجود تمام لوگوں نے اس کو پہچان لیا، حسن نے کہا اے فرات! تمہارا کیا قصہ ہے کہا اے ابوسعید! میں نے اپنا پورا مال سمیٹ کر ایک کشتی میں ڈالا اور چین کے سفر پر روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے زوردار ہوا چلی کشتی ڈوب گئی لیکن میں ایک تختے کے سہارے ساحل پر پہنچ گیا۔ میں تقریباً چار ماہ تک وہیں ٹھہرا رہا، درخت اور گھاس جو میسر ہوتا اسے کھا لیتا اور چشمے کا پانی پی لیتا، پھر میں نے کہا اب میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا خواہ ہلاک ہو جاؤں یا نجات پا جاؤں، میں وہاں سے روانہ ہوا تو مجھے چاندی کی طرح ایک سفید محل نظر آیا پھر اس کے دروازے نظر آئے جس کے اندر گیلریاں تھیں اور ان گیلریوں میں ہر طاق میں موتی کا ایک صندوق تھا جس کے تالے کی کنجیاں سامنے ہی رکھی ہوئی تھیں، میں نے ان میں سے بعض کو کھولا تو اس کے اندر سے ایک عمدہ خوشبو آئی اور اس میں کچھ آدمی تھے جو ریشم کے کفن میں لپٹے ہوئے تھے، میں نے ان میں سے بعض کو ہلایا تو وہ مردہ بصورت زندہ تھے میں نے صندوق کو بند کر دیا اور وہاں سے نکل آیا، محل کے دروازے کو بند کر دیا اور آگے بڑھ گیا، راستے میں مجھے دوشہ سوار ملے جن سے خوبصورت کسی آدمی کو میں نے نہیں دیکھا ہے، یہ دونوں دو خوبصورت گھوڑے پر سوار تھے جن کے ہاتھ پیر، پیٹ اور پیشانی سفید تھے، ان دونوں نے مجھ سے میرا حال پوچھا اور میں نے ان کو بتا دیا۔ دونوں نے کہا آگے جاؤ تم ایک درخت کے پاس پہنچو گے جس کے نیچے باغ ہے وہاں ایک اچھی صورت کے شیخ ایک دوکان پر نماز پڑھ رہے ہوں گے ان کو اپنا پورا حال بتاؤ، وہ تمہیں راستہ بتا دیں گے، میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک شیخ موجود ہیں میں نے سلام کیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور میرا حال پوچھا میں نے ان کو اپنا پورا حال بتا دیا جب میں نے ان کو محل کا حال بتایا تو وہ گھبرا گئے، پھر

کہا تم نے کیا کیا؟ میں نے کہا کہ میں نے صندوقوں کو بند کر دیا اور دروازوں کو بند کر دیا، یہ سن کر وہ پرسکون ہو گئے اور کہا کہ بیٹھے، ایک بدلی کا ان کے پاس سے گزر رہا تو بدلی نے السلام علیک اے اللہ کے ولی کہا، انہوں نے کہا کہ تم کہاں جا رہی ہو؟ کہا فلاں اور فلاں جگہ جانے کا ارادہ ہے پھر یکے بعد دیگرے بدلیاں گزرتی رہیں یہاں تک کہ جب ایک بدلی آئی تو اس سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا بصرہ کا ارادہ ہے، کہا کہ اترو وہ بدلی اتری اور ان کے سامنے آگئی۔ آپ نے کہا کہ ان کو سوار کر لو اور ان کو بحفاظت ان کے گھر پہنچا دو، جب میں بادل کے دوش پر سوار ہو گیا تو میں نے کہا آپ سے اس ذات کے واسطے سے پوچھتا ہوں جس نے آپ کو عزت دی ہے کیا آپ مجھے اس قصر اور دونوں شہ سوار اور اپنے بارے میں نہیں بتائیں گے، کہا قصر کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ شہداء محرک کی تکریم کی اور ان کو ان صندوقوں میں ریشم کے کفن میں لپیٹ کر رکھ دیا اور جو دوشہ سوار آپ نے دیکھا وہ دو فرشتے ہیں جو صبح شام اللہ کے حکم سے ان پر سلام بھیجتے آتے ہیں اور میں خضر ہوں، میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ میرا حشر اپنے نبی کی امت کے ساتھ کرے۔ وہ آدمی کہتے ہیں جب میں بادل پر سوار ہو گیا تو مجھے سخت گھبراہٹ لاحق ہوئی یہاں تک کہ میں یہاں آ موجود ہوا، حسن نے کہا تم نے ایک عظیم چیز دیکھی ہے۔ (۱)

(۱) الاصابة ۲/ ۲۲۳-۲۲۵ اس موضوع قصہ کے راویوں میں ایک راوی محمد بن فرات صحیح الجرمی ابو علی کوئی ہے ابن معین نے اس کے بارے میں ایسب بشیء کہا ہے، احمد اور ابو بکر بن ابی شیبہ نے اسے جھوٹا کہا ہے ابو داؤد کہتے ہیں اس نے محارب بن دثار سے موضوع احادیث کو روایت کیا ہے۔ ابن عمار نے لاشعنی کذاب کہا ہے، اور ابوالفتح الحافظ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ معصلات کو ثقہ راویوں سے بیان کرتا ہے، ملاحظہ ہو الضعفاء الصغیر للبخاری ۱۰۵، الضعفاء والمترکین للنسائی ۹۵، المجروحین ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۲، تاریخ بغداد ج ۳ ص ۱۶۳-۱۶۴، میزان ج ۴ ص ۴۳، التقریب ص ۳۱۵۔

۱۲۶۔ طبرانی نے اپنی "کتاب الدعاء" میں روایت کرتے ہوئے کہا:

ہم سے سنی بن محمد الحنائی نے ان سے المعلی بن حرمی نے محمد بن المہاجر بصری

دمشقی سے، ان سے عبد اللہ بن التوم الرقاشی نے بیان کیا:

سلیمان بن عبد الملک نے ایک آدمی کو خوفزدہ کیا اور اس کو قتل کرنے کے لئے

اس کی تلاش شروع کی وہ آدمی بھاگ نکلا، سلیمان بن عبد الملک کے آدمی اس کے ہر

ٹھکانے پر تلاش کرتے رہے لیکن کامیابی نہیں ہوئی، وہ آدمی جب کسی شہر میں آتا تو اس

سے کہا جاتا تمہاری تلاش اس شہر میں بھی کی جا چکی ہے، جب اس کے لئے معاملہ دراز

ہو گیا تو اس نے ارادہ کیا کہ اس شہر میں چلا جائے جہاں سلیمان بن عبد الملک کی حکومت نہ

ہو، پھر ایک طویل قصہ کا ذکر ہے اس میں ہے کہ وہ ایک بار ایک صحراء میں تھا وہاں نہ تو کوئی

درخت تھا اور نہ ہی کوئی چشمہ، کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں

اس سے ڈرا پھر اپنے دل میں سوچا اور کہا اللہ کی قسم میرے پاس اونٹ ہے نہ سواری ہے،

کہتے ہیں میں اس کے پاس گیا اس نے رکوع وسجدہ کیا، پھر میری جانب متوجہ ہوا اور کہا

معلوم ہوتا ہے اس سرکش نے تم کو پریشان کر رکھا ہے، میں نے کہا جی ہاں، کہا تم کو سات

کلمات سے کس چیز نے روک رکھا ہے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے یہ سات کلمات کیا

ہیں کہا کہ سبحان الواحد الذی لیس غیرہ اللہ سبحان القدیم الذی لا

بارئ لہ سبحان الدائم الذی لا نفاذ لہ، سبحان الذی ہو کل یوم فی

شان، سبحان الذی یحیی و یمیت، سبحان الذی خلق ما یری وما لا

یری، سبحان الذی علم کل شیء بغیر تعلیم۔

(پاک ہے وہ اکیلا ذات جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، سبحان ہے وہ قدیم جس

کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، پاک ہے وہ دائم جس کے لئے کوئی حکم نافذ کرنے والا نہیں،

پاک ہے وہ ذات جس کی روزانہ ایک شان ہے، پاک ہے وہ ذات جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے، پاک ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے جو دیکھی جاتی ہیں اور ان چیزوں کو جو دیکھی نہیں جاتی ہیں پاک ہے وہ ذات جس کو بغیر تعلیم ہر چیز معلوم ہے۔

پھر کہا تم اس کو کہو میں نے کہا اور اس کو یاد کر لیا، میں نے نظر اٹھائی تو وہ آدمی وہاں موجود نہیں تھا اور اللہ نے میرے دل میں سکون، اطمینان اور امان ڈال دیا اور میں گھر کے لئے روانہ ہو گیا، میں نے کہا کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے دروازے پر ضرور جاؤں گا، میں اس کے دروازے پر آیا تو وہ اس کی عام اجازت کا دن تھا وہ لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے رہا تھا اور وہ اپنے بستر پر تھا، جیسے ہی مجھے دیکھا اپنے بستر پر سیدھے ہو کر بیٹھ گیا، پھر مجھے اشارہ کیا اور مجھے قریب کرنے لگا یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ بستر پر بیٹھ گیا، پھر کہا تو نے مجھ پر جادو کر دیا ہے یا جیسا کہ مجھے تمہارے بارے میں معلوم ہوا ہے تم جادو گر ہو، میں نے کہا اے اسیر المؤمنین! نہ تو میں جادو گر ہوں اور نہ ہی جادو کا علم رکھتا ہوں اور نہ میں نے آپ پر جادو کیا ہے، کہا پھر کیا معاملہ ہے میرا خیال تھا کہ تمہیں قتل کئے بغیر میرا ملک مکمل ہی نہیں ہوگا، لیکن جب میں تم نے کو دیکھا تو اپنے خیال پر قائم نہ رہ سکا یہاں تک کہ تم کو بلا لیا اور اپنے ساتھ اپنے بستر پر بٹھالیا، پھر کہا اپنا واقعہ سچ بتاؤ میں نے پورا واقعہ بیان کر دیا، کہتے ہیں کہ سلیمان کہنے لگا تم سے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، یہ خضر ہیں جنہوں نے تمہیں سکھایا ہے۔ سلیمان نے اپنے آدمیوں سے کہا ان کے لئے امان لکھ دو اور ان کو عمدہ انعام دو اور ان کے گھر تک پہنچا دو۔ (۱)

۱۲۷۔ ابو نعیم نے "الحلیۃ" میں رجاء بن حیوۃ کے ترجمہ میں "تاریخ السراج" سے نقل کیا ہے پھر محمد بن ذکوان عن رجاء بن حیوۃ کے واسطے سے نقل کیا ہے:

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۲۵-۳۲۶، تنبیہ: اس کی سند میں موجود محمد بن مہاجر بصری طالقانی کذاب ہے۔

کہتے ہیں کہ میں سلیمان بن عبد الملک کے ساتھ کھڑا تھا اور اس کے نزدیک میرا ایک مرتبہ دو قار تھا کہ ایک آدمی اچھی شکل و صورت کا آیا اور سلام کر کے کہا، اے رجا! تم اس آدمی کی وجہ سے آزمائے گئے ہو اور اس کی قربت میں اے رجا! حق سے انحراف ہے۔ اے رجا! تم بھلائی اور کمزوری کی مدد کو لازم پکڑو اور اے رجا! سن لو بادشاہ کے یہاں جس آدمی کی پہونچ ہو اور وہ کسی ایسے کمزور انسان کی ضرورت بادشاہ کے سامنے پیش کر دے جس کو پیش کرنے کی اس میں طاقت نہیں ہے تو وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ حساب کے وقت اس کے دونوں قدم ثابت ہوں گے اور اے رجا! جان لو کہ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرنے میں رہتا ہے اور اے رجا! جان لو اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہ خوشی ہے جو تم کسی مسلمان کو پہونچاؤ پھر وہ آدمی نظر نہیں آیا خیال یہ ہے کہ یہ خضر ہیں۔ (۱)

۱۲۸۔ زبیر بن بکار نے "الموقفیات" میں بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں:

مجھے سری بن حارث انصاری نے جو حارث بن صمہ کی اولاد میں سے ہے مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہوئے خبر دی ہے جو دن و رات میں ہزار رکعتیں نماز پڑھتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، کہتے ہیں ایک رات میں نے مسجد میں گزاری جب لوگ چلے گئے تو ایک آدمی نبی ﷺ کی گھر کی جانب آیا سلام کیا اور دیوار سے پیٹھ لگا کر بیٹھ گیا، پھر کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں کل روزے سے تھا شام ہوگئی لیکن میں نے افطار نہیں کیا اور آج کا دن روزے سے ہوں شام ہوگئی ہے لیکن میں نے ابھی

(۱) اھلیہ ج ۵ ص ۱۱۷ اس قصہ کی ایک سند میں سالم بن نوح ہیں ان کے بارے میں محدثین نے جرح کی ہے، نسائی نے لیس بالقوی کہا ہے ابن معین نے لیس بشی ابو حاتم نے لا یتحج بہ ابن حجر نے صدوق لہ أوہام اور ابن عدی نے عندہ غرائب و احادیث مختلفہ کہا ہے، دیکھئے الضعفاء

والمترقبین ص ۲۴، المیزان ج ۱ ص ۱۲۱، التقریب ج ۱ ص ۲۱۲، والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

افطار نہیں کیا ہے، شام کے وقت میں ٹرید کھانا چاہتا ہوں تو اپنے پاس سے مجھے ٹرید کھلا دے۔ کہتے ہیں کہ میں نے منارہ کے روشن دان کے اندر ایک خادم کو دیکھا جو انسانوں کی طرح نہیں تھا اس کے ساتھ ایک پیالہ تھا وہ پیالہ اس آدمی کی جانب لے کر بڑھا اور اس کے سامنے رکھ دیا اور وہ آدمی کھانے لگا اس نے مجھے کنکری ماری اور کہا کہ آؤ، میں آیا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ جنت کا کھانا ہے میں نے چاہا کہ اسے کھاؤں اور اس میں سے ایک لقمہ کھایا وہ کھانا دنیاوی کھانے کی طرح نہیں تھا، پھر مجھے شرم آئی میں اٹھا اور اپنی جگہ لوٹ آیا، جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو خادم نے پیالہ اٹھایا اور جدھر سے آیا تھا اسی طرف لوٹ گیا، پھر وہ آدمی جانے کے لئے اٹھا، میں اس کے پیچھے گیا تا کہ اسے پہچان سکوں لیکن وہ غائب ہو گیا اور میں نہیں جان سکا کہ کہاں چلا گیا میرے دل میں یہ بات آئی کہ وہ خضر ہیں۔ (۱)

۱۲۹۔ ابن عساکر نے ابراہیم بن عبد اللہ بن مغیرہ عن عبد اللہ کے طریق سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے ابا نے بیان کیا ہے کہ: مسجد کے منتظمین نے ولید بن عبد الملک سے کہا: خضر ہر رات مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ (۲)

۱۳۰۔ اسحاق بن ابراہیم الخثلی نے اپنی "کتاب الرماح" میں کہا ہے، ہم سے عثمان بن

(۱) الاصابہ ج ۲ ص ۳۲۶، ۳۲۷، تنبیہ: ان کے اس آدمی کو خضر گمان کر لینے پر کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔

(۲) تہذیب تاریخ دمشق ج ۵ ص ۱۴۶، البدلیہ و النہلیہ ج ۱ ص ۳۳۳، تھان ابن عساکر، ان کتابوں میں ہے: ولید بن عبد الملک بن مردان بانی جامع دمشق نے چاہا کہ ایک رات میں مسجد میں عبادت کرے، اس نے مسجد کے نگراں سے کہا کہ مسجد کو ان کے لئے خالی کر دیں۔ ان لوگوں نے حکم پر عمل کیا جب رات ہوئی تو وہ باب الساعات سے آیا اور مسجد میں داخل ہوا۔ دیکھا کہ ایک آدمی اس کے اور باب الخضر کے درمیان جو مقصورہ کے قریب ہے کھڑا نماز پڑھ رہا ہے، اس نے نگراں سے کہا کیا میں نے تم لوگوں کو حکم نہیں دیا تھا کہ مسجد کو خالی کر دو ان لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ خضر ہیں یہ روزانہ آتے ہیں اور یہاں نماز پڑھتے ہیں۔

مہذب کہتے ہیں اس قصہ میں خضر کے اب تک زندہ رہنے پر کوئی دلیل نہیں ہے کیونکہ اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ مسجد کا نگراں اس کے اندر سو یا رہا ہوگا اور اس نے ولید کے سامنے جھوٹ بول دیا تا کہ ان کی گرفت نہ ہو سکے تہذیب تاریخ دمشق ج ۵ ص ۱۴۶

سعید الانماطی نے بیان کیا ان سے علی بن العثم المصیصی نے عبد الحمید بن بحر عن سلام الطویل سے روایت کرتے ہوئے، ان سے داؤد بن یحییٰ مولیٰ عون الطفاوی نے اس آدمی سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا جو بیت المقدس اور عسقلان میں مرابط تھا اس نے ایک واقعہ یوں بیان کیا ہے:

میں وادی اردن میں جا رہا تھا میں نے وادی کے کنارے ایک آدمی کو دیکھا جو کھڑا نماز پڑھ رہا تھا اور ایک بدلی اسے دھوپ سے سایہ کئے ہوئے تھی، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ الیاس نبی ہیں۔ (۱)

میں ان کے پاس آیا اور سلام کیا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے سلام کا جواب دیا میں نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، میں نے دو مرتبہ اپنی اسی بات کو دہرایا تو کہا میں الیاس نبی ہوں۔ یہ سن کر مجھ پر سخت ہیبت طاری ہو گئی میں ڈرا کہ میری عقل گم نہ ہو جائے میں نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے اگر مناسب ہو تو آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ میری وہ کیفیت دور کر دے جو میں پاتا ہوں تاکہ میں آپ کی بات سمجھ سکوں۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے آٹھ دعائیں کیں یا بر! یا رحیم! یا حی! یا قیوم! یا حنان! یا منان! یا ہیا! شراہیا! (۲) اس دعا کے بعد میری حالت درست ہو گئی میں نے کہا آپ کو کس جانب بھیجا گیا ہے انہوں نے کہا بعلبک (۳) والوں کی جانب، میں نے کہا ابھی آپ پر وحی آتی ہے؟ کہا: کہ نبی ﷺ کی بعثت کے بعد وحی نہیں آتی ہے میں نے پوچھا کہ کتنے انبیاء زندہ ہیں تو

(۱) جن آثار و اخبار میں یہ وارد ہوا ہے کہ الیاس نبی زندہ ہیں وہ سب غلط اور جھوٹی ہیں۔

(۲) غالباً آخری دونوں کلمات سریانی ہیں۔

(۳) بعلبک ایک شہر کا نام ہے اس کے اور دمشق کے درمیان تین دن کی مسافت ہے اس میں آثار و عجائبات کی

کثرت ہے اور سنگ مرمر کے بنے ہوئے ایسے محلات ہیں جن کی نظیر دنیا میں نہیں ہے

کہا کہ چار ہیں، میں اور خضر زمین پر ہیں اور ادریس و عیسیٰ آسمان پر ہیں۔ (۱) میں نے کہا کیا آپ اور خضر کی ملاقات ہوتی ہے؟ کہا ہاں ہر سال عرفات میں ملاقات ہوتی ہے۔ میں نے کہا آپ دونوں کی کیا بات ہوتی ہے کہا وہ میری معلومات (شعر لے لیتے ہیں اور میں ان کے لے لیتا ہوں، میں نے کہا ابدال کتنے ہیں کہا ساٹھ آدمی، پچاس عریش مصر (یہ شام کی جانب بحر روم کے ساحل پر مصر کا پہلا علاقہ ہے۔ یہ علاقہ انگریزوں کے ہاتھوں ویران ہوا اور اب صرف اس کے آثار باقی ہیں) سے فرات کے کنارے تک ہیں دو آدمی مصيصة میں ہیں اور ایک آدمی انطاکیہ میں ہے۔ (۲) اور سات آدمی دیگر شہروں میں ہیں، انہیں کی بدولت بارش ہوتی ہے اور انہیں سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد حاصل ہوتی ہے اور انہیں کی وجہ سے اللہ دنیا کے امور کو درست کرتا ہے جب وہ دنیا کو ختم کرنے کا ارادہ کرے گا تو ان تمام کو موت دے دے گا۔

اس کی سند میں جہالت ہے اور متروکین ہیں۔ (۳)

(۱) اسی طرح کی ایک روایت پہلے گزر چکی ہے اور وہاں یہ ذکر کر دیا گیا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، دیکھئے

فقہہ ۳۴

(۲) مصيصة اور انطاکیہ شہروں کے نام ہیں، مصيصة، انطاکیہ و بلاد روم کے درمیان جیجان کے کنارے آباد ہے اور انطاکیہ شام میں ہے

(۳) اس قصہ کے رواۃ کے بارے میں کلام کیا گیا ہے، عبد الحمید متروک ہیں، یہ حدیثیں چرایا کرتے تھے ان سے احتجاج درست نہیں ہے دیکھئے المجروحین ج ۲ ص ۱۴۲، المیزان ج ۲ ص ۵۳۸، سلام الطویل بھی متروک ہیں ان کے بارے میں ابن مین کہتے ہیں ضعیف لا یکتب حدیثہ، احمد متروک الحدیث، نسائی متروک اور حکی لیس بشیء کہتے ہیں، امام بخاری نے ترکوہ کہا ہے، ابن حبان کہتے ہیں یہ یثقات سے موضوعات روایت کرتے تھے، ملاحظہ ہو الضعفاء الصغیر ۴۵۵، الضعفاء للنسائی ۴۴۷، المجروحین ج ۱ ص ۳۳۹، المیزان ج ۲ ص ۱۷۵، علی بن عشم المصیصی اور داؤد بن یحییٰ غیر معروف ہیں اور صاحب حکایت ایک مجہول الحال آدمی ہے، اور اس طرح کی روایات ناقابل اعتبار ہوتی ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

۱۳۱۔ ابوالحسین المنادی نے جزء مذکور میں کہا ہے۔ (۱)

مجھ سے احمد بن ملاعب نے ان سے سیکھی بن سعید نے بیان کیا ہے کہ مجھے ابو جعفر کوئی نے بتایا کہ مجھ سے ابو عمر العصبی نے بیان کیا، کہا:

میں ملک شام میں مسلمہ بن مصقلہ کی تلاش میں نکلا جنہیں ابدال میں شمار کیا جاتا ہے، ان سے وادی اردن میں میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے کہا کیا میں تمہیں اس چیز کی خبر نہ دوں جسے آج میں نے اس وادی میں دیکھا ہے، میں نے کہا ضرور! کہا: آج جب میں اس وادی میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک شیخ ایک درخت کے پاس نماز پڑھ رہے ہیں، میرے دل میں آیا کہ یہ الیاس نبی ہیں میں ان کے قریب گیا اور ان سے سلام کیا، وہ رکوع میں چلے گئے اور جب بیٹھے تو دائیں اور بائیں سلام پھیرا، پھر میری جانب متوجہ ہوئے اور کہا علیک السلام میں نے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں کہا میں الیاس نبی ہوں (یہ سن کر) میرے اوپر کچپی طاری ہوگئی اور میں گدی کے بل گر گیا۔ کہتے ہیں کہ وہ میرے قریب آئے اور اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے کندھے کے درمیان محسوس کیا، میں نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ میرے لئے دعا کریں کہ میری وہ کیفیت جو میں پاتا ہوں ختم ہو جائے تاکہ آپ کی باتیں سمجھ سکوں، چنانچہ انہوں نے ۸ اسماء کے واسطے سے دعا کیا پانچ عربی زبان کے اور تین سریانی زبان کے، یا واحد یا احد یا فرد یا وتر اور تین دوسرے اسماء کے ساتھ دعا کیا جس کو میں سمجھ نہیں سکا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے بیٹھایا تو میری وہ کیفیت جو میں محسوس کرتا تھا ختم ہوگئی، میں نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا آپ اس آدمی کو دیکھ نہیں رہے ہیں جو یہ کر رہا ہے یعنی مروان بن محمد

(۱) جزء مذکور سے مراد ابوالحسین بن المنادی کی وہ کتاب ہی جسے انہوں نے حالات خضر میں تصنیف کیا ہے اور

اس پر ہر مؤلف نے اعتماد کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

اور وہ ان دنوں حمص کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، مجھ سے کہا تمہیں اس سے کیا سروکار ہے وہ ظالم اور سرکش ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! میں اس کے پاس گیا لیکن اس نے مجھ سے منہ پھیر لیا، میں دونوں فریق کے پاس گیا لیکن دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی جانب بھی میرا میلان نہیں ہوا، اور میں اللہ سے توبہ و استغفار کرتا ہوں، کہتے ہیں کہ یہ سن کر میری جانب متوجہ ہوئے پھر کہا تم نے اچھا کیا کذا فقل ثم لا تعد میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اس وقت روئے زمین پر کوئی ابدال میں سے ہے کہا ہاں ساٹھ آدمی ہیں۔ ۵۰ آدمی عریش سے فرات کے درمیان ہیں، ۳۰ مصیصہ میں، ایک انطاکیہ میں اور باقی تمام امصار عرب میں ہیں، میں نے کہا اے اللہ کے نبی! کبھی آپ کی اور خضر کی ملاقات ہوتی ہے، کہا ہاں، ہر موسم حج میں منیٰ میں، میں نے کہا تم دونوں کی بات کیا ہوتی ہے کہا وہ میرے بال کاٹتے ہیں اور میں ان کے بال کاٹتا ہوں، میں نے کہا اے اللہ کے نبی! میں تنہا آدمی ہوں میرے بچے اور بیوی نہیں ہیں اگر آپ مناسب سمجھیں اور اجازت دیں تو میں آپ کی صحبت میں رہوں کہا تمہارے اندر اس کی طاقت نہیں ہے یا تم اس پر قدرت نہیں رکھتے ہو، کہا کہ وہ مجھ سے بات ہی کر رہے تھے کہ میں نے دیکھا ایک دسترخوان درخت کی جڑ سے نکلا اور ان کے سامنے رکھ دیا گیا، کس نے رکھا میں اسے دیکھ نہ سکا، اس میں تین چپاتیاں تھیں، انہوں نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور مجھ سے کہا کھاؤ اور بسم اللہ کرو اور اپنے سامنے سے کھاؤ، میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور دونوں نے ڈیڑھ ڈیڑھ چپاتی تناول کیا، پھر وہ دسترخوان اٹھالیا گیا اور میں نے کسی کو اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر ایک برتن لایا گیا جس میں مشروب تھا وہ آپ کے سامنے رکھ دیا گیا اور میں نے کسی رکھنے والے کو نہیں دیکھا، انہوں نے اسے پیا پھر مجھے دیا اور کہا پیو میں نے پیا تو شہد سے زیادہ بیٹھا تھا اور دودھ سے زیادہ سفید تھا، میں نے برتن کو رکھ دیا اور برتن اٹھالیا گیا کس نے اٹھایا میں نے

کسی کو نہیں دیکھا۔

پھر انہوں نے وادی کے نشیب کی جانب دیکھا، دیکھتے ہی ایک جانور آ گیا، جو گدھے سے بڑا اور فخر سے چھوٹا تھا اور اس پر زین تھا جب ان کے پاس پہنچا تو اترے اور کھڑے ہوئے کہ اس پر سوار ہو جائیں اور میں گھوم کر پہنچا کہ اس جانور کی رکاب پکڑ لوں، وہ سوار ہوئے پھر چلے، میں بھی ان کے بازو میں چلا اور میں کہہ رہا تھا اے اللہ کے نبی! اگر مناسب ہو اور آپ اجازت دیں تو میں آپ کی مصاحبت اختیار کر لوں اور آپ کے ساتھ ہو جاؤں، کہا میں کہہ نہیں چکا کہ تمہارے اندر اس کی طاقت نہیں ہے، میں نے کہا آپ سے ملاقات کی صورت کیا ہوگی، کہا جب میں تم کو دیکھوں گا تو تم مجھے بھی دیکھو گے، میں نے کہا کب، کہا امید ہے کہ تم مجھ سے رمضان میں مل سکو گے جب کہ میں بیت المقدس میں معتکف ہوں گا، ان کے سامنے ایک درخت آ گیا انہوں نے اس کے ایک جانب کا راستہ اختیار کیا میں دوسری جانب سے گھوم کر سامنے آیا تو میں نے کچھ نہیں دیکھا۔ (۱)

ابن الجوزی کہتے ہیں: مسلمہ اور ان سے روایت کرنے والا راوی اور ابو جعفر کوفی

غیر معروف ہیں۔ (۲)

۱۳۲۔ داؤد بن مہران سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شیخ نے حبیب بن المعلم ابو محمد بصری سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا اور اس سے کہا تم کون ہو تو اس نے کہا میں خضر ہوں۔ (۳)

(۱) تہذیب تاریخ ابن عساکر ۱۰۲/۳

(۲) الاصابۃ ۲/۳۲۷ ابو جعفر کوفی سے روایت کرنے والا یحییٰ بن سعید السعیدی بھی متکلم فیہ ہے، ابن حبان کہتے

ہیں یہ آدمی مقلوبات اور ملزقات روایت کرتا ہے اس سے احتجاج درست نہیں ہے

الاصابۃ ۲/۳۲۹۔ اس روایت میں حبیب سے روایت کرنے والا مجہول ہے، علاوہ ازیں اس پر کوئی دلیل نہیں

ہے کہ وہ خضر موسیٰ تھے، ممکن ہے کہ وہ کسی ایسے آدمی سے ملے ہوں، جس کا نام خضر رہا، ہو اور یہ سمجھے ہوں کہ یہ وہی

خضر ہیں جو مشہور ہیں

۱۳۳۔ محمد بن عمران سے مروی ہے وہ جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ساتھ تھے ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے چند مسائل دریافت کیا۔ کہتے ہیں کہ مجھے حکم دیا کہ میں اس آدمی کو واپس بلاؤں تو میں نے اس کو نہیں پایا، کہا یہ خضر تھے۔ (۱)

۱۳۴۔ ابو جعفر منصور سے مروی ہے انہوں نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ طواف میں کہہ رہا ہے أشکو إليك ظہور البغی والفساد میں تجھ سے ظلم و فساد کے ظاہر ہونے کی شکایت کر رہا ہوں، انہوں نے اسے بلایا اور نصیحت کی اور نصیحت میں مبالغہ کیا پھر وہ آدمی جب وہاں سے چلا گیا تو کہا اس کو بلاؤ جب لوگوں نے اس کو نہیں پایا تو کہا یہ خضر تھے۔ (۲)

۱۳۵۔ ابن عساکر نے عمر بن فروخ، عن عبد الرحمن بن حبيب، عن سعيد بن سعيد، عن أبي طيبة، عن كرز بن وبره کے طریق سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں:

میرا ایک بھائی شام سے میرے پاس آیا اس نے مجھ کو ایک ہدیہ دیا میں نے کہا تم کو کس نے یہ ہدیہ کیا ہے، کہا ابراہیم تمہی نے، میں نے کہا ابراہیم تمہی کو کس نے یہ ہدیہ کیا ہے، کہا میں صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا میرے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا میں خضر ہوں اور مجھے تسبیحات و دعائیں سکھائیں۔ (۳)

۱۳۶۔ ابو الحسن السنادی نے مسلمہ بن عبد الملک عن عمر بن عبد العزيز کے طریق سے ذکر

(۱) الاصابۃ ۳۲۹/۲۔ اس کے بارے میں بحث فقہ ۹۲ میں گزر چکی ہے، حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کی سند مجہول ہے دیکھیں فتح الباری ج ۶ ص ۲۳۵۔ ۲۳۶

(۲) الاصابۃ مع الاستیعاب ۲۹۹/۱ میں کہتا ہوں تلاش کرنے پر نہ پاتا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ وہ خضر تھے۔

(۳) تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۱۵۷، الاصابۃ ۳۲۹/۲، فتح الباری ۶ ص ۲۳۵، فتح الباری میں اتنا اضافہ ہے انہوں نے ان کو ایک چیز سکھائی کہ جب وہ اسے کریں گے تو نبی ﷺ کو خواب میں دیکھیں گے اس کی سند

میں ایک راوی مجہول وضعیف ہے۔

کیا ہے کہ انہوں نے خضر سے ملاقات کی ہے۔ (۱)

۱۳۷۔ ابو بکر دینوری کے مجالسہ میں ابراہیم بن خالد عن عمر بن عبدالعزیز کے طریق سے ہے کہتے ہیں: میں نے خضر کو دیکھا وہ تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے نفس! صبر کر ان ایام پر جو گزر گئے اس ہیشگی کے ایام کے لئے، اور قلیل ایام پر صبر کر اس طویل ایام کے لئے۔ (۲)

۱۳۸۔ اور یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں کہا ہے: ہم سے محمد بن عبدالعزیز المرطبی نے بیان کیا ہے کہتے ہیں ہم سے ضمیرہ ابن ربیعہ نے سری بن یحییٰ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا انہوں نے ریح بن عبیدہ سے روایت کیا کہتے ہیں:

میں نے ایک آدمی کو دیکھا وہ عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ساتھ ان کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے چل رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ آدمی بد اخلاق اور اجڈ ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا اے ابو حفص! آپ کے ساتھ ابھی آپ کے ہاتھ کا سہارا لئے ہوئے کون تھا؟ انہوں نے کہا اے ریح! کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے کہا ہاں، کہا میں تمہیں نیک آدمی خیال کرتا ہوں یہ میرے بھائی خضر تھے، مجھے بشارت دی ہے کہ میں اس امت کا خیر خواہ اور سب سے عادل ہوں۔ (۳)

میں کہتا ہوں یہ ان سندوں میں سب سے عمدہ ہے جن پر میں اس سلسلے میں

(۱) الموضوعات لابن الجوزی ج ۱ ص ۱۹۹ ابو الحسن بن المتادی کا قول ہے کہ مسلمہ کی حدیث لاشئ کی طرح ہے۔

(۲) الاصابہ ۲/۳۳۰

(۳) المعرفة والتاریخ للبسوی ج ۱ ص ۵۷۷، المیزان للذہبی ج ۲ ص ۱۱۸۔ التذکرہ للذہبی ۱/۱۹۹، حلیۃ الاولیاء ۲۵۴/۵، الموضوعات لابن الجوزی ۱/۱۹۹، البدایۃ والنہایۃ ۱/۳۴۴، سیرۃ عمر بن عبدالعزیز لابن عبدالحکیم ۳۲-۳۳

واقف ہوا ہوں۔ (۱)

۱۳۹۔ اس روایت کو ابو عروبة الحرانی (۲) نے اپنی تاریخ میں ایوب بن محمد الوزان سے بھی نقل کیا ہے۔

۱۴۰۔ اسے ابو نعیم نے "الحلیة" میں ابن المقرئ عن ابی عروبة کے واسطے سے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۴۱۔ اور ہم نے حافظ ابی عبداللہ محمد بن مسلم بن وارہ الرازی کے فوائد جزء اول (۳) میں ذکر کیا ہے مجھ سے لیث بن خالد ابو بکر و عمر جو ثقہ تھے بیان کیا اور ان سے مسیب ابو یحییٰ نے بیان کیا جو مقاتل بن حیان کے اصحاب میں سے ہیں۔ کہتے ہیں میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس پہنچا تو وہاں ایک آدمی یا شیخ تھے جو ان سے بات کبر ہے تھے یا کہا کہ ان پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں پھر وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے میں نے کہا اے امیر المؤمنین! میں نے ایک آدمی کو دیکھا تھا کہ وہ آپ سے بات کر رہا ہے کہا: کیا تم نے اس کو

(۱) الاصابۃ ۲/۳۳۰، الفتح ۶/۴۳۵ وقال لابس برجالہ۔ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں الرملی مجروح عند العلماء وقد قدح ابو الحسین بن المنادی فی ضمرة والسری والریاح وقال: حدیث ریاح کالریح واورد من طریق آخر عن عمر بن عبدالعزیز انه اجتمع بالخضر وضعفها کلھا، الموضوعات ۱/۱۹۹، البدایة والنہایة ۱/۳۴۴۔

(۲) یہ حسین بن محمد بن مودود بن حماد السلمی ہیں محدث حران اور صاحب تاریخ سے مشہور ہیں۔ حدیث، فقہ اور علم کلام کی اچھی معلومات رکھنے والے تھے، بعض لوگوں نے انہیں تشیع کی جانب مائل بھی بتایا ہے، دیکھئے التذکرۃ ۴/۷۲۔

(۳) یہ ابو عبداللہ محمد بن مسلم بن عثمان بن وارة الرازی ہیں، ان سے نسائی نے روایت کیا ہے نسائی اور بخاری نے بھی اپنی صحیح کے علاوہ میں ان سے روایت کیا ہے۔ طحاوی کہتے ہیں تین آدمی رے میں ایسے گزرے ہیں جن کے ہم پہلے اس وقت رے زمین پر کوئی نہ تھا، ابو حاتم، ابو زعد اور ابن وارة ملاحظہ ہوا لہذا ۲/۵۷۵ اور

تقریب ۳۱۸-۳۱۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

دیکھا ہے میں نے کہا ہاں کہا وہ میرے بھائی خضر تھے وہ میرے پاس آتے ہیں میری رہنمائی کرتے ہیں اور اچھے مشورہ سے نوازتے ہیں۔ (۱)

۱۴۲۔ ابو عبد الرحمن السلمی (۲) اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: میں نے محمد بن عبد اللہ الرازی سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے بلال خواص سے سنا وہ کہتے تھے میں بنی اسرائیل کی تیبہ (وہ جگہ جہاں موسیٰ علیہ السلام و بنی اسرائیل بھٹک گئے تھے یہ ایلہ و نصر اور بحر قلزم سرزمین شام کے جبال سراۃ کے درمیان ہے) میں تھا اچانک دیکھا کہ ایک آدمی میرے ساتھ چل رہا ہے میں تعجب میں پڑ گیا، پھر میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ وہ خضر ہو سکتے ہیں، میں نے کہا آپ کون ہیں کہا میں آپ کا بھائی خضر ہوں، میں نے کہا شافعی کے بارے میں کیا رائے ہے، کہا وہ ابدال میں سے ہیں میں نے کہا احمد بن حنبل، کہا سچے ہیں، میں نے کہا بشر بن حارث (۳) کہا ان کی طرح ان کے بعد کوئی پیدا نہیں ہوا، میں نے کہا کس وسیلہ سے میں نے آپ کو دیکھا: کہا، اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے۔ (۴)

۱۴۳۔ ابو نعیم نے ”حلیۃ الاولیاء“ میں لکھا ہے: ہم سے ظفر بن احمد نے بیان کیا کہتے ہیں ہم سے عبد اللہ بن ابراہیم الحریری نے بیان کیا کہا کہ ابو جعفر محمد بن صالح بن ذریح کہتے ہیں کہ بلال خواص نے کہا:

(۱) الاصابۃ ۲/۳۳۰

(۲) یہ محمد بن حسین بن موسیٰ ابو عبد الرحمن السلمی خراسان کے شیخ الصوفیہ و عالم ہیں۔ لوگوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ قابل اعتماد نہیں ہیں، خطیب کہتے ہیں وہ غیر ثقہ ہیں، صوفیاء کے لئے حدیثیں وضع کرتے تھے سلمی وضع کے ساتھ ساتھ مہتمم بالکذب ہیں ذہبی کہتے ہیں: ألف حقائق التفسیر فأتی فیہ بمصائب و تاویلات الباطنیۃ نسأل اللہ العافیۃ۔ ملاحظہ ہو۔ تاریخ بغداد ۲/۲۴۸، التذکرۃ ۱۰، ۴۶، ۳، المیزان ۳/۲۳۰۔

(۳) یہ حانی شیخ عراق ہیں جو اپنی ثقاہت و زہد میں مشہور تھے ان کا انتقال ۲۲۷ میں ہوا ہے۔

(۴) الاصابۃ ۲/۳۳۰

میں نے خضر کو خواب میں دیکھا ان سے کہا آپ کی بشر کے بارے میں کیا رائے ہے کہا ان جیسا ان کے بعد کوئی پیدا ہی نہیں ہوا، میں نے کہا احمد کے بارے میں کیا رائے ہے، کہا وہ صدیق ہیں۔ میں نے کہا ابو ثور کے بارے میں کیا رائے ہے، کہا وہ طالب حق آدمی ہیں، میں نے کہا کس وسیلہ سے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہا اپنی ماں کے ساتھ نیک برتاؤ کی وجہ سے۔ (۱)

۱۳۴۔ ابوالحسن بن جہضم (۲) کہتے ہیں: ہم سے محمد بن داؤد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے محمد بن صلت نے بشر بن حارث حافی سے بیان کیا کہتے ہیں:

میرا ایک حجرہ تھا جب میں اس حجرہ سے نکلتا تھا تو اسے بند کر دیتا تھا۔ چابی میرے پاس رہتی تھی۔ ایک دن جب میں آیا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں، میں گھبرا گیا۔ اس آدمی نے کہا اے بشر! گھبراؤ نہیں، میں آپ کا بھائی ابوالعباس خضر ہوں۔ بشر کہتے ہیں میں نے اس سے کہا مجھے کچھ سکھاؤ انہوں نے کہا ہو استغفر اللہ من کل ذنب تبت منه، ثم عدت إلیه، وأسأله التوبة واستغفر اللہ من کل عقد عقدته علی نفسی ففسخته ولم أف به۔ (۳)

۱۳۵۔ عبدالمغیث (۴) نے ابن عمر کی حدیث میں سے یہ حدیث ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ

(۱) حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۱۸۷، الاصابۃ ۳۳۱/۲

(۲) یہ معروف بالکذب ہیں

(۳) الاصابۃ ۳۳۱/۲ اس روایت کے اندر ابن جہضم ہیں اور وہ کذاب ہیں۔

(۴) یہ ضیاء الدین ابوالعزیز عبدالمغیث بغدادی ہیں محدث خابری لغوی ہیں ان کی تصانیف میں سے ایک تصنیف کا نام ہے الانتصار لمسند الامام احمد ہے اور دوسری کتاب کا نام کتاب فی فضائل یزید بن معاویہ ہے ملاحظہ ہو: الکامل لابن الاثیر ۲۱۱/۲۱۳، البدایۃ ۱۲/۲۲۸ ایضاً المکنون ۲/۲۷۴، ۲۷۴۔

ﷺ نے فرمایا:

تمہیں اس سے کون سی چیز مانع ہے کہ اپنے گناہوں کو میرے بھائی خضر کے کلمات سے مٹاؤ پھر انہیں کلمات کو بیان کیا جس کا ذکر بشری حکایت میں ہوا۔ (۱)

۱۳۶۔ ابو نعیم ابوالحسن بن مقسم ابو محمد حریری سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں: میں نے ابواسحاق المرستانی سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے خضر کو دیکھا انہوں نے مجھے دس کلمات سکھائے اور اسے اپنے ہاتھ سے شمار کیا۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْإِقْبَالَ عَلَيْكَ، وَالْإِصْغَاءَ إِلَيْكَ، وَالْفَهْمَ عَنكَ، وَالْبَصِيرَةَ فِي أَمْرِكَ، وَالنَّفَازَةَ فِي طَاعَتِكَ، وَالْمَوَاطَبَةَ عَلَى إِرَادَتِكَ، وَالْمُبَادَرَةَ إِلَى خِدْمَتِكَ، وَحَسْنَ الْأَدَبِ فِي مَعَامَلَتِكَ، وَالتَّوْفِيضَ إِلَيْكَ (۲)

۱۳۷۔ ابوالحسن بن جہضم کا بیان ہے کہتے ہیں: ہم سے غلدی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہم سے ابن مسروق نے اور ان سے ابو عمران الخياط نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھ سے خضر نے کہا میرا خیال ہے کہ اللہ کے جتنے ولی ہیں میں سب کو پہچانتا ہوں، چنانچہ میں ملک یمن کے شہر صنعاء میں تھا اور لوگ عبدالرزاق کے ارد گرد بیٹھے حدیث سن رہے تھے اور ایک جوان مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا تھا، اس نے مجھ سے کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ لوگ عبدالرزاق سے سن رہے ہیں اس نے کہا کس سے؟ میں نے کہا عن فلان عن فلان عن فلان عن النبی ﷺ اس نے کہا ان لوگوں نے اللہ سے کیوں نہیں سنا؟ میں نے کہا کیا

(۱) الاصابۃ ۳۲۱/۲ یہاں کلمات خضر کو حدیث مرفوع بنا دیا گیا ہے اور فقرہ ۱۴۳ میں ہے کہ یہ وہ کلمات ہیں جو خضر نے حافی کو سکھایا تھا اس سے مفسری کا کذب واضح ہو جاتا ہے۔

(۲) تہذیب تاریخ ابن عساکر ج ۵ ص ۱۵۶، ۱۵۷، اور کہا ہے: اس کی سند میں ابن مقسم ہے۔ خطیب کہتے ہیں یہ غیر ثقہ ہے، ابن الجوزی کہتے ہیں اس کے اندر دو احتمال ہے ایک یہ کہ اس نے خضر کو خواب میں دیکھا ہے، دوسرے یہ کہ اس نے کسی ایسے آدمی کو دیکھا ہے جس کا نام خضر تھا۔ الاصابۃ ۳۳۱/۲۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

آپ اللہ سے سنتے ہیں کہا: ہاں، میں نے کہا آپ کون ہیں؟ کہا میں خضر ہوں۔ کہا اب مجھے معلوم ہوا کہ اللہ کے بہت سے اولیاء ایسے ہیں جن کو میں نہیں پہچانتا ہوں۔

اور ابن جہضم کذب کے ساتھ معروف ہیں (۱)

۱۳۸۔ حسن بن غالب سے روایت ہے کہتے ہیں:

میں نے حج کیا لوگ مجھ سے آگے چلے گئے اور میرا ان کا ساتھ چھوٹ گیا، مجھ سے ایک جوان ملا اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ان کے پاس پہنچا دیا۔ جب میں گھر آیا تو گھر والوں نے کہا ہم نے سنا تھا کہ تم ہلاک ہو گئے، ہم ابوالحسن قزوینی کے پاس گئے اور ان سے اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اللہ سے ان کے لئے دعا کیجئے، انہوں نے کہا وہ ہلاک نہیں ہوئے ہیں اور اس نے خضر کو دیکھا ہے۔ جب میں آیا تو ان کے پاس گیا، مجھ سے کہا کہ تمہارے صاحب نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ حسن بن غالب نے کہا میں مسجد میں تھا میرے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کل تمہارے پاس ایک ہدیہ آئے گا اسے قبول نہ کرو اور اس کے چند ایام کے بعد ایک ہدیہ آئے گا اسے قبول کر لو اور مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ابوالحسن قزوینی نے میرے بارے میں کہا ہے کہ اس نے خضر کو دوبارہ دیکھا ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ حسن بن غالب لوگوں کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ (۲)

۱۳۹۔ ابن عساکر نے ابوزرعہ رازی (۳) کے ترجمہ میں بسند صحیح نقل کیا ہے کہ جب وہ جوان تھے تو ان سے ایک آدمی ملا جو ہندی لگائے ہوئے تھا۔ اس نے ان سے کہا تم امراء

(۱) الاصابہ ج ۲ ص ۳۳۲

(۲) الاصابہ ج ۲ ص ۳۳۲

(۳) ابوزرعہ کا پورا نام عبداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ ہے، امام حافظ ثقہ کے طور پر مشہور ہیں۔ صغانی کہتے ہیں کہ ابوزرعہ ہمارے نزدیک احمد بن حنبل کی طرح ہیں۔ ابوزرعہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے فتویٰ طلب کیا کہ اس نے طلاق کی قسم کھالی ہے کہ آپ کو ایک لاکھ حدیثیں یاد ہیں تو کہا تمہاری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی اسے اپنی زوجیت میں باقی رکھو، التذکرۃ ج ۲ ص ۵۵۷، التقریب ۲۲۶ ع ۱۔

کے دروازے پر مت جانا۔ کہتے ہیں پھر میری ملاقات اس سے ہوئی جب کہ میں بوڑھا ہو گیا تھا اور وہ ویسے ہی جوان تھا، اس نے مجھ سے کہا میں نے تم کو امراء کے دربار میں جانے سے روکا نہیں تھا، کہتے ہیں پھر میں اس کی جانب متوجہ ہوا تو وہ دکھائی نہیں دیا، لگتا تھا کہ زمین پھٹ گئی اور وہ اس میں چلا گیا، میں سمجھتا ہوں کہ وہ حاضر تھے، اس کے بعد نہ تو میں نے کسی امیر سے ملاقات کی نہ اس کے دروازے پر گیا اور نہ ہی اس سے اپنی کوئی حاجت طلب کی۔ (۱)

۱۵۰۔ ابن ابی حاتم نے جرح و تعدیل میں کہا ہے:

عبداللہ بن عمر نے زہد کے بارے میں ایک کلام ایک ایسے آدمی سے بیان کیا ہے جسے دیکھا تھا پھر وہ غائب ہو گیا اور وہ جان نہ سکے کہ کیسے چلا گیا، چنانچہ وہ اس آدمی کو حاضر سمجھتے تھے۔

نعیم بن میسرہ نے صوبہ یحصب کے ایک آدمی سے ان کے بارے میں بیان کیا ہے۔

۱۵۱۔ ابراہیم بن ادہم کے حالات میں ہم سے بیان کیا گیا ہے۔

ابراہیم بن بشار ابراہیم کے خادم کہتے ہیں شام میں میں ان کے ساتھ تھا۔ میں نے کہا اے ابواسحاق! مجھے اپنے ابتدائی حالات بتائیے! کہا جوانی میں مجھ کو شکار کا بہت شوق تھا۔ میں ایک دن نکلا ایک ہرن یا لومڑی کا پیچھا کیا، میں اسے دوڑا رہا تھا کہ کسی ندا دینے والے نے جو مجھے نظر نہیں آ رہا تھا ندا دیا اے ابراہیم! کیا تم اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہو، کیا تمہیں اس کا حکم دیا گیا ہے، یہ سن کر میں گھبرا گیا اور رک گیا، پھر میں نے پناہ مانگی اور سواری کو ایڑ لگا دیا، اس نے یہ کام کئی بار کیا، پھر مجھے کسی ندا دینے والے نے زین کے اگلے حصہ سے ندا دی، اللہ کی قسم! نہ تو تم اس کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور نہ ہی تمہیں

(۱) الاصابۃ ۲/۳۳۲، الفتح ۳۳۵ میں کہتا ہوں کس دلیل سے اس کے خیال میں آیا کہ وہ حاضر ہیں۔ کیا حضرت

کوئی علامت ہے جس سے ان کو پہچانا جاسکے۔

اس کا حکم دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں یہ سن کر میں اپنی سواری سے نیچے اتر آیا میں نے اپنے والد کے ایک چرواہے کو پایا جو بکریاں چرا رہا تھا۔ میں نے اون کا ایک جبہ لیا اور اسے پہن لیا، گھوڑا اور جو کچھ میرے پاس تھا اس کے حوالے لے کیا اور مکہ کی جانب چل پڑا، میں بادیہ میں تھا کہ میں نے دیکھا میں ایک آدمی کے ساتھ چل رہا ہوں، اس کے پاس برتن ہے نہ تو شہ، جب شام کا وقت ہوا اور مغرب کی نماز پڑھی تو اس نے زیر لب کچھ کہا جسے میں سمجھ نہیں سکا، پھر دیکھتا ہوں کہ ایک برتن ہے جس میں کھانا ہے اور ایک دوسرے برتن میں پانی ہے۔ میں نے اس کے ساتھ کھانا کھایا اور پانی پیا، اسی طرح چند ایام گزرتے رہے، اس نے مجھے اللہ کا اسم اعظم سکھایا پھر لاپتہ ہو گیا اور میں تنہا رہ گیا۔ ایک دن جب کہ میں تنہائی سے بیزار ہو گیا تھا اللہ سے دعا کی، اچانک ایک آدمی آیا میری کمر کو پکڑا اور مجھ سے کہا مانگو تمہارا مطالبہ پورا کیا جائے گا۔ میں اس کی یہ بات سن کر گھبرا گیا اس نے مجھ سے کہا ڈرو نہیں میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ (۱)

۱۵۲۔ عبد المغیث بن زہیر الحرابی جنبلی نے اپنی کتاب میں جسے حالات خضر کے بارے میں لکھا ہے، بیان کیا: احمد بن حنبل سے روایت ہے کہتے ہیں میں بیت المقدس میں تھا وہاں میں نے خضر اور الیاس کو دیکھا ہے۔ (۲)

۱۵۳۔ احمد سے روایت ہے کہتے ہیں، میں سویا ہوا تھا میرے پاس خضر آئے اور کہا احمد سے کہہ دو ساکنین سماء اور ملائکہ تم سے خوش ہیں۔ (۳)

۱۵۴۔ احمد بن حنبل سے مروی ہے انہوں نے مکہ کا سفر ایک آدمی کی مصاحبت میں کیا کہتے ہیں میرے دل میں آیا کہ یہ خضر ہیں۔ (۴)

(۱) طبقات الصوفیة للسلمی ۲۹-۳۱، تہذیب تاریخ ابن عساکر ۲/۱۷۴-۱۷۵، الاصابۃ ۲/۲۳۳، (یہ عقائد رکھنا کہ وہ خضر تھے درست نہیں ہے اس لئے کہ اس پر کسی مضموم کی دلیل موجود نہیں ہے جس کی بات مانی واجب ہو۔)

(۲) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۳۴

(۳) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۳۴

(۴) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۳۴

ابن الجوزی نے اس کی تردید میں کہا ہے کہ عبدالمغیث نے اس سلسلے میں جو جمع

کیا ہے وہ احمد سے ثابت نہیں۔ (۱)

۱۵۵۔ اور ان کے بارے میں معروف کرنی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا مجھ سے خضر نے بیان کیا، معروف کرنی سے اس طرح کی بات کیوں کر صحیح ہو سکتی ہے۔ (۲)

۱۵۶۔ ابو حیان نے اپنی تفسیر میں کہا ہے بہت سے نیک لوگوں نے یہ بات غلط کہی ہے کہ ان میں بعض لوگوں نے خضر کو دیکھا ہے۔

امام ابوالفتح القشیری اپنے ایک شیخ کے بارے میں بتاتے ہیں کہ انہوں نے خضر کو دیکھا ہے اور ان سے بات کیا ہے جب ان سے کہا گیا کہ انہیں کس نے بتایا کہ وہ خضر ہیں یا کیسے پہچانا ہے تو سکوت اختیار کر لیا۔ بعض کا قول ہے کہ ہر زمانے کے لئے الگ الگ خضر ہیں۔ (۳)

میں کہتا ہوں اس کو اگر مان لیا جائے یہ اس بات پر دلیل ہے کہ مشہور خضر

مرگئے۔ (۴)

۱۵۷۔ ابو حیان کہتے ہیں: ہمارے بعض شیوخ حدیث مثلاً عبد الواحد عباسی حنبلی اپنے اصحاب کو یہ یقین دلاتے تھے کہ خضر سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ (۵)

۱۵۸۔ مجھ سے ہمارے شیخ حافظ ابو الفضل العراقي نے بیان کیا ہے کہ شیخ عبداللہ بن اسعد الیافعی (۶) یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ خضر زندہ ہیں، کہتے ہیں میں نے بخاری، الحر بنی اور ان دونوں کے علاوہ کی رائے کو جو اس کے خلاف ہے بتایا تو غصہ میں آگئے اور کہا کہ جس کی یہ رائے ہو کہ ان کا انتقال ہو گیا میں اس سے ناراض ہو گیا۔ کہتے ہیں ہم نے ان سے کہا ہم نے ان کی موت کے اعتقاد سے رجوع کر لیا۔ (۷)

(۱) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۳۳ - (۲) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۳۴

(۳) البحر المحیط ج ۶ ص ۱۴۸ - (۴) الاصابۃ ج ۲ ص ۳۳۴

(۵) البحر المحیط ج ۱ ص ۱۴۸

(۶) عبداللہ الیافعی صاحب روضۃ الریاحین و مرآۃ الجنان، تصوف اور اصول الدین میں ان کی کتابیں ہیں۔

(۷) الدرر الکامنة فی اعیان المایة الثامنة

۱۵۹۔ اور ہم نے ان لوگوں میں سے جو اس بات کے مدعی تھے کہ انہوں نے خضر سے بلاقات کی ہے قاضی علم الدین البساطی کو بھی پایا جو ظاہر بقوق کے زمانے میں مالکیہ کے قضا کے ذمہ دار تھے اور اکثر اہل علم اس کے منکر ہیں۔

۱۶۰۔ خضر کے بارے میں عوام کا جو عقیدہ ہے قوی دلائل کی بنا پر نفس کا میلان اس کے خلاف ہے لیکن روایات کے ناقلین کی تعداد کی کثرت کی بنا پر جو استمرار حیات پر دلالت کرتی ہیں شبہ بھی پیدا ہوتا ہے، اگر یہ کہا جائے کہ ان تمام کی اسانید وہی ہیں اس لئے ان کی کمزوری کی وجہ سے کسی طریق کو قبول نہیں کیا جاسکتا تو ان تمام کے بارے میں کیا حکم لگایا جاسکتا ہے کیونکہ یہ روایات اس صورت میں تو اتر معنوی کو پہنچ جاتی ہیں۔

۱۶۱۔ جو لوگ عدم بقاء کے قائل ہیں ان کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے ﴿وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ﴾ (الانبیاء: ۳۴) اور حدیث راس مائة سنة (۱) اور اس کے علاوہ دوسری حدیثیں ہیں جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

۱۶۲۔ خضر کے عدم بقا کی سب سے قوی دلیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا حاضر نہ ہونا ہے اور پچھلی امتوں میں سے صرف ان کو لمبی عمر دیئے جانے پر کسی دلیل شرعی کا نہ ہونا ہے اور جس پر قائم نہیں رہا جاسکتا وہ ان کی نبوت کا یقینی ہونا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ایک فرشتہ ہیں تو اشکال ختم ہو جائے گا جیسا کہ پہلے گزرا (۲) اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ حافظ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن حجر الکنانی العسقلانی کی کتاب الزھر النضر فی نبأ الخضر مکمل ہو گئی۔

اس کی تالیف سے ۱۰ شوال ۸۶۷ ہجری میں فراغت ہوئی۔



(۱) صحیح البخاری ۲۳۱/۱ کتاب العلم باب السمر بالعلم

(۲) امام نووی نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ یہ قول کہ وہ فرشتہ تھے غریب باطل قول ہے اور ابن کثیر نے البدایة

والنہایة میں کہا ہے ہذا غریب جدا واللہ اعلم

فہیمہ

3000

سنتہ کے نام

معانی اور انگریزی رسم الخط کے ساتھ

مرتب

سرفراز احمد اشفاق احمد فیضی

Rs: 75/- Page: 160

صحیح بخاری برائے معترضات کا علمی جائزہ

صحیح بخاری کا دفاع

تالیف حافظ زبیر علی زکی

Rs: 200/- Page: 348

شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم

تالیف احمد خلیل جمعہ

اردو قلاب محمود احمد غضنفر

تاریخ عالم اور تاریخ اسلام صحابہ کرام کے روشن اور شاندار تذکروں سے مزین اور آراستہ ہے۔ بہادری اور شہسواریوں کا ایک دستہ جنہوں نے دین اسلام کے پودے کی اسے خون سے آبیاری کی۔ شجاعت اور بہادری کی داستان رقم کرنے والی جماعت کا مکمل تذکرہ۔

Rs: 320/- Art Paper Page: 488

خواتین اہل بیت

رسالت مآب ﷺ کی پاکیزہ ازواج مطہرات، بیٹیوں اور نواسیوں کی پر نور سیرت کا دل آویز اور ایمان افروز تذکرہ

تالیف احمد خلیل جمعہ

اردو قلاب محمود احمد غضنفر

Rs: 425/- Page: 736

عہد نبوی کی جلیل القدر خواتین کا دلنشین تذکرہ

صحابیات طیبات

تالیف احمد خلیل جمعہ

اردو قلاب محمود احمد غضنفر

Rs: 400/- Page: 670

تذکرہ صحابیات

تالیف: مولانا محمد اسحاق بھٹی

Rs: 170/- Page: 288

جلداول و دوم

فتاویٰ علمییہ

(السعدي)

توضیح الاحکام

تالیف حافظ زبیر علی زنی

Rs: 700/- Page: 1286

لفظ بہ لفظ اور با محاورہ آسان اردو ترجمہ قرآن
اور مستند کتب فقیر سے ماخوذ ضروری حواشی

تفہیم الفرقان

مترجم حافظ عمران ایوب لاہوری

Rs: 750/- Page: 1104

علمائے سعودیہ کے منتخب فتاویٰ کا اردو ترجمہ

روزہ کے سو مسائل

ترجمہ و ترتیب

شیخ اسعد اعظمی

Rs: 50/- Page: 88

فاموس البیع

بدعات

النسائی کی روپیڈیا

ماہر ذمہ نشینات علامہ محمد ناصر الدین البانی

ترجمہ و استقراکات ڈاکٹر حافظ محمد شہباز رکن

جمع و ترتیب ابو نعیمہ مشہور رکن آل سلمان

ابو عبداللہ احمد بن اسماعیل شکوکانی

₹ 650/-

اربعین فی تریبۃ البنات والبنین
بچوں کی تربیت سے متعلق

چاپیس احادیث

ترتیب، ترجمہ و تشریح
شیخ اسعد اعظمی

Rs: 45/- Page: 80

خمسين برائے خواتین

خواتین سے متعلق

پچاس احادیث

شیخ اسعد اعظمی

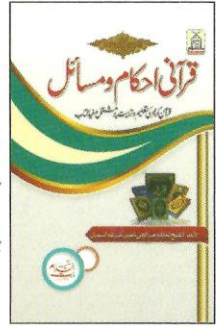
Rs: 50/- Page: 88

قرآنی احکام و مسائل

تالیف
شیخ عبدالرحمن بن ناصر بن سعدي

یہ مدلل کتاب ان تمام سوالات کے دو ٹوک جواب دیتی ہے جو متلاشیانِ صراطِ مستقیم اور مشتاقانِ توحید کے دل و دماغ میں پیدا ہوتے ہیں، عقائد و اعمال سب قرآن کی بنیاد پر قائم ہیں اور حدیثِ نبویؐ انکا بیان ہے، پڑھیے اور معلومات میں اضافہ کیجئے۔

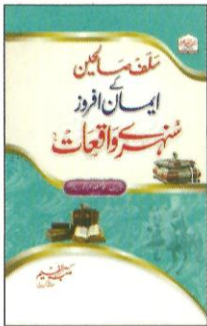
ترجمہ: ابو حمزہ ظفر اقبال، فاضل مدینہ یونیورسٹی صفحات: 440 قیمت (مجلد): -/275



سلف صالحین کے ایمان افروز سنہرے واقعات

اس کتاب میں اسلافِ کرام کی شجاعت، فہم و فراست، جود و سخا، حلم و بردباری، حق گوئی و بے باکی، ہمدردی و نمکساری کے بے نظیر واقعات کو دلکش ادبی اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ پڑھیے اور معلومات میں اضافہ کیجئے۔

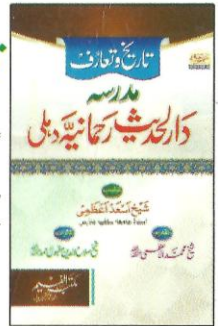
تالیف: ابو مسعود عبدالجبار صفحات: 280 قیمت (مجلد): -/175



تاریخ و تعارف مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی

یہ کتاب اس عظیم الشان مدرسہ ”دارالحدیث رحمانیہ“ کے اوراق پریشاں کا ایک گراں قدر دستاویزی مجموعہ ہے، اس میں مصنفِ فاضل نے مختلف مراجع و مصادر کی مدد سے رحمانیہ کی تاریخ مرتب کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے، گویا یہ ”دارالحدیث رحمانیہ“ کے عروج کی حسین و جمیل روداد اور اس کے زوال کی ناقابل فراموش اور دل دوز داستان ہے۔

تالیف: شیخ اسعد اعظمی، رکن رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ صفحات: 280 قیمت: -/200



MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhubia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : faheembooks@gmail.com
Facebook: Maktabaalfaheem

₹ 80/-

